عالم اسلام پر کفری نظریاتی جنگ کی یلغار

تالیف

نام کتاب:.......................عالم اسلام پر کفری نظریاتی جنگ کی یلغار

مصنف:.......................مولانا قاضی عمر مراد صاحب

ناشر:.......................

کمپوزنگ:.......................بلال احمد مہمند

اشاعت اول:.......................اپریل ۲۰۱۶ء

فہرست کتاب

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم اسلام پر کفری نظریاتی جنگ کی یلغار

انتساب

ان بہادروں اور جانبازوں کے نام جنہوں نے اسلام کی سربلندی اور
مظلوموں کی نجات
کیلئے اپنی عزیز جانوں کوآگ وخون میں نہلا کر بے دریغ قربانیاں
دی۔

وجہ تالیف

دنیا میں مختلف اور پُر تعجب حادثات و واقعات رونما ہو چکے ہیں اور رونما ہوتے رہیں گے کہیں کسی قوم نے دوسری قوم یا اقوام کے خلاف جنگ کی تو کوئی غالب اور کوئی مغلوب رہا اور اسی طرح دنیا میں کہیں نہ کہیں کسی بات پر معرکہ جاری رہتا ہے اور سب واقعات کو مورخین تاریخ کے اوراق میں محفوظ کرتے رہتے ہیں مگر حق و باطل کا معرکہ جو پیدائش حضرت آدم سے لیکر روز قیامت تک جاری رہے گا اور یہ سلسلہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں ہے باطل قوتوں نے حق کے مقابلے میں روایتی جنگ کے بجائے مختلف منصوبے اور مختلف طریقے اختیار رکر رکھی ہے آئے روز نئے منصوبوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کفری منصوبوں کے دوررس اثرات ہوتے ہیں پہلے تو مسلمانوں کو اس دوررس اثرات کے حامل منصوبوں کے مضر اثرات کا علم نہیں ہوتا اگر علم ہو بھی جائے تو اس سے بچنے کیلئے تدابیر پر غور نہیں کرتے اس وجہ سے مسلمان اپنے دین و مذہب اسلام سے روز بروز دور ہوتے جارہے ہیں اور مغربی مادر و پدر آزاد معاشرہ اور اسلامی معاشرہ میں فرق کرنا مشکل ہو چکا ہے بلکہ اگر ہم ایسے ممالک کے صورت حال پر نظر ڈالیں جنہیں لوگ مسلمان سمجھتے ہیں تو ہمیں ان ممالک میں اسلام کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی بلکہ جس شہر میں بھی جاؤ اس شہر کی صورت حال لندن اور پیرس جیسے بے حیا اور عریان معاشرہ سے ذرہ برابر بھی کم نہیں۔

مسلمانوں کا ظاہری اور معنوی وضع قطع اسلامی تہذیب وتمدّن کے بجائے مغربی تہذیب و تمدّن میں تبدیل ہو چکا ہے صرف یہ نہیں بلکہ جدید ٹیکنالوجی کا بہانہ بنا کر ان کے عقائد تک

تبدیل ہو چکے ہیں۔ بلکہ اپنی مشکلات کے حل کیلئے مغرب کو اپنا مسیحا سمجھتے ہیں اسی سال یعنی **۲۰۱۵ء** میں ہندوستان میں ایک مسلمان کو صرف اس گناہ پر قتل کیا گیا کہ اس نے گائے کا گوشت کھا کر مقدس گائے کی توہین کی ہے مقتول کے ورثاء نے بان کیمون سے انصاف کا مطالبہ کیا گویا مسلمان ایسے لوگوں سے انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں جو بذات خود ظالم اور مسلمانوں کا قاتل ہے۔اس کے علاوہ زندگی کا دارومدار سائنسی علوم پر قائم کیا گیا ہے خدا ورسول کی شریعت کا تصور ختم ہوتا دیکھائی دیتا ہے دین اسلام اور علماء حق کو دقیانوس قرار دیا جارہا ہے اسلامی قانون کے بجائے شیطانی قوانین کی پاسداری کو فرضیت سے بھی بڑھ کر درجہ دیا جاتا ہے ہوشیار لوگ اور لاجواب سروس کا اطلاق ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو حد درجہ بے وقوف اور دین اسلام سے متنفر و متوحش ہو اس قسم کی بے دینوں کی کوئی کمی نہیں جیسے فرمان الٰہی ہے۔

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ (٤٩) كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ (٥٠) فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ (٥١) (سورة المدثر)

ترجمہ: ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں۔۴۹۔گویا گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں۔۵۰۔(یعنی) شیر سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔

پاکستانی تجزیہ نگار ڈاکٹر مہدی حسن جو کہ بہت بوڑھا بھی ہے گویا قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں لیکن اب تک عقل نہ آئی کیونکہ وہ اپنی تمام تجزیوں میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اگر جمہوریت کو بچانی ہے تو مذہب کو سیاست سے الگ کرنا ہوگا

الغرض مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حال جو کسی سے پوشیدہ نہیں مزید اس ذلت سے بچنے اور نصیحت کے طور پر میں نے ضروری سمجھا کہ ان مسلم نوجوانوں کیلئے یہ عاجزانہ پیش کش جس میں خطاؤں کا بھی امکان ہے حاضر خدمت ہے اس کا بغور مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی پہونچانے کی فکر کریں شاید میری خواہش اور تمنّی کے مطابق مسلمان بھائیوں کیلئے ہدایت میرے لئے ذریعہ ثواب دارین ہو۔ ہرگز نہ گھبرائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے نہ کہ انکار کرنے والوں سے اور انکار کرنے والوں کے چند دن باقی ہیں، بقول شاعر:

ؔ چراغ ظلم ظالم تا دم محشر نسوزد

اگر سوزد شبے سوزد شبے دیگر نمے سوزد

بندہ عاجز عمر مراد

تقریظ از مفتی ابو ہریرہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمد لله رب العٰلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام علىٰ سيد الأنبياء والمرسلين وعلىٰ آله واصحابه أجمعين

امابعد: یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حق اور باطل کا معرکہ روز اول سے چلا آ رہا ہے اور جب کبھی کسی باطل نے سر اٹھایا ہے تو حق نے اس کے دماغ کو کچل دیا ہے اور یہ معرکہ حق وباطل مختلف شکل وصورت میں رواں دواں ہے حتیٰ کہ موجودہ دور میں اس معرکہ نے ایک نیا روپ اختیار کیا ہے کہ اسلام اور اسلامی قوانین کا مقابلہ جمہوری اسلام کی شکل میں باطل کے پیروکاروں کے بجائے اسلام کے دعویداروں سے کیا جارہا ہے، یعنی بجائے اس کے کہ یہود ونصاریٰ اور دوسری باطل قوتیں میدان معرکہ میں سامنے آئے مسلمانوں کو میدان جنگ میں اسلامی شریعت وخلافت کے خلاف اتار رہے ہیں، کیونکہ اس وقت دنیا میں دو قسم کا اسلام موجود ہے:

(ا) اصلی توحید والا اسلام بالفاظ دیگر مکہ اور مدینہ کا اسلام، یعنی وہ اسلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ پر بذریعہ جبرائیل امین ۲۳ سالوں میں نازل فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو لفظ بلفظ پہنچایا ہے، یہ وہ اسلام ہے جو قرآن اور احادیث کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، جس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دین وقانون قابل قبول نہیں۔

۲) جمہوریت والا جعلی اسلام بالفاظ دیگر امریکہ اور اقوام متحدہ والا اسلام جس کی تعریف چیریل بنارڈ کچھ یوں کرتی ہے: اسلام ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا کے دوسرے نظاموں کے ساتھ

ایک ہی راہ پر چلتا ہو، جو بین الاقوامی قوانین احکام اور اخلاق کے برابر ہو، اور صرف وحی الٰہی کے اصولوں کے پابند نہ ہو۔

(اسلامی امت کے خلاف نئی صلیبی پلان ص ۸ مصنف استاد زاہدی احمد زی)

اب الٰہی اسلام بھی دنیا میں موجود ہے اور تا قیامت باقی رہے گا جس کی اطاعت کرنیوالا کبھی گمراہ نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی تھامے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے:

(۱) کتاب اللہ اور (۲) اس کے نبی کی ﷺ سنت (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۲۸)

اور جمہوریت والا جعلی اسلام بھی دنیا میں موجود ہے، جس میں نہ جہاد ہے نہ اسلامی خلافت یا مملکت کیلئے جدوجہد، نہ اسلامی احکامات اور حدود کی تنفیذ ہے نہ اسلامی معاملات جیسے سود اور شراب کا حرام ہونا ہے، نہ اسلامی اخلاق جیسا مرد و عورت کا اپنے دائرہ اختیار میں رہنا ہے وغیرہ۔

اور جو چیزیں اس جمہوری اسلام میں ہے وہ صرف پوری کی پوری غلامی ہے اور اسی کو آج کا مسلمان ترقی سمجھتا ہے، بقول علامہ اقبالؒ

؎ یورپ کی غلامی پہ رضامند تو ہوا تو

مجھ کو تو گلہ تجھ سے یورپ سے نہیں ہے

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

کی مسلمان نے ترقی جو فرنگی بن کر

یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلمان کی نہیں

اب اس دور میں ایک مسلمان پر بحیثیت مسلمان فرض ہے کہ وہ اصلی اسلام کو پہچانے اور جعلی اسلام سے اپنے آپ کو بچائے، کیونکہ اس کا پہنچاننا مسلمان پر فرض ہے، جس طرح کہ عمرؓ کا قول ہے کہ اسلام کے احکامات کو ایک ایک کر کے ٹوٹ ڈالا اس شخص نے جو اسلام میں پیدا ہوا اور جاہلیت کو نہیں پہنچانا (مجموع الفتاویٰ لابن التیمیہ ص ۳۰۱ ج ۱۰)

اس وجہ سے ہر مسلمان چاہے عالم ہو یا جاہل پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو پر فرض ہے کہ وہ زمانہ حاضر میں اسلام کے خلاف دشمنوں کے منصوبوں کو پہنچانے تا کہ اپنے صحیح اسلام کو بچا سکے، اس میدان میں ہر دور میں علماء حق نے اپنا فریضہ ادا کیا ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو خواب غفلت بیدار کرنے کی کوشش کی ہے، برادر محترم قاضی عمر مراد صاحب نے بھی زیر نظر کتاب اسی موضوع پر لکھ کر سوئے ہوئے ناخبر مسلمانوں کو جگایا ہے اور عملی زبانی جہاد کے ساتھ ساتھ قلمی جہاد میں بھی حصہ لیا ہے، اسلئے ہر مسلمان کیلئے خصوصاً جہادی صفوں میں لڑنے والے مجاہدین کیلئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا بے حد ضروری ہے، تا کہ دشمن کی چالوں سے اپنے آپ کو بچا سکے۔

اللہ تعالیٰ برادر محترم کی سعی کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور پڑھنے والوں کیلئے نافع بنائے۔ آمین

احقر الوریٰ مفتی ابو ہریرہ

انسانیت کی دواقسام

جب سے حضرت انسان اس عالم ارضی پر تشریف فرما ہوا ہے اس عہد سے انسانی آبادی نظریاتی طور پر دو جماعتوں میں بٹ گئی ہے، ایک فریق نے تو دعوت حق پر لبیک کہا او ردربارِ خداوندی سے انہیں مومن اور مسلم جیسے عظیم القاب نصیب ہوئے ، اور اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ٹھرے چنانچہ خدائے بزرگ وبرتر کاارشادعالی ہے۔

لاتَجِدُ قوماًيوُ'منونَ بِاللّٰهِ وَاليومِ الآخِرِيوُآدُونَ مَنْ حَادّاللّٰهَ وَرَسُولَه وَلَو كانُوآباءَ هُمْ اُو اَبنَاءَ هُم اَواِخوانَهُم اَوعَشِيرَتَهُم اُولئكَ كَتَبَ فِى قُلُو بِهِمُ الاِيمانَ وَاَيّدهُم بِرُوحٍ مِنهُ وَيُد خِلهُم جنّاتٍ تَجرِى مِن تَحتِهاالانهارَخَالِدِينَ فِيها رَضِىَ اللهُ عَنهُم وَرَضُواعَنهُ اُولئِكَ حِزبُ اللّٰه اَلآ اِنّ حِزبَ اللّٰهِ هُمُ المُفلِحُون

(سورةالمجادله)

ترجمہ،، جولوگ اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم اُن کو اللہ اور اِس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہی ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دلوں پر ایمان (پتھر کی لکیر کے طرح) تحریر کردیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کی نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا اور ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے اور سُن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

جبکہ دوسرے فریق نے شیطان کی پیروی میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

کیساتھ عداوت اور دشمنی شروع کی پروردگار عالم نے اس قسم کے لوگوں کو شیطان کی پارٹی جیسے مذموم ناموں سے یاد کیا۔ تاکہ دونوں پارٹیوں کی حیثیت معلوم ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِستَحوَذَ عَلَیُھِمُ الشَّیُطَانُ فَانسَا ھُمُ ذِکرَاللہِ اُلئِکَ حِزبُ الشَّیطَان اَلا اِنَّ حِزبَ الشّیطَانِ ھُمُ الخَاسِرُون (سُورَۃالمجادلہ)

ترجمہ، شیطان نے ان کو قابو کر لیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بُھلا دی یہ (جماعت) شیطان کا لشکر ہے اور سُن رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اُٹھانے والا ہے۔

جب انسان فکری اور نظریاتی طور پر مختلف ان دو جماعتوں میں تقسیم ہوا تو اس کا منطقی اور لازمی نتیجہ ان کے مابین تناؤ مخالفت اور دشمنی کا پیدا ہونا تھا، اور اسی دشمنی کی سبب ان کے درمیان مختلف میدانوں میں تنازعات اور لڑائی جھگڑوں نے جنم لیا لیکن رحمانی جماعت کے علمبردار ہر میدان میں فتح یاب ہوتے رہے اور شیطانی جماعت ہمیشہ کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کر چکی ہے، نتیجہ میں شیطان کے پجاریوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

ابھی شمع نبوت روشن ہی ہوئی تھی کہ نبوت کے ساتویں سال نبی کریم ﷺ کو شعب ابن ابی طالب میں اپنے خاندان سمیت محصور کر لئے گئے اور نبوت کے تیرویں سال آپ ﷺ کو تمام صحابہ کرامؓ سمیت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنا پڑا۔ مسلمان افرادی قوت کے اعتبار سے کمزور اور وسائل سے تہی دست تھے لیکن اس کے باوجود آئندہ کی جنگوں

میں جب ایمان و کفر کے درمیان میدان سج جاتا تو کفر ہی کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔

اسلامی تاریخ میں ایسے ہزاروں واقعات ہیں کہ مسلمان کفر کے مقابلے میں کمزور اور تعداداً اکم تھے کفری لشکر اسلامی لشکر سے کئی گنا بڑا تھا لیکن جنگ کے خاتمے پر معلوم ہو جاتا کہ چھوٹے گروپ کو بڑی گروپ پر برتری ملی۔ دوسری بات یہ کہ جو کفار سمجھے یہ تھی کہ یہ مسلمان لوگ ہمارے خلاف لڑنے کو ایک مذہبی اور عقیدوی فریضہ گردانتے ہیں، یہ کفر کے خلاف لڑنے ، زخمی ہونے اور ان کے ہاتھوں مارنے کو بھی اعزاز اور فخر سمجھتے ہیں۔ ان دو وجوہات کو مدّنظر رکھتے ہوئے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کو جنگ کے میدان میں شکست دینا ممکن نہیں تو اب ایک ایسا متبادل راستہ تلاش کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں ایک طرف مسلمانوں کو سخت شکست ہو جائے تو دوسری طرف مسلمان ظاہراً اور باطناً کفر کے غلام بن جائے اور زندگی کے ہر طبقے (شعبہ) میں کفریہ طاقتوں کی اندھی تقلید اپنانے پر مجبور ہو جائے۔

ان دو گروہوں میں تصادم

ہر زمانے میں حق و باطل کا مقابلہ ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ (سورة الحج)

ترجمہ: یہ دو گروہ آپس میں جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں بعض حق پر ہونگے اور بعض گمراہ ہونگے)

اس سوچ کے تحت جو پہلے ذکر کیا گیا کفار نے مسلمانوں کے خلاف مادی جنگ کے علاوہ نظریاتی جنگ کے میدان میں نئے منصوبوں اور اصولوں پر کام کیا مادی جنگ کی نسبت نظریاتی جنگ مسلمانوں کے خلاف زیادہ مؤثر ہتھیار ثابت ہوئی جس نے مسلمانوں اور عالم اسلام کے ہر پہلو کو متاثر کیا اس جنگ کو ہم یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ یہ وہ طریقہ ہے جس میں مغربی دنیا مسلمانوں کو اسلامی طرز زندگی اور اسلامی اقدار سے دور کر رہی ہے، مسلمان جوان نسل کو اخلاقی بے راہ روی کی رخ پر موڑنا اور صحیح اسلامی عقائد میں تشکیک اور تخریب کر کے مسلمان نوجوانوں کو اپنے دین اور مذہب سے متنفر کرنا۔

استاد محمد قطبؒ نظریاتی جنگ کی تعریف یوں فرماتے ہیں کہ اس جنگ میں ان غیر نظامی اور غیر عسکری وسائل کو استعمال کر کے صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی فتح یاب ہونے کے بعد ان کی زندگی سے بہترین اسلامی اقدار و اخلاق کو جدا کرنا اور انہیں اسلامی احکام سے آزاد کر کے لادین بنانا ہے جبکہ بریگیڈیئر گلزار احمد صاحب لکھتے ہیں کہ یہودی منصوبے کے اوزار ایسے ہیں کہ جن کے خلاف توپ گولہ شمشیر و سنان ہوائی جہاز اور بحری بیڑے براہ

راست استعمال نہیں ہوتے اور نہ ہی جوانمردوں کی دلیری استعمال ہوتی ہے اس لئے مفتوح کو اپنے دفاع کی ضرورت کا احساس ہی پیدا نہیں ہوتا اس منصوبے کے اوزار امریکی ڈالر اور برطانیہ کا پاونڈ سٹرلنگ ہے جن کی مدد دنیا کے دوسرے رائج الوقت سکوں سے یہودیوں کو منہ بولی شرح کے مطابق تبدیل کر کے لی جاتی ہے فتح عالم کا یہ عمل ان اوزاروں کے ذریعے شب و روز کھیلا جا رہا ہے (تسخیر عالم کا یہودی منصوبہ صفحہ ۹ از بریگیڈیئر گلزار احمد)

ا ستاد ڈاکٹر محمد یحیٰ اپنی کتاب ''نظریاتی جنگ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ جنگ کفار کا جنگ لڑنے کا ایک نیا اسلوب ہے جبکہ استاد زاہدی احمد زی فرماتے ہیں کہ نظریاتی جنگ دو قسم پر ہے ایک قدیم استعمار ہے اور دوسرا جدید استعمار ہے۔قدیم استعماری جنگوں میں یوں ہوتا کہ طاقتور قومیں کمزور قوموں پر حملہ آور ہو کر ان کے املاک معدنی ذخائر اور ان کی قیمتی اشیاء میں لوٹ مار کرتی لیکن ان کے عقائد اور مذہبی احکام میں مداخلت نہیں کرتے تھے اور نہ ان کے مقدسات کیساتھ کسی قسم کا تعرض کرتے۔استعماری قوتوں کی یہ قسم سب سے پہلے ۱۱۰۰ء قبل مسیح میں ظاہر ہوئی تھی۔سب سے پہلے جس قوم نے استعماریت کا آغاز کیا وہ فنیقی قوم تھی جو جزیرہ مدیترانی کو اپنے قبضے میں لانے میں کامیاب ہوئی اور وہاں اپنی نوآبادیاتی نظام قائم کیا۔فنیقی قوم کی کچھ عرصہ بعد اہل یونان نے بھی استعماری طریقہ کار اپنایا اور اسی سے یورپی اقوام سمیت تمام اقوام کے استعمار اور نوآبادیاتی نظام کا آغاز ہوا۔

اگر ہم اسلام اور استعماری قوتوں کے درمیان جاری کشمکش کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو عسکری اور مادی جنگوں میں استعماری قوتوں کو ہمیشہ شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے ،ظہور

نبوت کے زمانے سے لیکر ۱۲۴۲ھ تک مسلمان صرف یہ نہیں کہ کفار انہیں شکست نہ دے سکے بلکہ مسلمانوں نے اسلامی خلافت کی سرحدات ہسپانیہ سے لیکر چین اور ترکستان سے لیکر قفقاز اور تھائی لینڈ اور ملیشیا تک پہنچائے۔ان فتوحات کے بعد کفری طاقتیں اس بات پر اور مطمئن ہوئیں کہ انہیں شکست دینے کیلئے ازسرنو نئے طریقہ کار اور اسلوب جنگ پر غور کرنا چاہیے اور ایک منظّم اور فعال طریقے سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے لگے۔

بعض محققین اس جنگ کی بنیادیں پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے جوڑ رہے ہیں، آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور ملائکہ کو امرِ سجدہ ہوا، تمام ملائک نے صف بستہ ہوکر امرِ خدا کی تعمیل کی اور حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوئے جبکہ ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کے امر ماننے سے انکار کیا جس پر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راندہ درگاہ ہوا۔اس روز سے شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عداوت اور دشمنی شروع کی اور اس موقع کی تلاش میں رہنے لگا کہ کس طرح اسے دھوکہ دے سکے، اس مقصد کی خاطر اس نے آدم علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسم کھائی اور کہا۔

وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَـٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ()وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ()فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ (سورة الاعراف)

ترجمہ: اور کہنے لگا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ جیتے نہ رہو۔۲۰۔ اور اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں۔۲۱۔ غرض (مردود نے) دھوکا دے کر اُن کو (معصیت کی طرف) کھینچ ہی لیا جب اُنہوں نے اس درخت (کے پھل) کو کھا لیا تو اُن کے ستر کی چیزیں کھل گئیں اور وہ جنت کے (درختوں کے) پتے (توڑ توڑ کر) اپنے اوپر چپکانے (اور ستر چھپانے) لگے۔ تب اُن کے رب نے اُن کو پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت کے (پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور بتا نہیں دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آدم علیہ السلام ابلیس کے اس نظریاتی دھوکے کے نتیجے میں آیا اور ابلیس اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوا۔

یہاں یہ بات واضح ہے کہ ابلیس نے زبردستی کرنے کے بجائے حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن میں اپنی بات ڈالنے کی کوشش کی تاکہ وہ اس کی بات کو خیر خواہی سمجھ کر تسلیم کرے اور پھر اس پر عمل پیرا ہو۔ ابلیس کے حواریوں نے اس طریقہ کار کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف نظریاتی جنگ کا آغاز کیا اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیر خواہ ثابت کیا اور یہی خیر خواہانہ انداز مسلمانوں کیلئے زہر قاتل ثابت ہوا اور اس بارے میں شیطان ہمیشہ اپنے پیروکاروں کے ذہن میں یہ شیطانی منصوبے ڈالتا رہتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنَّ الشَّیَاطِینَ لَیُوحُونَ اِلٰی اَولِیَاءِ ھِم لِیُجَادِلُوا کُم وَاِن اَطَعتُمُوا ھُم اِنَّ

كُم لَمُشرِكُون (سورة الانعام)

ترجمہ، اور شیطان اپنے رفقاء کے دلوں میں (شیطانی منصوبے) ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم لوگ اُن کے کہنے پر چلے تو بیشک تم بھی مشرک ہوئے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیت سے یہ بات صاف واضح ہو رہی ہے کہ ابلیس اپنے کارندوں کے ساتھ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف منصوبہ سازی میں مکمل شریک ہے لہٰذا اسی اشتراک عمل کے نتیجے میں مسلمانوں کے خلاف نظریاتی جنگ بھی ترتیب دی گئی۔ اور آگے جا کر اسے تین طریقوں پر تقسیم کیا (۱) استعمار (۲) استشراق (۳) ترویج مسیحیت۔ اِن تینوں میں سے ہر ایک قسم اپنے جگہ اِنتہائی خطرناک ہے۔

ٍانشاء اللہ ان تینوں اقسام پر ہم اگلے صفحات میں تفصیلی بات کریں گے۔ اور ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی کریں گے کہ نظریاتی جنگ میں مغرب نے کون کونسے وسائل اور کس قسم کے افراد کا استعمال کیا۔

آج دنیا کے تقریباً مما لک اسلامی دشمنی میں لگے ہوئے ہیں اور تمام وسائل اس پر صرف کر رہے ہیں، ایسا کوئی معتدبہ استثنٰی ہمارے سامنے نہیں ہے، چین، روس برطانیہ تمام بڑی اور چوٹی کی طاقتیں اسلام مخالف منصوبہ بندی پر کام کر رہے ہیں تا کہ اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹائے اور دنیا میں اسلام کا نام ونشان باقی نہ رہے یہ اگر چہ خیال است ومحال است وجنوں لیکن بہر حال یہ لوگ اپنی ایڑی چوڑی کا زور لگا رہے ہیں۔ لیکن اگر مذہب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس میں یہود ونصاریٰ سب سے آگے نکل چکے ہیں، جو کہ شیطان کے

ساتھ خصوصی مناسبت اور شیطانی منصوبوں کی تکمیل میں پیش پیش ہیں، اور دجال کی کامیابی ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔

گذشتہ صفحات پر ہم نے واضح کیا تھا کہ شیطانی اور دجالی لشکر نے عالم اسلام کے خلاف با قاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کفری نظریاتی جنگ کو چند اقسام پر شروع کیا ہے اور یہ کفری نظریاتی جنگ اسلامی ممالک میں کارگر بھی ثابت ہوئی۔

ان چند اقسام میں سے پہلی اور اہم قسم استعمار ہے جس کا مطلب ہے کسی ملک کی خودمختاری کو ختم کر کے اپنا اختیار اور نو آبادیاتی نظام قائم کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے اور خصوصا اسلامی ممالک کو شیطانی اور دجالی لشکر اپنا مستعمرہ بنانے کیلئے ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے مرحلے میں مطلوبہ ملک میں مغربی تہذیب رائج کرنے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کو مغربی تہذیب کا دلدادہ بنایا جائے تا کہ مطلوبہ ملک آسانی سے ظاہری اور معنوی اعتبار سے کفر کے قبضے میں آجائے آزادی کے نام پر ہر قسم کی پابندی سے بے نیاز جدید ٹکنالوجی سے متاثر حسینوں کی رعنائیوں سے لطف اندوزی شتر بے مہار کی طرح زندگی مغربی تہذیب پر عمل کرنے کیلئے بہترین وسائل ہیں۔ مغربی تہذیب نے ان مسلمانوں پر بہت جلد قابو پالیا جو اپنی اسلامی تعلیمات سے یکسر بے خبر تھے یا جان بوجھ کر اپنے آپ کو بے خبر بنا دیا ایسے ماحول میں مغربی تہذیب بہت جلد پروان چڑھتی ہے اور یہی ماحول مغربی تہذیب کی نشونما کیلئے سازگار ہوتا ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے بقول اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب اور

اسلام کے درمیان کشمکش جاری ہے ۔ یہ مولانا مرحومؒ کی زمانے کے بات ہے ۔اس وقت غالباً مولانا موصوف و مرحومؒ کی نظر میں کچھ خدا شناس اہل علم و بصیرت موجود تھے جو کہ مغربی تہذیب کی خونخوار آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھے مگر اب صورت حال یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے نام نہاد اسلامی ممالک میں خوب ترقی کر لی ہے ۔البتہ خالص اسلام کے شیدائی مجاہدین اس روئے زمین پر اب بھی موجود ہیں جو کہ دشمنان اسلام کے مقابلے میں سینہ سپر ہیں ان مجاہدین اسلام کو زیر کرنے کیلئے کفر نے ہزار قسم کی جعل سازی دغابازی حیلہ گری سے حملے کئے مگر مجاہدین تھے کہ کفر کے سامنے خندہ پیشانی سے ڈٹ کر اور فراعنہ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے رہے ۔کفر نے ان پہاڑ جیسے حوصلوں والے مجاہدین کو مات دینے کیلئے ڈالروں سے لیکر ڈرون طیاروں اور کروز میزائل تک استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا ۔مگر کوئی بھی مہلک ہتھیار مجاہدین کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکا۔

دور حاضر کا صلاح الدین ایوبی باطل کیلئے سیف بے نیام عمر خالد خراسانی ثم المھمندی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسی مغربی تہذیب کے مہلک اثرات کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ایک کالم میں لکھتے ہیں کہ ۸۰۰ھ کے بعد مسلمان مسلسل زوال کے طرف جا رہے ہیں راسخ العقیدہ مسلمان مسلسل محدود ہوتے رہے یہاں تک کہ خلافت کا خاتمہ ہوا اور اس کے بعد دنیا کے تقریبا تمام مسلم ممالک امریکہ، روس، فرانس، اور برطانیہ کے قبضہ میں آ گئے (الخ)۔

جب مجاہدین کی صفوں میں ایسے حق شناس حد درجہ تک حساس انتہائی ذہین اور بیدار مغز شخصیت موجود ہو جو تدبیر کیساتھ اللہ سبحانہ وتعالی پر توکل بھی رکھے تو ایسے میں امید کی

جاسکتی ہے کہ مجاہدین کا یہ کارواں منزل مقصود تک پہنچے بغیر راستے سے نہیں بھٹکے گا۔مغربی تہذیب کے غاصبانہ حربوں میں سے سر فہرست جمہوری نظام ہے جو کہ ایک طرف تو مسلمانوں کوان کے دین سے دور کردیتا ہے اور دوسرے طرف اسلام کے نظام خلافت کی نفی کرتا ہے۔جمہوری نظام کی اس مسخ شدہ بے روح اور بدبودار لاش میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کے ذریعے ایک پرسکون اسلامی معاشرے کو درندہ صفت اور بے چین معاشرے میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

جس طرح نواز حکومت جوکہ جمہوری طریقہ کار کے نتیجے میں برسر اقتدار آئی اس حکومت کے خلاف عمران خان اور طاہرالقادری کی اقتدار کی رسہ کشی میں پر تشدد واقعات سامنے آئی جس میں بہت ہلاکتیں بھی ہوئیں ان ہلاکتوں میں سب سے زیادہ افسوس ناک

واقعہ شیخوپورہ لاہور میں پیش آیا کہ ۲۰۱۵ء کے بلدیاتی انتخابات میں باپ بیٹے نے آپس میں اپنے پسند کے امیدوار کو ووٹ دینے پر جھگڑا کیا بیٹے نے طیش میں آکر باپ کو قتل کیا اور پھر اپنے آپ کو خود قتل کیا جس سے جمہوریت کا راز کھل گیا۔

عوام کو بے تحاشا مشکلات کا سامنا مہنگائی اور لوڈشیڈنگ میں اضافہ اشیائے خورد ونوش کی کمی کی صورت حال نے ایک بہت بڑی سنگین بحران کا شکل اختیار کیا ہے مالی بدعنوانی زمین زروزن سے دلچسپی میں اپنی مثال آپ ہیں۔پاکستان کی موجودہ اور گذشتہ صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے احمد رشید صاحب اپنی کتاب Pakistan on the

(brink)(مطبعہ مومند خپر ندویہ ادارہ جلال اباد) میں اس کا تذکرہ کیئے بغیر نہ رہ سکے وہ لکھتے ہیں کہ ۲۰۰۰ء کے بعد پاکستان بدترین صورت حال سے گزر رہا ہے اور اپنے پڑوس ممالک سے خراب تعلقات کے علاوہ اندرونی طور پر بھی مختلف فسادات کا شکار ہے گویا فسادات کا ایک انوکھا تصویر بنا ہوا ہے اور اس کا شمار ترقی پذیر ممالک میں نہیں ہوتا بلکہ بد عنوانیوں کا حامل ملک شمار ہوتا ہے(پشتو ترجمہ از ڈاکٹر زلان)

سیاست اچھی معیاری پالیسی اور نظام کا نام ہے جبکہ پاکستان میں سیاست کو جھوٹ خودغرضی اور ابن الوقت کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ یہ انداز سیاست بھی غیروں کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ یہودی پروٹوکول نمبر ایک میں لکھتے ہیں۔(یہ یہودی خفیہ دستاویزات کا ایک مجموعہ ہے جسے ساری دنیا پر تسلط کا خاکہ کہا جاسکتا ہے) یہودی پروٹوکول یا خفیہ دستاویزات کا انکشاف سب سے پہلے پروفیسر سرجی اے نائلس (serge a nailus) نے ۱۹۰۵ء کو روس میں منظر عام پر لایا یہ شخص نصرانی تھا اور خفیہ دستاویزات کو منظر عام پر لانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ خفیہ دستاویزات نصرانی تہذیب کو تباہ کرنے کیلئے بھی مؤثر تھیں اس کے بعد روسی اخبارات میں یہ شائع ہوتے رہے جب تسخیر عالم کا یہ خفیہ منصوبہ فاش ہوگیا تو روس حکومت نے ان دستاویزات کو اپنے پاس رکھنے پر پابندی عائد کی اور خلاف ورزی کی صورت میں سزائے موت کا انتخاب کیا یہودیوں نے اپنے عزائم کو چھپانے کیلئے ان دستاویزات کو جعلی ثابت کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔

(یہودیوں کے دانا بزرگوں کی دستاویزات مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان)

سیاست اور اخلاق میں کوئی قدر مشترک نہیں اخلاقی اقدار کا علمبردار کبھی ماہر سیاستدانوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا اس کا اقتدار کبھی پائیدار اور مستحکم نہیں ہوسکتا مضبوط حکمرانی کرنے کے خواہشمند افراد کو مکروفریب چالا کی عیاری ظاہرداری اور بناوٹی رویہ اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہونی چاہیئے دیانت امانت قومی کردار اور حق گوئی وغیرہ قسم کے اخلاقی اقدار کا کارزار سیاست سے کوئی تعلق نہیں رکھتا سیاست میں یہ چیزیں خوبیاں نہیں بلکہ عیب شمار ہوتی ہیں ان اقدار کو اختیار کرنے والے حکمرانوں کا زوال ایک لازمی امر ہوتا ہے وہ ایسی تباہی کو دعوت دیتا ہے جو کسی طاقتور ترین دشمن کے ہاتھوں بھی ممکن نہیں لہٰذا ان اوصاف کو غیر یہودی حکومتوں میں پھلنے پھولنے دیجیئے ان سے ہمارا کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہونا چاہیئے (یہودی پروٹوکول نمبرایک)

تا کہ مناسب وقت میں ایسے غیر یہودی حکومت کو گرانے میں آسانی ہو۔

اب دنیا کے ہر عام وخاص نے یہودیوں کا صحیح معنوں میں تقلید کرنا شروع کیا ہے ۔ہر سیاست دان منافقت دوغلی پالیسی اور حالات کے مطابق اپنا موقف تبدیل کرتا ہے ۔جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تھا اُس وقت عوامی نیشنل پارٹی روس نواز پارٹی تھی اور پاکستان میں روس کے مفادات کیلئے کام کرتی تھی۔خدائی خدمتگار خان عبدالغفار خان نے وصیّت کی تھی کہ مرنے کے بعد میری لاش کو پاکستان میں دفن نہ کرنا بلکہ میرے لاش کو پاکستان سے بہرا افغان سرزمین پر دفن کرنا ہے پارٹی کے کارکنان نے باچا خان وصیّت کے مطابق لاش کو کندھوں پر رکھ کر ایسی حالت میں افغانستان پر منتقل کردیا جب افغانستان میں

مجاہدین اور روسیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی جاری تھی اور آگ وخون کا کھیل کھیلا جا رہا تھا۔ یعنی باچا خان کو پاکستان سے اتنی بڑی نفرت تھی کہ پاکستان میں دفن ہونا بھی نہیں چاہتے تھے۔ پھر یہ کیسے محبّ وطن پارٹی ہوسکتی ہے۔ جب افغان انقلاب ختم ہوا اور قصّہ پارینہ ہوگیا تو عوامی نیشنل پارٹی نے روس سے طلاق لیکر امریکہ سے نکاح باندھا کیونکہ دور حاضر میں ڈالروں کی پیداوار امریکہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں ہے۔

ایم کیوایم پارٹی جو کہ بظاہر ایک سیاسی اور لبرل پارٹی ہے غنڈہ گردی بھتہ خوری میں ملوّث دہشت گرد پارٹی بھی ہے اور ہندوستان حکومت کے ایجنٹ بھی ثابت ہوئی اس پارٹی کا یہ سیاہ اور مکروہ چہرہ اُس وقت بے نقاب ہوا جب اپریل ۲۰۱۵ء کو پاکستانی پولیس اور رنجرز نے کراچی میں مشترکہ کاروائی کر کے ایم کیوایم کے مرکز نائن زیرو پر چھاپہ ڈالا جس کے نتیجے میں ایم کیوایم کے اہم کارکنان کی گرفتاری سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ جبکہ بعض پارٹی کارکنان صولت میرزا وغیرہ کو عدالتی کاروائی میں پھانسی اور بعض کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس منفی کردار سے ایم کیوایم پارٹی کی پاکستانی عوام سے کتنی بڑی غدّاری ثابت ہوتی ہے۔ ایم کیوایم پارٹی کا موازنہ شاعر کا اس شعر میں کیا جاسکتا ہے:

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

۱۹۷۱ء میں جنرل یحییٰ خان کے دور حکومت میں سقوط بنگلہ دیش کا واقعہ پیش آیا اور بنگلہ دیشی مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے پاکستانی فوج جو کہ درحقیقت حکومت

برطانیہ کی فوج ہے بنگلہ دیشی مسلمانوں پر داستانِ خون چگان کی تاریخ رقم کی۔اس وجہ سے بنگلہ دیشی مسلمان پاکستانی مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں۔پاکستانی فوج کی حمایت کرنے والوں کو پھانسیاں دی جارہی ہیں۔اوراسی طرح دشمنی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس کے بعد ذوالفقارعلی بھٹو نے روٹی کپڑا مکان کا نعرہ لگا کرنا اہل قیادت کا ثبوت دیااور بنگلا دیشی مسلمانوں کوسور کی اولاد کا خطاب دیا۔

جنرل ضیاءالحق جوکہ اُس وقت فوج کا سربراہ تھا بھٹوحکومت پرشب خون مارااور بھٹوکو زبردستی اقتدار کی کُرسی سے ہٹا کر جیل میں بند کردیا۔قتل کے الزام میں موت کی سزا ہوئی اور پھانسی پر لٹکایا گیا۔اس کے بعد بھٹو کی تصویر بینظیر نے جوانی کا اکثر حصہ بیرونِ ملک گزارااورشوہر کے بغیر گذارہ کرتی رہی وطن واپس لوٹ آئی پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بنی اور بھٹومشن کی مُردہ لاش میں روح ڈالتی ہوئی سیاسی کیریئر کا آغاز کیا اس دوران آصف زرداری سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئی۔فیصلہ ضمیر کا ووٹ بےنظیر کا نعرہ لگا کرالزام لگایا کہ پرویز مشرف مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔راولپنڈی لیاقت باغ میں جلسے سے فارغ ہوکر قاتلانہ حملے کے زد میں آکر ہلاک ہوئی۔اور ذمہ داری طالبان کی اُپر ڈال دی گئی۔

بےنظیر کا شوہر نامدار صوبہ سندھ کا بے تاج بادشا اور ماڈل گرل ایان علی کا یار غار جو کہ ایک غنڈہ اور کرپٹ شخص بھی ہے جنرل مشرّف کے دور حکومت میں کرپشن وغیرہ کے الزامات میں جیل کے سیاہ دروازوں کے پیچھے کافی عرصہ رہا۔رہائی کے بعد باقاعدہ سیاست کے میدان میں قدم رکھا اورتا حال کسی جائز بیوی کے بغیر گزارہ کررہا ہے۔صدر پاکستان بن

کر بے چارہ مظلوم عوام پر زمین تنگ کردی گئی۔ یہ ہے پاکستان میں جمہوری اور سیاسی صورت حال جس کی وجہ سے کسی کو بھی سکون کا سانس لینا نصیب نہ ہوا۔ فوج اور حکومت کے اوپر آقا امریکہ کی طرف سے مجاہدین کے خلاف اپریشن جاری رکھنے کے دباؤ نے بھی مزید نظام حکومت کو تہہ وبالا کر کے کہیں کا نہ چھوڑا۔

پاکستان کو افغانستان اپنا مستعمرہ بنانے کی فکر

پاکستانی خفیہ ادارے مغربی ملکوں کی نقش قدم پر چلتے ہوئے افغانستان کو اپنا مستعمرہ بنانے کی فکر کھائی جارہی ہیں۔ مروجہ طریقہ استعمار کے ساتھ ساتھ پاکستان افغان سرزمین کو اپنا نوآبادیاتی بنانے کیلئے افغانوں کو باہمی خانہ جنگی میں مبتلاء رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

عرصہ دراز سے اس مقصد کے حصول کیلئے کوششوں میں مصروف ہے مرورِزمانہ کے ساتھ باقاعدہ اس میں اُتار چڑھاؤ بھی دیکھنے میں آیا یعنی بہت سے افغانوں نے پاکستان کی ایسے حرکات کو محسوس اور برملا اعلان بھی کیا۔

پڑوسی ملک ہونے کے ناطے پاکستان کی توجہ ہمیشہ افغانستان پر مرکوز رہی افغانستان کی بد امنی جنگ وجدال جہاد قومی اور نسلی فسادات کی واقعات پاکستان کیلئے دلچسپی کا باعث نے رہے ہر موقعہ پر پاکستان اس سے فائدہ اُٹھاتا رہا اور خاموش تماشائی بننے کے بجائے ہوشیار گیدڑ کی مانند تاک میں بیٹھ کر موقعہ ملتے ہی مداخلت شروع کرتا رہتا ہے جس سے افغانستان کی اندرونی صورت حال بد سے بدتر ہورہی ہے کیونکہ افغان طالبان اس وقت افغان حکومت کیلئے گلہ میں پھنسی ہوئی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس ہڈی کو نکالنے کیلئے پاکستانی خفیہ ادارے وقتاً فوقتاً افغانوں کو بلیک میل کرتا رہتا ہے۔

اور افغان عوام کی مجبوریوں سے غلط فائدہ اُٹھانے کے موقعہ کی تلاش کو جاری رکھتے ہوئے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ افغانستان میں کونسے لوگوں اور کس مذہب کے حاملین کی حکومت ہونی چاہیئے افغان حکمرانوں کا خواہ کسی بھی مذہب اور کسی بھی قوم سے تعلق ہو اس

سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اِن کے نزدیک جائز اور قابلِ ہمدردی حکومت وہ ہے جو حکومت پاکستان کی زیر اثر ہو اور ہمیشہ پاکستانی مفادات کا خیال رکھتی ہو۔

ہمارے اس دعویٰ کی تائید احمد رشید صاحب نے اپنی کتاب (pakstan on the brink) میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ پاکستان نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ افغانستان میں ایک ایسی حکومت ہونی چاہیے جو کہ پاکستان کی زیر اثر ہو اس مقصد کے حصول کیلئے حکومت پاکستان امریکہ سے دوستی اور اچھے تعلقات کے باوجود آنکھ مچولی کر رہا ہے اور کسی بھی صورت میں افغانستان میں امن قائم ہونے نہیں دیتا جب تک ایسے افراد مہیا نہ ہوں جو آئی ایس آئی کی مرضی اور منشاء کے مطابق اپنی داخلی اور خارجی پالیسی مرتب نہ کرے اس سے زیادہ بہتر نتائج بر آمد کرنے کی غرض سے حکومت پاکستان نہیں چاہتا کہ افغانستان سے امریکی افواج کا انخلاء ہو کیونکہ امریکی افواج کا انخلاء پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے اس لئے کہ جب تک امریکی افواج افغانستان میں موجود رہیں گے تو یہ گائے باقاعدہ دودھ دیتی رہی گی یعنی امداد کے نام پر ڈالروں کا حصول ممکن رہے گا اور افغانستان میں ایک کٹھ پتلی حکومت کے قیام کیلئے درکار افراد کا صحیح تعین اور فراہمی ممکن ہو سکتی ہے۔

(پشتو ترجمہ از ڈاکٹر زلان ص ۲۲۵)

افغانستان میں اپنی مرضی اور حکمت عملی کی تحت حالات و واقعات کو پاکستانی مفاد میں تبدیل کرنے کیلئے پاکستان کے پاس ایسے ایڈاونس چابی ہے جو ضرورت اور حاجت کے مطابق گھما کر بیک وقت کئی ضروریات پورا کر سکتی ہے اب جبکہ ۲۰۱۶ء آغاز ہے

پاکستان نے نت نئے مقاصد کے حصول کیلئے افغان طالبان اور اشرف غنی ادارہ میں مذاکرات کا ڈرامہ رچا کر افغان حکومت اور امریکی افواج کو پھر سے دام فریب میں پھنسا کر امریکی ڈرون طیاروں کی دوربینی کیمروں اور توپوں کا رخ ایسے طالبان کے طرف موڑ دیا جو کہ اس وقت پاکستان کے علاوہ خطے کی دیگر کسی بھی کفری طاقتوں کیلئے خطرے کی گھنٹی نہیں۔

پاکستانی حکمران اس مقصد میں کامیابی کیلئے ہر قسم قربانی دینے کو تیار ہیں کیونکہ مداریوں کی طرح ہر قسم کی کرتبوں کے ماہر ہیں، اپنے مقاصد کیلئے دوستوں کو قربانی کا بکرا بنانے سے دریغ نہیں کرتا، مگر مچھ جیسے آنسو بہا سکتا ہے، ڈبل ایکٹنگ میں مثالی ہے، بخیل بھکاریوں کی طرح دولت اکھٹے کرنے پر حریص ہے، جھوٹ کے بڑے ذخیرے کا مالک ہے، غدّاری اس کی خمیر میں گوندی گئی ہے، انسانیت کا سوداگر ہے، گیدڑ کی طرح ڈرپوک ہے اور بلّی کی سی چال چلتا ہے، اپنے مقصد کیلئے کسی حد سے بھی گزر سکتا ہے اس وجہ سے افغانستان کے بارے میں پاکستان کی پالیسی ہمیشہ دوہری اور منافقانہ رہی ہے۔ ۱۹۷۸ء میں جب روس نے افغانستان کی سرزمین پر تجاوز کیا اور اپنے روسی کارخانوں میں تیار کردہ افراد نور محمد ترکی اور اِن جیسے حلقہ احباب کو لا کر تختِ افغان پر قابض کرایا ایسے میں افغانوں نے ہجرت کر کے پاکستان میں پناہ لی پاکستان کیلئے یہ صورت حال سونے کی چڑیا ثابت ہوئے افغان مہاجرین کیلئے امداد کے طور پر اشیائے خوراک و پوشاک اور جنگی ساز و سامان کا سلسلہ شروع ہوا ان اشیاء کا بہت بڑا ذخیرہ پاکستان میں جمع ہونا شروع ہوا۔

اس وقت آمر اور ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے پہلے اپنی ضروریات کو پورا کیا باقی ماندہ

ساما ن افغان مہاجرین کے حوالے کیا اوراس طرح پاکستان کے مالی حالات سے بہتر اور جنگی سازوسامان سے لیس ہوگیا افغان مہاجرین اور قائدین کو متضاد مشورے دے کر در میان میں اختلاف ڈالا جس کی وجہ سے سارے افغان مہاجرین کو سات دھڑوں میں تقسیم کیا اور ہر دھڑے سے اپنے مطلب کا کام نکالتا رہا افغان بحران سے مالی حالات بہتر ہوئے اور پاکستان کا نام بین الاقوامی سطح پر افغانوں کی میزبانی کی وجہ سے روشن ہوگیا جنرل ضیاء الحق نے جنیوا مذاکرات میں افغانوں کی بن کہے وکالت کر کے کامیابی کا مڈال اپنے نام کیا اور افغانوں کے اندر مقبول بنانے کی کوشش میں کامیاب ہوگیا جب جنرل ضیاء طیارے کے حادثے میں مارا گیا تو شہید جہاد افغانستان کے لقب سے نوازا گیا۔

روسی انخلاء کے بعد افغان مجاہدین کو خانہ جنگی میں مبتلاء کیا گیا اور اس طرح ملکی امن اور تعمیر وترقی کے بجائے قتل وغارت اور فسادات کا بازار گرم ہوا پاکستان کیلئے ایسے حالات خوش آیند تھے حزب اسلامی کے رہنما انجینئر گلبدین حکمتیار اور اس جیسے دھڑوں کو اپنے اعتماد میں لے رکھا اور کابل میں امن کی فضاء قائم ہونے نہ دیا ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو افغان جرنلسٹ میر ویس ستانکزئی سے حکمتیار نے خصوصی انٹرویو کے وقت اس سوال کے جواب میں کہا کہ پاکستان کے بارے میں آپکی رائے کیا ہے کیونکہ پشاور شمشتو کیمپ تا حال اباد ہے پاکستان نے اب تک اس سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے جبکہ دیگر تمام مہاجر کیمپوں کی آبادی کو مسمار کر کے ختم کر دی گئی ہیں؟ تو انجنیر گلبدین حکمتیار نے یہ جواب دیا کہ افغانستان میں روسی تجاوز کے وقت پاکستان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں اور کوئی بھی غیرت مند افغان اس

احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا۔

یقیناً یہ بات بھی نا قابل فراموش ہے کہ تمام تر کفری قوتیں اس وقت تمام مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اور ان کی رہائش گاہوں کو ختم کر دیتی ہیں لیکن حکمتیار اور ان کے حامیوں کو باقاعدہ تحفظ حاصل ہے اور تیس سال پہلے جو معاہدہ ہوا تھا حکمتیار صاحب نے اب تک اس معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی ہے اور نہ ہی خلاف ورزی کا ارادہ رکھتے ہیں رہی یہ بات کہ حکمتیار صاحب امریکا مخالف سرگرمیوں میں مصروف ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے کفری طاقتیں امریکی مخالف ہیں حکمتیار بھی ان مخالفین میں سے ایک ہے اور امریکہ کو اس مخالفت سے کوئی خطرہ نہیں۔

اس طرح کابل میں پاکستان کی محسوس حکومت قائم رہی اور کئی سال تک افغانوں کو پاکستان نوازی کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اس کے بعد طالبان کا دور جس کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں پاکستان نے بظاہر طالبان سے اچھا سلوک کیا اور طالبان کو رسمی طور پے تسلیم کر کے سفارتی تعلقات قائم کیں کیونکہ پاکستان کوئی موقعہ ضائع کئے بغیر افغانوں کے سر پر چھائے رہنا چاہتا تھا جب امریکہ کی سرپرستی میں نیٹو افواج نے افغان طالبان حکومت پر بے رحمانہ اور ظالمانہ چڑھائی کی تو پاکستان نے اپنے دیرینہ دوست کو مشکلات کی اس گھڑی میں نہ صرف یہ کہ تنہاء ظالموں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا بلکہ طالبان کے خلاف مغربی اتحادی فوج کا اہم حصہ بن گیا اور طالبان سے غداری بیوفائی اور جفا کاری کا ثبوت ہمیشہ کیلئے تاریخ کے حوالے کیا جسے افغان عوام ہرگز نہیں بھول پائیں گے۔

امارت اسلامی کے سقوط کے بعد افغان طالبان تتر بتر ہوکر پاکستان میں پنا گاہیں تلاش کرنے لگے اور چپکے چپکے پاکستان کے کونے کونے میں پھیل گئے پاکستانی حکمرانوں نے ان در بدر اور شکست خوردہ طالبان کی مشکلات سے ناجائز فائدہ اُٹھایا اور طالبان کو تین قسموں میں تقسیم کرڈالا ایک قسم وہ جو زخمی شیروں کی طرح بپھرے ہوئے اپنی شکست کو تسلیم نہیں کرر ہے تھے اُن کو گرفتار کر کے ڈالروں کے عوض امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا، اس میں ملا عبدالسلام ضعیف سرفہرست ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جن سے کچھ اُمید تھی کہ شاید کسی وقت اس سے اپنے مطلب کا کام نکال سکے کو گرفتار کر کے جیل میں بند کیا، اور تیسری قسم یہ کہ ان کو افغانستان میں اپنے مقاصد و اہداف کے حصول کیلئے جہاد کے نام پر مامور کیا ۔اتنی غداری کے باوجود افغانوں سے ہمدردی کا ڈنڈ ورا بڑے زور وشور سے پیٹا جار ہا ہے۔

بظاہر ایک خوبصورت جملہ جو سرتاج عزیز اور اس جیسے دیگر وزارت خارجہ کے عہدیدار کی زبان سے سال بارہ مہینے سُنا جاتا ہے کہ پاکستان کی سلامتی افغانستان میں ایک مستحکم حکومت کی مرہونِ منت ہے اور یہ کہ افغانستان کی معیشت پاکستان پر منحصر ہے اور دونوں پڑوسی مما لک کے درمیان اچھے تعلقات اُستوار کیئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔خیر سگالی کے نام پر افغانستان میں ابادی وتعمیراتی کاموں میں بھی اپنا رقم خرچ کرتا رہتا ہے جس میں طورخم تا جلال اباد پختہ سڑک پروجیکٹ شامل ہے لیکن دوسرے جانب ولایت کنر میں دریاے کنر پر بجلی ڈیم بنانے کا راستہ ہموار کرنے نہیں دیتا کیونکہ پاکستان افغانستان کی وجود کو ہمیشہ اپاہج

دیکھنا چاہتا ہے پاکستان کا مفاد اسی میں ہے اگر افغانستان کے مضمحل جسم میں تندرستی اور توانائی بھر آئی تو پھر کئے سالوں سے متنازعہ ڈیورنڈ لائن کا مسئلہ ازسرنو اُٹھے گا اور پاکستان کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا موجودہ صورت حال کے تناظر میں اب پاکستان سخت پریشانی کا شکار ہے کیونکہ مُلکی سلامتی کو درپیش خطرات پاکستان کی فضاء پر سیاہ بادلوں کی طرح مُنڈلا رہے ہیں جس سے پاکستانی موجودہ حکمران ،سیاستدان اور فوج بوکھلاہٹ کا شکار ہیں۔

ایک طرف طالبان شیروں کی طرح امریکی افواج اور افغان کٹھ پتلی حکومت پر حملے کررہے ہیں جس سے طالبان کی کامیابی مستقبل قریب میں یقینی محسوس ہورہی ہے تو اس ضرورت کی بناء پر طالبان کے بعض دھڑوں کی سپورٹ بھی کررہا ہے اور بعض افغان طالبان کیلئے پاکستان میں مستقل پناہ گاہیں بھی فراہم کرتا ہے۔

چونکہ امریکہ سمیت تمام اتحادی ممالک اور افغان کٹھ پتلی حکومت اس طویل جنگ سے تنگ آچکے ہیں اور جنگ سے نجات کی فکر میں ہیں پاکستان اتحادیوں کی اس کمزوری سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اسلیئے طالبان سے اچھے تعلقات کی بناء پر افغان کٹھ پتلی حکومت اور طالبان کو مذاکرات کی گول میز پر لانے کی کوششوں میں مصروف ہے تاکہ اپنا اعتماد بحال کرکے مستقبل میں ایسے افراد حکومت میں برسر اقتدار ہو جو کہ پاکستانی حکمران کے احسان منداور زیراثر ہو۔

جنکہ دوسری جانب پاکستان ان اعمال کے وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا

معتوب اور غصے کا شکار رہا کہ سچے دل سے اتحادی افواج کا ساتھ نہیں دے رہا۔اور افغان طالبان کو تربیت سمیت وسائل فراہم کرر ہا ہے ۔ پاکستان اس وقت دوغلی اور منافقانہ سیاست کے بل بوتے پر جو گڑھا دوسروں کیلئے کھودتا ہے خود اس گھڑے میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

اسلامی نظام خلافت اور جمہوریت کا تاریخی پس منظر

آئندہ چند سطور میں اسلامی نظام خلافت اور جمہوری نظام حکومت کے تاریخی پس منظر اور اس کے وضع کردہ قوانین کے اسلامی معاشرے پر مزید مضر اثرات کو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کے نازل کردہ نظام خلافت کو تاریخ کے اعتبار سے انسان کے گھڑے ہوئے جمہوری نظام پر بہت فوقیت حاصل ہے۔ جب سے انسان کو اللہ تعالی نے اپنے قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا اسی دن سے اللہ تعالی نے انسان کیلئے نظام خلافت کا انتخاب کیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُواْ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (سورة البقره)

ترجمہ: اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب یعنی خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے؟ اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

یہ ہے نظام خلافت کی تاریخ۔ اس نظام کا خالق و مالک اللہ سبحانہ وتعالی ہے جبکہ

جمہوری نظام کے موجد انسانوں کی شکل میں ابلیس کے کارندے ہیں۔مورخین حضرات نے باوثوق ذرائع سے ثابت کیا ہے کہ جمہوریت کی ابتدا تقریباً ساڑھے پانچ سو سال قبل مسیح یونان میں ہوئی ۔پہلے مرحلے میں یہ جمہوری نظام قانون اشرافی یا سرمایہ دارانہ نظا م جمہوریت تھا بعد میں دوسرے یونانی فلسفی لائی گرگس نے ۴۲۵ء قبل مسیح اشرافی جمہوریت کو اشترا کی جمہوریت میں تبدیل کیا۔ا

شرافی جمہوریت کی بنسبت اشترا کی جمہوریت عوام الناس کیلئے قدرے بہتر تھی۔کیونکہ اشرافی جمہوریت جاگیرداروں اور وڈیروں کی محافظ تھی جبکہ اشترا کی جمہوریت میں عوام الناس کوبھی حکومت مال جائدادوغیرہ میں تھوڑا سا شریک کیا گیا۔یونانی فیلسوف اکزینوف متوفی ۳۵۲ء کے بقول جمہوریت میں عموماًلوگ تین قسم پر ہوتے ہیں برسراقتدار حاکم ،فوج یا نظامی افراد ، خادم اور مزدور طبقہ، برسر اقتدار افراد ہمیشہ حکومت اور اقتدار کی کرسی پر قابض رہتے ہیں ۔فوج یا نظامی افراد کا کام ہے اس جمہوری نظام اور برسر اقتدار طبقے کی حفاظت کرنا جبکہ خادم اور مزدور عوام مذکورہ بالا دونوں طبقوں کی مفاد میں محنت مزدوری کریں گے ۔محنت مزدوری کرنے والوں کو صرف روٹی کپڑا مکان نعم البدل کے طور پر ملیں گے جبکہ اس کا تمام فائدہ حکمران طبقے کو ملے گا۔اب اس جمہوری نظام میں وہ تمام مرکبات اور ملغوبہ جات شامل کئے گئے ہیں تا کہ جلد از جلد عقیدۂ توحید عقیدۂ رسالت نبوی ﷺ اور انسانی شرافت کو ختم کر کے بنی آدم کو شیطان اور دجال کی پوجا پاٹ پر مجبور کیا جائے۔کیونکہ جمہوری نظام میں یہ طاقت موجود ہے کہ اقوام عالم کو مختصر طریقے سے گمراہ

کر سکے۔

جمہوری نظام کے ماہر یونانی فلسفی افلاطون متوفی ۳۴۷ء قبل مسیح جمہوریت کی تعریف اپنی تصنیف کردہ کتاب ریپبلک نامی کتاب میں یوں کرتے ہیں ،لوگوں کا اپنا بنایا ہوا نظام حکومت لوگوں پر اور لوگوں کیلئے ،اس تعریف سے مراد یہ ہے کہ جمہوری نظام میں سب کچھ لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے جب لوگوں نے اپنے لئے اپنی مرضی سے کسی نظام کا انتخاب کیا تو پھر کوئی بھی فرد اس نظام سے بغاوت کا حق نہیں رکھتا۔یعنی جمہوری نظام کے اندر لوگوں کی مرضی کا ہر قسم برداشت موجود ہے صرف خود ساختہ قانون کے خلاف بغاوت نا قابل برداشت ہے۔سولہواں امریکی صدر ابراہام لنکن متوفی ۱۸۶۵ء بھی مذکورہ بالا تعریف جمہوریت میں یونانی فیلسوف کے ساتھ موافقت رکھتا ہے۔مولانا محمّد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے آپ کے مسائل اوران کا حل میں جمہوریت کے تعریف جامع مانع الفاظ میں یوں کرتے ہیں جمہوریت وہ نظام ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمایندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے وہ جواب دہ ہوتی ہے(بحوالہ آپکے مسائل اورانکا حل)

جمہوری نظام جیسے کہ واضح کیا گیا کہ اس کا بنیاد لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے اس وجہ سے قانون ونظام کیلئے کوئی ایسا مقررہ قاعدہ نہیں جو سب کے نزدیک مسلم ہو بلکہ وقتاً فوقتاً اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اس وجہ سے یہ نظام دیگر بڑی خامیوں کے علاوہ بہت پیچیدہ اور سمجھ سے بالاتر ہے اس کا اعتراف نواز شریف نے کراچی میں تاجروں سے خطاب کے موقعہ پر کرتے

ہوئے کہا کہ ہم پانچ سال کیلئے آتے ہیں وقت گذر جاتا ہے اور ہمارے سمجھ میں کچھ نہیں آتا ۔ جب عاشقان جمہوریت کو مغربی تعلیم سے آشنائی کے باوجود کچھ میں سمجھ نہیں آتا تو ناخواندہ افراد کو جمہورت کے بارے میں کیا خاک علم ہوگا۔ بر ایں علم باید گریست ۔

جمہوریت کے چند سیاہ مقاصد

جمہوریت کی مذکورہ تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے شیطان کے کارندوں نے عوامی اکثریت کو طاقت کا سرچشمہ اور قانون سازی کیلئے بنیادی ستون قرار دے دیا۔اسی بنیادی ستون کی مدد سے جو بھی اقتدار کی کرسی پر پہنچے گا وہی شخص جمہوری نظام میں مقررہ مدت تک الوہیت کا درجہ رکھتا ہے۔

وہ اس طرح کہ جب کسی مجرم کو جمہوری عدالت موت کی سزا کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ فیصلہ اس وقت تک قابل عمل نہیں ہوتا جب تک صدر اس فیصلے کی تائید نہ کرے اب صدر کو اس بات کا بھی اختیار ہے کہ وہ اس عدالتی فیصلے پر عمل درآمد کو روکے، ملتوی کرے یا موت کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کرے ان کے نزدیک تو جمہوری عدالت مقدس گائے سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ اس عدالتی حکم پر فوراً عمل درآمد کیا جاتا لیکن ایسا نہیں بلکہ صدر پاکستان نے نمرودیت کا ثبوت اُس وقت پیش کیا جب ۲۰۱۵ء میں پشاور آرمی سکول پر حملہ کیا گیا جس میں ایک سو چالیس سے زیادہ فوجی خاندان سے تعلق رکھنے والے افراد مارے گئے اس سے پہلے ۲۰۰۰ء سے اُدھر جیل میں پڑے قیدیوں کو سزاے موت سنائی گئی تھی اور صدر پاکستان نے اس سزا پر عمل درامد روک رکھا تھا اس واقعہ کے بعد موت کی سزا پر عمل درامد کا حکم جاری کر دیا۔ یہ وہ صدر پاکستان تھا جو کہ کسی اہلیت اور قابلیت کی بنا پر صدر پاکستان نہیں بنا تھا بلکہ اکثریت کی بل بوتے پر برسر اقتدار آیا ہوا صدر تھا۔

اسی اکثریت میں کفار کے بڑے بڑے مقاصد ہیں ۔ان بڑے مقاصد میں سے

ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کی نا قابل تسخیر طاقت کو تقسیم کیا جائے کیونکہ خلافت اسلامی میں یہ لازمی ہے کہ مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کے اندر رہتے ہوئے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں اور ایک ہی امیر کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ جب نظام خلافت اس بنیاد پر قائم ہو جائے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تو دنیا میں کوئی طاقت نہ رہے گی جو مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے۔ اس طاقت ور خصوصیات کے حامل نظام خلافت کے قائل علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

ے چین وعرب ہمارا ہندوستان ہمارا

مسلم ہیں ہم وطن ہیں سارا جہاں ہمارا

مسلمانوں کی اسی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے کیلئے نیشنلزم یعنی قومیت پرستی کو فروغ دیکر خلافت کے زیر سایہ علاقے کو چھپن (۵۶) ملکوں میں تقسیم کیا گیا جو کبھی امت مسلمہ کی ایک حکومت کی رعایا تھی۔ ہر ایک حصے کیلئے سرحدیں مقرر کر دی گئیں اور ان سرحدوں کو پار کرنے کیلئے کچھ شیطانی اور دجالی اصول مقرر کئے گئے جو کفار کے نزدیک مقدس اصول ہیں یعنی اگر کوئی مسافر کسی دوسرے ملک میں سفر کرنا چاہتا ہو تو اس کے پاس ویزا اور پاسپورٹ کا ہونا لازمی ہے جو بھی ان اسناد کے بغیر کسی دوسرے ملک میں سفر کریگا اور ان اُصول کی تقدس کو پامال کریگا وہ مجرم ہوگا اور اُسے سزا دی جائی گی خصوصاً مسلمانوں کو اس کا سختی سے پابند بنایا گیا تا کہ اگر کسی ملک میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہوں تو دوسرے خطے کے مسلمان اپنی مظلوم بھائیوں کی مدد کیلئے نہ آسکے۔

اس جمہوری نظام کا دوسرا بڑا مقصد یہ ہے کہ عوام الناس کو دین اسلام سے بیزار کیا جائے باری تعالیٰ ہم کو بروقت اس کفری مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَدُّوا لَوۡ تَكۡفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنۡهُمۡ أَوۡلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوۡا فَخُذُوهُمۡ وَاقۡتُلُوهُمۡ حَيۡثُ وَجَدتَّمُوهُمۡ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنۡهُمۡ وَلِيّاً وَلَا نَصِيرا(سورة النساء)

ترجمہ: وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ۔ تو جب تک وہ اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں کسی کو دوست نہ بنانا اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کردو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ۔

یہ کفار اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم بھی ان کفار جیسے کافر ہو جاؤ ایسے میں تم (مسلمان) بھی ان کفار کی طرح کفر میں برابر ہو جاؤ گے۔

جمہوری نظام میں تقویٰ ،عقیدہ ،اخلاق حسنہ ،دیانت،صداقت اور شریعت کو بالائے طاق رکھنے کے ساتھ ساتھ اہلیت اور قابلیت کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ جمہوریت کی اس شہر ناپرسان میں ہرایرے غیرے کو حق حاصل ہے کہ سادہ لوح عوام سے جھوٹے وعدے کر کے ووٹ لے اور بڑی کرسی پر پہنچ کر عوام کے مال سے اپنی جیبیں بھرے۔علاّمہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا۔

کیا تو نے دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام

چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

اوراسی طرح دوسرے جگہ فرماتے ہیں۔

دیو استبداد جمہوری قبامیں پائے کوب

اورتو سمجھتا ہے اسے ہے آزادی کی نیلم پری

جمہوری نظام کا تیسرا اورزیادہ خطرناک مقصد یہ ہے کہ جمہوری نظام انسان کوفکری آزادی دے دیتا ہے۔ جوبھی وضع قطع لباس ،حلیہ وغیرہ پسند آیا بے چون وچرااس پرعمل کیا ۔جب انسان کوفکری آزادی سے نوازا گیا تو پھر مغرب کے پاس اس انسان کوگمراہ کرنے کیلئے ہرقسم کا زہریلا مواد موجود ہے جسے نفس امّارہ کے مالک انسان بخوشی اور رغبت کے ساتھ اپنالیتا ہے۔

چونکہ بات مغربی تہذیب اوراسلامی معاشرے پراس کے برے اثرات کی چل رہی ہے لہٰذا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختصار کے ساتھ قارئین حضرات کی خدمت میں واضح کیا جائے کہ مغربی تہذیب کا یہ مہلک لاوا کہاں سے پھوٹا؟

ظاہر ہے کہ اس میں یونان کا نام سرفہرست ہے کیونکہ یونان ایک قدیم ملک ہونے کے ساتھ ساتھ حکیموں ،فلسفیوں ،شاعروں اوراد یبوں کی سرزمین رہی ہے۔یونان کودنیائے عالم میں بام شہرت تک پہنچانے میں افلاطون ،ارسطو، بقراط وسقراط وغیرہ نے بڑا کردارادا کیا۔ یہاں تک کہ ملک یونان کواقوام عالم میں دنیا کا استاد تسلیم کیا گیا مگراس علم وہنر کے باوجوداہل یونان کے فلسفیوں نے ہرقدم پرٹھوکر کھائی۔انہوں نے خدا کی طرف ایسی کمزوریا

ں منسوب کیں جن کو ایک شریف انسان قبول نہیں کرسکتا اور اس کے بعد خدا تعالیٰ کا اثر انسان کے دل و دماغ پر باقی نہ رہا۔اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک تسلیم کرنے کے بجائے لوگوں کو فرضی دیوتاؤں سے مربوط کیا گیا۔نتیجہ یہ ہوا کہ اہل یونان کی اخلاقی و مذہبی زندگی بالکل بے روح اور مردہ ہوکر رہ گئی ۔خدا تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں سے جاتا رہا اور دیوتا اور دیویوں کی عشق و محبت کے قصوں نے پوری ماحول کو شہوانی بنا دیا۔علوم فسلفہ نے ہر گناہ اور حرام کاری کو جواز فراہم کیا اور عصمت فروشی کی حمایت کی گئی۔

(ماخوذ از اسلام اور مغرب کے درمیاں کشمکش مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

یہ ہے مغربی تہذیب کا سرچشمہ جس نے ساری دنیا پر حکمرانی قائم کی ۔شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے مغربی تہذیب کی بُرائی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فساد قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک وخیال بلند و ذوق لطیف

آگے جمہوریت کی اس سیاہ اور مکروہ چہرے کی انجام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ہے نزع کی حالت میں یہ تہذیب جواں مرگ
شاید ہوں کلیسا کے یہودی متولی

آخرکار یہ تنومند مغربی تہذیب اللہ تعالی اپنی فضل وکرم سے مجاہدین کی تیز دھارے سے اس

کا گلا کاٹ کر اس کام تمام کرے گا۔ کیونکہ اس تہذیب نے دین اسلام کی نگرانی اور خوف خدا کے مدد کے بغیر جو سفر شروع کیا ہے اپنے وجود و بقاء کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو

اِسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ

علامہ اقبالؒ نے بڑی دلیری اور جرأت سے مسلمان قوم کی رہنمائی کی اور مغربی تہذیب کی سیاہ چہرے کو بے نقاب کیا۔

مغربی تہذیب نے دوستی اور ہمدردی کے آڑ میں اہل اسلام کو بھی اسی دلدل میں پھنسانے کیلئے اسلامی مما لک کی طرف اپنا رخ موڑ دیا۔ چنانچہ ۱۹۸ھ میں عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں جبرائیل بختشوع نامی ایک شخص یونان سے آیا۔ اپنی چالاکی اور چرب زبانی کی بدولت اس نے خلیفہ مامون الرشید کے ہاں اپنے لئے اہم مقام حاصل کرلیا اور خلیفہ نے اس کو اپنا خصوصی مشیر مقرر کر دیا۔

ایک دن خلیفہ مامون الرشید سے علم فلسفہ کے متعلق ذکر کیا۔ چونکہ خلیفہ پہلے سے جبرئیل بختشوع سے متاثر تھا اس لئے علم فلسفہ کا نام سنتے ہی خلیفہ نے بڑی بے تابی سے ایسی کتابوں کے حصول کی خواہش ظاہر کی۔ جبرئیل بختشوع نے لوہا گرم دیکھتے ہی فوراً خلیفہ کی رہنمائی کی اور علم فلسفہ کی کتابیں یونان سے منگوائی گئیں۔ نتیجتاً مسلمانوں میں ایسی نئی اصطلاحات ایجاد ہوئیں جن کا رواج پہلے مسلمانوں میں نہیں تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کے درمیان قدیم

وحادث، عرض وجوہر، لاہوت، ناسوت، ہیولیٰ وغیرہ اصطلاحات متعارف ہوئیں۔نتیجہ اس پر منطبق ہوا کہ عالم اسلام میں اختلافات کے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جانے لگے۔کفار کا یہی اصل مقصد ہے کہ مسلمانوں کو باہمی اختلافات کے ذریعے کمزور کرے کیونکہ کفار کو جو بڑا خطرہ درپیش ہے وہ مسلمانوں کی باہمی اتحاد ہے۔لہٰذا مسلمانوں کی باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے مذکورہ بالا حربہ تیر بہدف ثابت ہوا ۔س وجہ سے مغربی کفری ممالک کی یہ اولین ترجیح ہے کہ بھرپور قوت صرف کرکے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مخالف بنا کر اپنے لئے شیطانی راستے صاف دیکھنا چاہتے ہیں اس ضرورت کو دیکھ کر ایک مسیحی رہنماء گیسٹ سیمون اپنی کتاب (کیف ھدمت الخلافة ص ۱۹۰) پر لکھتا ہے کہ یقیناً اسلامی وحدت ساری مسلمانوں کی تمام ضروریات واہداف کو پورا کرسکتی ہے اس وجہ سے ضروری ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کی باہمی اتحاد کو توڑا جائے تاکہ مسلمانوں کے اندر مقابلہ کرنے کی اہلیت نہ ہو۔

اس طرح خلیفہ مامون الرشید کا دوسرا خصوصی معاون اور مشاور حنین ابن اسحاق تھا جس نے خلیفہ کیلئے مشہور یونانی فلسفی بقراط کی تصنیف کردہ کتب کا عربی میں ترجمہ کیا ان کتابوں کا مطالعہ کرکے مسلمانوں میں عقیدوی اختلافات نے ایک وبا کی شکل اختیار کرلی ۔متکلمین اور علم کلام کے نام پر صحیح اسلامی عقاید کے مقابلے میں ایک فتنہ برپا ہوا اور فرق باطلہ معتزلہ جہمیہ مرجئہ وغیرہ مختلف بدعات ورسومات کے حامل فرقے وجود میں آئے اس طرح مسلمانوں کا اتحاد واتفاق پاش پاش ہوا۔

مسلمانوں کے خلاف کفار کا یہ نیا چال نہیں بلکہ امت مسلمہ کو اجتماعی نقصان دینے کیلئے کفار تو آپ ﷺ کے زما میں نے میں بھی کوشاں رہے مگر آپ ﷺ اوران کے جان نثار صحابہ کرامؓ کے موجودگی میں کفار کو ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جیسے کہ ۸ ھ کے اوائل میں ابوعامر نامی شخص کے اشارے پر مدینہ منورہ میں مسجد ضرار والا منصوبہ جسکے مذموم مقاصد وحی الٰہی کے ذریعے آپ ﷺ پر منکشف ہوے اور آپ ﷺ نے وہ منصوبہ ناکام بناد یا اس طرح آپ ﷺ نے آنے والے ایسے دجّالوں کے بارے میں بھی خبر دی ہے جو کہ مسلمانوں کو تشویش اور تردّد میں مبتلا کر کے جھوٹی نبوّت کا دعویٰ کریں گے۔ جیسے کہ فرمایا،

لاتقوم الساعة حتی یبعث دجّالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انّه رسول الله (رواه البخاری)

ترجمہ، آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دجّالوں اور کذابوں کا ظہور نہ ہوا ہو جن کی تعداد تیس کے قریب ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے

،انه والله لا تقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذّابا آخرهم الاعورالکذّاب (رواه البخاری)

ترجمہ: اللہ کی ذات کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتا جب تک تیس کذّابوں کا ظہور نہ ہوا ہو ان میں سے آخری کانا کذّاب (دجال) ہے۔ دور نبوّت یعنی حیات نبوی ﷺ میں اسود عنسی یمنی نہ صرف یہ کہ مرتد ہوا بلکہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ بھی کر بیٹھا۔ فیروز دیلمیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس کے بعد طلیحہ ابن خویلد اسدی نے بھی نبوّت کا دعویٰ کیا

البتہ بعض روایات کے مطابق اس نے بعد میں توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔

۹ھ میں یمامہ کا رہنے والا مسیلمۃ الکذّاب جو کہ بنی حنیفہ نامی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا نبوت کا دعویٰ کیا یہ کذّاب آپ ﷺ کے حضور میں حاضر ہوا مسیلمۃ الکذّاب نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ جزیرۃ العرب کی آمدنی میں سے نصف حصہ مجھے دے دیں تو میں اسلام قبول کروں گا آپ ﷺ نے یہ سن کر اس کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا جب اس کو آپ ﷺ سے ناامیدی ہوئی تو جا کر نبوّت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ نبوّت میں شریک ہوں بہت سارے لوگوں نے اس کی نبوّت کو تسلیم کیا کیونکہ نھار نامی ایک شخص نے مسیلمۃ الکذّاب کے حق میں گواہی دی کہ میں خود جا کر آپ ﷺ سے دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسیلمۃ الکذّاب میرے ساتھ نبوّت میں شریک ہے۔اس وجہ سے کلمہ گو بھی تھا اور آپ ﷺ کی نبوّت کا اقرار بھی کرتا تھا فصاحت اور بلاغت میں مہارت رکھتا تھا اور لوگوں کو ورغلانے کے تمام کرتب جانتا تھا۔

اس دوران سجاح بنت الحارث نامی عورت نے بھی نبوّت کا دعویٰ کیا تھا دونوں نے ملکر آپس میں نکاح کیا اور نماز روزہ معاف اور زنا شراب خوری کو جائز اور حلال کرنے کا اعلان کیا۔بالآخر مسیلمۃ الکذّاب حضرت خالد ابن ولیدؓ کی عسکری قیادت میں حضرت وحشیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا اور سجاح بنت الحارث نے بعد میں توبہ کر کے اسلام قبول کیا اور ۵۵ھ میں وفات پائی۔

پھر ۱۰ھ میں اسود عنسی نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد متعدد

کذابوں نے دعویٰ نبوت کیا ابوُ طیب اور طلیحہ ابن خویلد اسدی وغیرہ سب کو دنیا و آخرت میں رسوائی نصیب ہوئی۔

میرزا غلام احمد قادیانی جو کہ ہندوستان کے گرداسپور قادیان نامی گاؤں میں پیدا ہوا ہے کا نام بھی اسی فہرست میں شامل ہے۔جب ۱۳۲۶ھ میں حکومت برطانیہ کے ضمیر میں مسلمانوں کی سکون واطمینان کو برباد کرنے اور اسلامی عقیدۂ نبوّت ورسالت ﷺ کو مخدوش کرنے کا شوق بیدار ہوا تو حکومت برطانیہ کی ہدایت کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوّت پر امادہ کیا گیا۔تو میرزا غلام احمد قادیانی حکومت برطانیہ کی دعوت پر کمر بستہ ہو کر پہلے ولایت کا دعویٰ کیا بعد میں نعوذ باللہ آپ ﷺ کے ساتھ شریک نبوّت ہوا آخر کار باقاعدہ نبی بن گیا زندگی بھر جھوٹی پیشنگوئیاں کرتا رہا۔گھریلوی ناچاقی مشہور تھی ۔عمر رسیدہ ہو کر دست وقے کی بیماری میں مبتلاء لیٹرین میں ذلت کی موت مر گیا۔

علماء دیوبند نے تحریک ختم نبوّت ورسالت کی کوششوں سے بھر پور مقابلہ کیا اور اس کوششوں کے وجہ سے ۱۹۷۳ء آئین میں قادیانی کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا مگر کافروں کی اثر ورسوخ سے آئین کے اس شق کو ناکارہ بنادیا گیا۔ان تمام منصوبوں کی اغراض و مقاصد واضح تھے اور وہ یہ کہ امت مسلمہ کی اجتماعی حیثیت کو مختلف عقائد وافکار کے حامل فرقوں میں تبدیل کیا جائے۔

۱۸۰۰ء میں اس فتنہ کا از سر نو آغاز ہوا اور مسلمانوں کو مغرب زدہ کرنے کیلئے وہ پلان جو بہت پہلے سے تیار کیا گیا تھا نئے عزم کیساتھ عملی طور پر دوبارہ شروع ہوا۔اس سے

مراد یہ تھا کہ مسلمانوں کے عقائد صحیحہ کو ہدف بنا کر متاثر کیا جائے یعنی مسلم تہذیب وتمدن کو مغربی سانچہ میں ڈالنے کے ساتھ ساتھ سیاسی، اقتصادی، اور نظام تعلیم، نظام قانون وغیرہ کو بھی مغربی طرز زندگی میں تبدیل کیا جاوے۔ اس مقصد میں کامیابی کیلیئے سب سے پہلے مسلمان حکمرانوں کو طمع اور لالچ دے کر اپنے مضموم مقاصد میں استعمال کیا۔ اس کی واضح مثال ہمیں اموی دور خلافت میں ملتی ہے۔ وہ اندلس جو کہ ۹۳ھ بمطابق ۷۱۱ء میں طارق ابن زیادؒ نے آزاد کرایا مسلمان لشکر نے بحیرہ روم کو عبور کر کے اپنی واپسی کے راستے مسدود کیئے فتح یا شہادت کے مضبوط ارادوں نے اس لشکر جرّار کو ہمت اور حوصلہ دیا۔ اور مسلمانوں کی رعب ودبدبہ میں اضافہ کیا اور مسلسل ایک پُرسکون تسلّی بخش سازگار ماحول رہا۔ اس پُرسکون اور قابل رشک ماحول کا مطالعہ کر کے علاّمہ اقبالؒ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور فی البدیہہ اپنے شعر میں یوں لکھتے ہیں۔

ہسپانیہ تو خون مسلمان کا امیں ہے
مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں
خاموش آذانیں ہیں تیری باد سحر میں

اور اِسی طرح ۵۳۰ھ بمطابق تک دور اموی میں باوقار مسلمانوں کی حکمرانی قائم تھی اور مسلمان ہر لحاظ سے اطمینان کی زندگی گزار رہے تھے۔ قرطبہ جیسے علم وہنر کا شہر تشنگان علم کو سیراب کر رہا تھا۔

یہودیوں کو مسلمانوں کی یہ حالت قابل برداشت نہ تھی اس متحدہ قوت کو مغربی طاقتوں نے پارہ پارہ کرنے کیلئے خفیہ شرارتوں کے ذریعہ اندلسی مسلمانوں کو لاتعداد پارٹیوں میں تقسیم کیا اور ایک اندلس کے اندر کئی ساری حکومتیں وجود میں آئیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے سخت متنفر اور مخالف تھی ہر فریق نے اپنے مخالف فریق کو شکست دینے کی خاطر یہود و نصاری سے مدد مانگی مورخین حضرات اس کو طوائف الملوک کے نام سے تعبیر کرتے ہیں کفار نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ مزید درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندلسی مسلمانوں کا مستقل خاتمہ کیا ۵۰۰ھ تک اندلس میں خلافت امویہ کا نام ونشان نہ رہا۔ بلکہ ہسپانیہ کی سرزمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کئی سارے حکومتیں وجود میں آئیں اور طوائف الملوک کا سلسلہ جاری ہوا رفتہ رفتہ ۸۹۷ھ تک ان پراگندہ اور ایک دوسرے سے مخالف باد شاہوں کا خاتمہ بھی کیا گیا آج اگر ہسپانیہ کا جائزہ لیا جاے تو اسلام کا کوئی نشان دیکھنے کا توقع بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(سقوط الاندلس دروس وعبر) میں الشیخ ناصر بن سلیمان عمر لکھتے ہیں کہ طوائف الملوک کے سقوط کے بعد کفری عدالتیں قائم ہوئیں اور مسلمانوں کیلئے عبرتناک اور وحشیانہ سزائیں تجویز کئے گئیں جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جہاں بھی مسلمانوں کو پاتے وہیں وزنی اور آہنی ہتھوڑوں سے مسلمانوں کے گوشت و پوست کو ایک کر کے جسم کی ہڈیاں اتنا ریزہ ریزہ کر دیتے کہ پہچان ناممکن تھی۔ مسلمانوں کے جامہ تلاشی لیتے وقت اس کے بدن کو برہنہ کر کے اگر ختنہ کئے ہوئے دیکھتے تو فوراً اسے قتل کر دیتے کیونکہ ختنہ مسلمانوں

کے پہچان کا ذریعہ تھا۔

مسلمانوں پر اس ناگفتہ بہ حالات کے بہت سے عوامل اور وجوہات تھیں ان عوامل میں سے چند ایک یہ ہے کہ کفار سے طمع اور لالچ کی وجہ سے عقائد میں پختہ ایمان کے بجائے ضعیف ایمان نے جگہ لے لی اور منہج نبوی ﷺ کے بجائے مغرب سے دوستانہ تعلقات استوار کئے ملوک الطّوائف میں سے ابوزید نامی حاکم نے نصاریٰ سے گٹھ جوڑ کر کے جزیہ دینا منظور کیا، جبکہ اس سے پہلے مسلمان نصاریٰ سے جزیہ وصول کرتے تھے۔ غرناطہ میں دوسرا حاکم ابن الاحمر نے بھی نصاریٰ کو جزیہ دینا قبول کیا، تا کہ نصاریٰ کے شر سے محفوظ رہ سکے اور بوقت ضرورت ہم منصب مسلمانوں سے جنگ میں نصاریٰ سے مدد لے سکے، یہ اس لئے کہ طوائف الملوک میں سے ہر ایک نے مسلمان بھائی سے دشمنی اور کفار سے دوستی اختیار کر رکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرامین بھول چکے تھے کہ کفار سے دوستی نہ رکھو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(٥١)فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ(سورة المائده)

ترجمہ: اے ایمان والو مت بناو یہود ونصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے اللہ ہدایت

نہیں کرتا ظالم لوگوں کو، اب تو دیکھے گا ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں ان میں، (اور) کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر رہے کہ نہ آ جاے ہم پر گردش زمانہ کی سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرما دے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو لگیں اپنے جی چھپی بات پر پچھتانے۔

لَاتَجِدُ قَوماً یُؤمِنُونَ بِاللَّهِ وَالیَومِ الآخِرِ یُوَادُّونَ مَن حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَو كَانُوا آبَاءَهُم أَو أَبنَاءَهُم أَو إِخوَانَهُم أَو عَشِيرَتَهُم أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنهُ وَيُدخِلُهُم جَنَّاتٍ تَجرِي مِن تَحتِهَا الأَنهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ أُولَئِكَ حِزبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزبَ اللَّهِ هُمُ المُفلِحُونَ

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا خاندان کے ہی لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی گروہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

کفار کیلئے مسلمانوں سے یہ دوستی کارآمد ثابت ہوئی کیونکہ مسلمانوں نے وہ مظالم جو ابھی اس کا ذکر ہوا بھولا دئے جس کے نتیجے میں آج ہسپانیہ مکمل طور پر برطانیہ کے زیر تسلّط ہے اور آج بھی کفار سابقہ منصوبوں پر عمل درآمد کرنے کا پابند ہے کیونکہ گورنمنٹ آف جبرالٹر (سابقہ نام جبل طارق) نے اپنے ۱۹۹۵ء کرنسی نوٹ کے اگلے رُخ پر ملکہ الزبتھ کی

تصویر جبکہ دوسرے رُخ پر ایک فرضی تصویر جو کہ طارق ابن زیادؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے نقش کیا گیا ہے۔(بحوالہ طارق ابن زیاد، از صادق حسین صدیقی)
تا کہ مسلمانوں کو دھوکے اور مغالطہ میں برقرار رکھا جا سکے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ مغربی کفار نے کتنا بڑا بھیانک منصوبہ بنا رکھا ہے کیونکہ طارق ابن زیادؒ اور ملکہ الزبتھ کے درمیان کیا مماثلت ہے؟ ایک تو خدائے واحد لاشریک پر یقین رکھنے والا قران وسنّت کا حقیقی معتقد اور مسلمانوں کی سر بلندی کیلئے جان کا نذرانہ پیش کرنے والا طارق ابن زیاد ہے، جبکہ دوسری طرف شیطان کا الہ کار اور دجّال کا نمائندہ ملکہ الزبتھ ہے۔تو پھر اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہم آہنگی پیدا کیجائے اور کفر سے نفرت کا عقیدہ مسلمانوں کے دلوں سے نکال کر محبتوں کا عقیدہ مروّج ہو۔

زمانہ قدیم سے لیکر آج تک کفار کا یہی طرز عمل رہا ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اتحاد واتفاق ختم کرانے کیلئے مختلف اور گہرے منصوبہ بندیوں سے کام لیتے ہیں تا کہ اپنے مقاصد تک رسائی کو ممکن بنادے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَـئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورة البقره ٢١٧)

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تمہیں تمہارے دین

سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھیر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس خطرہ سے بچنے کیلئے جہاں بھی مجاہدین کے درمیان اختلافات، جنگ وجدل کی نوبت آئی امیر محترم عمر خالد حفظہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار مجاہدین کو پیغام دیا ہے کہ دیکھو ہمارے درمیان اختلافات خود بخود اور اتفاقاً وجود میں نہیں آتی بلکہ یہ کفار کی طرف سے خفیہ اداروں کی کارستانی ہے جو ہم کو بنیان مرصوص یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے نہیں دیتے مگر حالات جوں کے توں رہے۔

جزیرۃ العرب اور مغربی تہذیب

کسی زمانے تک تو جزیرۃ العرب اس ناپاک مغربی تہذیب سے قدرے پاک رہا مگر بعض مورخین کے بقول جزیرۃ العرب اور مغرب کا یہ تعلق اور رشتہ ۱۹۳۲ء میں قائم ہوا یہ ماحول مغرب کیساتھ جزیرۃ العرب میں پائی جانی والی قدرتی تیل کی وافر مقدار میں پیداوار اور تجارت کے ذریعہ سے پیدا ہوا۔مغربی تہذیب نے جزیرۃ العرب کی ریتلی دیوار کو بآسانی عبور کیا جدید مصنوعات اور مغربی مال سیلاب کی طرح اُمنڈ پڑا وسائل راحت اور سامان تعیش کی فراوانی نے شیطانی معیار زندگی کو اچانک بلند کیا۔

زندگی کی وہ سادگی جفاکشی بلند ہمتی اور حوصلہ مندی جو کسی زمانے میں عربوں کی خصوصیات تھی یکسر ختم ہوئیں چنانچہ ایک امریکی مصنف ڈان پریٹس اپنی کتاب، دی میڈل ایسٹ ٹوڈے، میں لکھتا ہے دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سے روایتی اثرات ''دینی عقائد'' تیل سے حاصل ہونے والی دولت کی وجہ سے ضعیف ہوگئے اس لئے کہ عرب کے شیوخ اور اعلیٰ خاندانوں کے افراد تیل کے دولت سے مالا مال ہو چکے تھے ان کو مغربی مصنوعات انوکھی اور دلکش چیزوں نے متاثر کیا غریب طبقے نے شاہی خاندانوں کی شہزادوں کی یہ حالت دیکھ کر اپنی سابقہ محنت کشی اور سادگی کو چھوڑ کر شہروں کے اردگرد چکر لگانا شروع کیا۔اور صحرا میں خشک زندگی بسر کرنے والوں کو بدوی وغیرہ جیسے حقیر ناموں سے یاد کیا جانے لگے۔اب سعودی عرب میں پہلے زمانے کی طرح صحرا میں حکومت کرنے والے وہابی مکتبہ فکر کی شیوخ کے وہ حیثیت باقی نہ رہی بلکہ وہ مشرقی شان وشوکت کے ساتھ ہر قسم کے سامان راحت اور

عیش کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں انتہائی مہنگے داموں والی گاڑیاں اور دیو ہیکل عالی شان محلات میں سو گھوڑے بیچ کر سوتے ہیں۔

اگر اہل عرب اپنے آپ کو دنیا میں خود کفیل بنانے کیلئے سنجیدہ کوشش کرتے اور مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کو تعمیری لائینوں پر ترقی دینے اور مستحکم کرنے کیلئے محنت کرتے تو یہ ملک آج بری طرح مغرب کا دست نگر نہ ہوتا اس سے اہل عرب کے حالات مزید بگڑ کر خراب ہوئے۔ وہ عرب جو تمام دنیائے عجم کے مسلمانوں کی نظر میں حرمین شریفین کی وجہ سے معزز ترین مسلمان تصور کیئے جاتے تھے اب ان کی دینی عقائد میں پختہ گی نہ رہی۔

بلکہ مغرب اور مغربی تہذیب کی خوب دیوانے نکلے اس پر مولنٰا مسعود از ہر صاحب لکھتے ہیں حضور اکرم ﷺ تمام مسلمانوں کو عموماً اور عرب کے مسلمانوں کو خصوصاً یہود ونصاریٰ کے ناپاک اثرات سے بچانا چاہتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ عربوں پر یہود ونصاریٰ کا اثر جلدی پڑتا ہے اور طویل عرصہ سے عرب کے اُمی یہودیوں کے ظاہری علوم وفنون سے بہت متأثر تھے جس طرح آج کے اوباش عرب یہودیوں کی تہذیب سے متأثر ہیں۔

(یہود کی چالیس بیماریاں از مولانا مسعود از ہر صاحب ص ۳۲ مکتبہ عرفان لاہور)

امام کعبہ قاری السدیس نے تو متعدد بار یہود ونصاریٰ کے خوشنودی کے خاطر مجاہدین اسلام کی مخالفت کے علاوہ پرویز مشرف جیسے ظالم اور چنگیز صفت انسان کے حضور میں دعائیہ کلمات پیش کیئے رہی سہی کسر سعودی مفتی اعظم نے پوری کردی اس نے بلعم ابن باعور کی مثال قائم کی اور فدائیان اسلام کے متعلق ایک نا معقول اور غیر شرعی موقف اپنایا

جس سے مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا جب سعودی نیا فرمانروا شاہ سلمان تخت سلطنت پر براجمان ہوا تو بہت سے سادہ لوح مسلمان اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ نیا فرمانروا اسلامی ذہنیت کا مالک ہے شاید کمزور اور بے بس مسلمانوں کا سہارا بنے گا۔مگر برخوردار کا اصل چہرہ اس وقت بے نقاب ہوا جب میڈیا پر بیان دیتے ہوئے کہنے لگے کہ مجاہدین دقیانوس اسلام پر عمل کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔اس بیان کو جاری کرنے کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ شاہ سلمان اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے مجاہدین پر دقیانوسیت کا الزام لگا رہے ہیں ۔تاکہ اہل مغرب کو مغرب پسندی اور روشن خیالی کا یقین دلایا جائے۔سعودی شاہان نے مغرب سے مزید سرٹیفکٹ حاصل کر کے اپنی ملک میں آزادی حقوق نسواں پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خواتین کیلئے ڈرائیونگ کی آزادی سرکاری اور غیر سرکاری محکمہ جات میں کام کرنے کی اجازت اور حرمین شریفین کی تعمیر میں غیر مسلموں سے مشورے اور داخلہ پر پابندی کو ختم کرنا یہ سب شاہوں کا نیا نظریہ مغرب پرستی کا واضح عملی ثبوت ہے۔

جبکہ شاہ صاحب کا یہود و نصاری سے نئے معاہدے اور دوستانہ تعلقات اور نیک نیتی پر مبنی داستان الگ ہے۔بعض مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ دراصل دقیانوسیت بعثت نبوی ﷺ سے پہلے دور جاہلیت کے زمانے کا نام ہے جس میں لوگ توہمات پر مبنی فرسودہ روایات کو اصلی سمجھتے تھے۔جب نور نبوت ﷺ کا ظہور ہوا اور آپ ﷺ نے ان جعلی اور فرسودہ روایات پر عمل کرنے سے منع فرمایا اور متبادل میں اعلیٰ درجہ کا الٰہی نظام پیش کیا تو کفار نے جواباً کہا کہ آپ ﷺ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ بات ہم نے اپنے آباواجداد سے سنی

تک نہیں۔

یہ ہے اسلام اور دقیانوسیت کا مختصر سا پس منظر اس سے ثابت ہوا کہ سعودی شاہ سلمان کا نظریہ زمانہ جاہلیت کا دقیانوس نظریہ ہے۔اُس کے زعمِ باطل میں قرآن وحدیث پر عمل کرنا دقیانوسی ہے اہل عرب کے متعلق یہ مختصر سی بات مشت نمونہ خروار سے زیادہ نہیں درحقیقت عربوں کے آج کل کی حالات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو خون کی آنسو رونا پڑتا ہے کیونکہ اسلام کی رکھوالوں نے خود اسلام پر شب خون مارا بقول شیخ سعدی شیرازیؒ:

شنیدم گوسفندے را بزرگے

رہانید از دہان دست گرگے

شبانگاہ کارد بر حلقش بمالید

روان گوسفند از وے بنالید

کہ از چنگال گرگم درر بودی

چودیدم آخرش خود گرگ بودے

ترجمہ: کسی زمانے میں ایک شخص تھا جس نے بکری کو ایک درندے کی چنگل سے چھڑایا گھر آکر رات گئے اس شخص نے بکری کی حلق پر چھری پھیر دی تو اس وقت بکری کی روح نے قید جسم سے پرواز کر کے روتا ہوا کہہ رہا تھا کہ تو نے مجھے پہلے درندے کی چنگل سے آزاد کرایا لیکن آخر میں تو خود میرے لئے ایک درندہ ثابت ہوا۔

سعودی فرمانروا نے ایک اور نرالا کارنامہ سرانجام دیا کہ مجاہدین کو کچلنے کیلئے بننے والی اتحاد کی

سرپرستی کا بیڑا اپنے سر پر اُٹھالیا گویا اسلام اور مسلمانی کی آڑ میں اسلام کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔

ترکی اور مغربی تہذیب

ترکیہ میں مغربی تہذیب کی مداخلت بڑا دلچسپ اور سنسنی خیز ہونے کیساتھ رونگٹے کھڑے کردینے والی داستان ہے کیونکہ ترکیہ وہ ملک تھا جس میں ماضی قریب تک خلافت قائم تھی اس نظام خلافت کو اسلام دشمن اور مغرب پرست عناصر نے سرنگوں کیا جس سے مسلمان قوم ہمیشہ کیلئے زبون حالی کا شکار اور زخم خوردہ ہوگئی اور شاید یہ زخم عرصہ دراز تک مندمِل ہونے میں نہیں آئے گا۔

مغربی تہذیب تیزی سے ترکیہ میں داخل ہورہی تھی وہاں کے قائدین رہنما علماء کرام نے کوتاہی اور تغافل سے کام لیا فکری رہنمائی اور جرأت کا ثبوت دینے میں ناکام رہے کیونکہ ترکی اُمرآء نے خلافت کو اپنے مخصوص مصالح اور ذاتی مفاد کیلئے استعمال کیا ۱۹۰۰ء سے پہلے ترکیہ میں عثمانی خلافت طاقتور تازہ دم اور ترقی سے بھرپور ملک تھا ہر طرح کی احساس کمتری سے محفوظ خودشناسی اور خوداعتمادی کی دولت سے مالا مال تھا اور کسی کی ذہنی غلامی اور مرعوبیت میں مبتلاء نہیں تھا اُس وقت اہل ترک کی مثال ایک فاتح قوم کی سی تھی پھر ۱۹۰۰ء کی ابتداء میں آہستہ آہستہ اپنی مفتوح قوم کی تہذیب معاشرت اور علوم وفنون سے متاثر ہونے لگی آخر کار اُنہوں نے مفتوح قوم کا دین اور اُن کی تہذیب پوری طرح قبول کیا خوداعتمادی اور خودشناسی کا جوہر ان کے اندر باقی نہ رہا۔

۱۹۰۸ء میں مصطفیٰ کمال جو کہ فرانس کا تربیت یافتہ تھا حکومت مین اصلاحات کے نام پر تبدیلیاں شروع کی اور ملک کو جدید خطوط پر اُستوار کرنے اور مزید تعمیر وترقی کی خاطر

مغربی اصولوں سے ہم آہنگی پیدا کر کے تجدّد پسندی کا نظریہ عام کیا سلطان سلیم ثالث ۱۸۰۷ء کے مخالفت کی اُس وقت ترکیہ میں دیگر تحریکیں بھی تھی جو سلطان سلیم ثالث سے دست وگریبان تھیں ان تحریکوں کی مخالفت کی وجوہات یہ تھی کہ سلطان سلیم ثالث سے خلافت میں موجود خامیوں اور کمزوریوں کو دور کر کے اصلاح کے خواہاں تھے مگر بدقسمتی سے ان تحریکوں کا شوروغوغا مصطفیٰ کمال کے حق میں مفید ثابت ہوا دوسری جانب ترکیہ کی وہ نئی نسل جو مغربی ممالک کی درس گاہوں سے لکھ پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی مصطفیٰ کمال کی اواز میں اواز ملا کر عثمانی خلافت کو سوہانِ روح تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوئے اِس نسل کی فکری لغزش اور باغیانہ سوچ نے ترکیہ کو جلد از جلد مغربی بنانے پر کمر بستہ کیا مصطفیٰ کمال کو اپنے کارکنوں اور حامیوں سے یہی اُمید تھی مصطفیٰ کمال کے نزدیک ترکی کی حیثیت ایک مُردہ جسم کی سی تھی جس میں وہ مغربیت اور جمہوریت کی ایک نئی روح پھونکنا چاہتے تھے ترکیہ کو جدید خطوط پر اُستوار کرنے کیلئے مصطفیٰ کمال کی قیادت میں دینی شعور اور اسلامی جذبہ کو کُچلنے کیلئے قوم کا رُخ مادہ پرستی قوم پرستی اور مغربی تہذیب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تشدد سے کام لینا پڑا۔

مورّخین کے بقول مصطفیٰ کمال کی سنِ پیدائش ۱۸۸۰ء یا ۱۸۸۱ء ہے بعض مورخین نے والد کا نام علی رضا بتایا ہے مگر ابوحیدر المقدسی ترجمہ دکتور عبداللہ عبدالرحمٰن نے اپنی تصنیف کتاب الرجل الصنم میں من ھذاالرجل یعنی یہ شخص کون ہے کے عنوان کی ذیل میں لکھا ہے کہ والدہ کا نام تو زبیدہ ہے جو کہ ایک فاحشہ عورت تھی اور والد کا نام معلوم نہیں کیونکہ جب

زبیدہ شہر سلانیک میں ابدوش آغا نامی شخص کے ساتھ رہتی تھی اور وہ مر گیا تو مصطفیٰ کمال بارہ سال عمر کا تھا اپنے خاندان والوں نے اس کو میراث میں حق دینے سے اس لئے انکار کیا کہ یہ حرامی ہے اس وجہ سے مصنف لکھتے ہیں :

جعله الله بلا نسب عبرة أو لى الألباب لما حارب دين الله :

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ کمال کو بلا نسب رکھا اس لئے کہ اس نے اللہ تعالی کے دین کا مقابلہ کیا۔

تعلیم وتربیت حاصل کرنے میں مختلف مراحل سے گزرا یہ سلطان عبدالحمید ثانی کا زمانہ تھا سلطان کے مخالفت کے وجہ سے ملک بدر ہو کر دمشق چلا گیا سلطان کی معزولی کے بعد وطن واپس آیا اور فوج میں بڑی قسم کی نوکری مل گئی ۱۹۱۰ء میں وہ فوجی مسئولیت کے تحت فرانس چلا گیا اس سفر نے کمال کو اپنی مشن میں کامیابی کیلئے مزید بے چین کیا اِسی دوران یعنی ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی حاکم وقت سلطان سلیم ثالث نے جرمنی کے ساتھ جنگ میں معاونت کا معاہدہ کیا مصطفیٰ کمال نے اس فیصلے سے سخت مخالفت ظاہر کی کیونکہ کمال کی رائے یہ تھی کہ اس جنگ میں ترکیہ کو غیر جانبدار رہنا چاہئے خلاصہ یہ کہ جرمنی کو شکست ہوئی اور ملک سخت بحران کا شکار ہوا سلطان سمیت دیگر قائدین ترکیہ نے ملک چھوڑا اور مصطفیٰ کمال کیلئے میدان صاف ہو گیا ۱۹۲۴ء میں عثمانی خلافت جو کہ مصطفیٰ کمال کا ناپسندیدہ نظام تھا مکمل طور پے ختم کر کے جمہوریت کا اعلان کیا اور ملک کا پہلا صدر منتخب ہوا۔

ترکیہ کی مخلص اور اسلام پسند عوام نے مصطفیٰ کمال کی لادینی حکومت کے قیام کے

ردّعمل میں سخت مخالفت کی اس طرح ملک میں بدامنی کی ایک عظیم لہر برپا ہوئی مصطفیٰ کمال نے اِن تحریکوں کو کچلنے کیلئے ہر ستم روا رکھا تھا اسلامی اور دینی قائدین کو پھانسیاں دی گئیں مشتعلین اور بلوائیوں کو طاقت کے زریعے خاموش کیا گیا کہیں بھی رحم ورعایت سے کام نہیں لیا گیا اُس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ اپنے منصوبے کے تکمیل کیلئے کونسے ذرائع اور طریقے استعمال کرنے ہیں لوگ گرفتار کئے جاتے تھے اور پھانسی پر چڑھائے جاتے تھے بے خطا اور مجرم دونوں یکساں اس کا نشانہ بنے اور متکبّرانہ انداز میں کہا کرتا تھا کہ، میں ہی ترکی ہوں،

مصطفیٰ کمال ۱۹۳۸ء میں انتقال کرگیا مورخین نے اس کی نجی اور سیاسی زندگی کے متعلق تصویر کشی کی ہے کہ زرد رنگ بالوں اور سبز آنکھوں کا مصطفیٰ کمال طالب العلمی کے وقت سے اپنے دوستوں میں نامقبول شخصیت کے مالک تھے جلد مشتعل ہوکر جنگجویانہ صفات کے حامل تھے البتہ ذہین تھا شراب نوشی کا عادی تھا اور عورتیں اس کیلئے مقناطیسی حیثیت رکھتی تھیں اور چلنے کا انداز انتہائی متکبرانہ تھا۔ ۱۹۰۰ء میں پیشنگوئی کی کہ عثمانی خلافت اور سلطنت کا خاتمہ قریب ہے۔

دوسروں پر ظلم کرنے سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا مغربی تہذیب کا پُجاری اور حواری تھا اس کے اندر نہ خُدا کا تصور تھا اور نہ روزِ قیامت کا۔ اسلامی نظام خلافت کی عمارت کو زمین بوس کیا۔

صدر منتخب ہونے کے بعد اسلام دشمنی تدابیر کا باقاعدہ آغاز کیا انگریزی ٹوپی جسے

ہیٹ کہتے ہیں سر پر رکھنا لازمی کیا دین کو سیاست سے الگ کر کے بے دخل کیا اسلام کے دائرہ کار سے باہر نکلنے کی آزادی دلائی مخلوط تعلیم کا نفاذ اور آذان پر پابندی کا قانون پاس کیا ،علماء اور مذہبی رہنماوں سے اختیارات واپس لیکر نظر بند کیا عثمانی خلافت کی تمام نشانات وعلامات کو مٹا دیا خواتین پر حجاب نہ کرنے کی پابندی عائد کی مصطفیٰ کمال کے بقول پُر جوش مذہبی حامی افراد شیطان کا الہ کار بن کے جہاد کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔

دینی محکمہ قضاء کو منسوخ کیا اور اس کے بجائے سوئز رلینڈ کا قانونِ دیوانی اٹلی کا قانونِ فوجداری اور جرمنی کا قانون بین الاقوامی تجارت نافذ کیا عربی زبان کی تعلیم و تعلّم پر پابندی اور عربی الف با کو ممنوع قرار دیا اس کے بجائے لاطینی حروف تہجی کو مروّج کیا اسلام دشمنی میں مصطفیٰ کمال نے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا جو اس سے پہلے اسلام دشمن عناصر کو معلوم نہیں تھا۔ وہ یہ کہ اس سے پہلے اسلام دشمن عناصر اسلامی کتب کو سمندر میں یا آگ میں ڈال کر ضائع کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو اتنا بڑا نقصان اُٹھانا نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس کے بجائے دینی علماء دوسری کتابوں کی تصنیف و تالیف کا اہتمام کر دیتے لیکن مصطفیٰ کمال نے اسلام دشمنی میں کمال دکھایا کہ عربی زبان کی حروف تہجی پر پابندی لگائی جس سے عربی زبان دانی ناپید ہوگی اور مسلمانوں کو اسلامی اور شرعی احکام سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا ۔کیونکہ قران وحدیث اور دیگر تمام شرعی مسائل کی اصل بنیاد عربی زبان ہے۔غرض یہ کہ اس بے دین حکمران نے اسلام دشمنی کی انتہاء کر دی اور کوئی کسر باقی نہیں چھوڑا۔

دوسرے مشرقی مسلمان مصطفیٰ کمال کو اپنا آئیڈیل سمجھتے ہیں خصوصا سابق صدر

پاکستان جنرل پرویز مشرف جس وقت لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر آگ کے بم برسا کر طلباء اور کمزور طالبات پر بدمعاشی دکھائی دے رہا تھا نے کہا کہ مصطفیٰ کمال میرا آئیڈیل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مصطفیٰ کمال نے اسلامی نظام خلافت کا خاتمہ کر کے دنیا میں مسلمانوں کو کمزور طبقہ متعارف کرایا اسی طرح پرویز مشرف نے بھی افغانستان میں امارت اسلامی کی سقوط میں بڑا اہم کردار ادا کیا اور لال مسجد میں بے گناہ نہتے دینی علماء کرام طلباء اور طالبات پر ظلم کے پہاڑ توڑ کر مثال قائم کی مسلمانوں کے نظریہ کی اصل بنیاد کا سرچشمہ قران وحدیث نبوی ﷺ ہیں جبکہ مصطفیٰ کمال کے نظریہ کی بنیاد مغربی جمہوریت ہے جس کے درمیاں زمین واسمان کا فرق ہے اور حد درجہ تضاد ہے تو پھر یہ کس طرح مسلمانوں کا آئیڈیل بن سکتا ہے البتہ ایک دوسرے سے کافی مماثلت ہے اور وہ یہ کہ جب محمد علی جناح نے مغربی باداروں کی سچی خدمت اور بہترین کارکردگی کا ثبوت دیا تو مغرب سے داد تحسین وصول کر کے تحفہ میں قائداعظم کا لقب عطاء فرمایا۔اسی طرح مصطفیٰ کمال کو بھی بہترین کارکردگی کے نتیجے میں اُتا کا لقب ملا۔ترکی زبان میں اتا باپ کو کہتے ہیں یعنی ترکوں کا باپ۔امّا أتا ترك فمعناه أبو الأتراك وهو اِسم أطلقه عليه أحد المدّاحيين فيما بعد وألصقه بأسمه (كتاب الرجل الصنم ابو حيدر المقدسی) ترجمہ:ہرچہ اتاترک ہے تو اس کا معنیٰ ہے کہ ترکیوں کا باپ یہ نام ان کے مداحوں نے ایجاد کر کے اس کے لئے خاص کیا۔ اور دونوں اِن القابات کے مستحق بھی ہیں کیونکہ دونوں مغربی باداروں کی معیار پر پورا اُترے۔

دیگر اسلامی ممالک اور مغربی تہذیب

اسکے علاوہ دیگر اسلامی ممالک میں اس جاہلی اور طاغوتی تہذیب وثقافت کو بے دین حکمرانوں سیکولر مسلمانوں ،شاعروں اور ادیبوں کے ذریعے عام کیا گیا نتیجتاً مسلمان ظاہر کے اعتبار سے تو مسلمان مگر باطنی اعتبار سے کفار کے ساتھ ہم فکر وہم نوا رہا یہاں تک کہ ان ملکوں کے حکمران مغربی دنیا میں رہتے ہیں یعنی مشرق میں رہتے ہوئے بھی مغرب میں رہتے ہیں وہ جسم کے ساتھ مشرق میں رہتے ہیں مگر دل ودماغ کے ساتھ مغرب میں رہتے ہیں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہم زندگی کا معیار مغرب سے لیتے ہیں اور اس صورت حال سے کوئی بھی ملک مستثنیٰ نہیں اس کا اثر یہ ہوا کہ حقیقی آزادی کا فائدہ اٹھانے کا ان ملکوں اور قوموں کو ابھی تک موقعہ نہیں ملا ان کے دماغ پر مغرب کے تفوّق مغرب کے نظریات اور زندگی کی مغربی نقطہءنظر کا اتنا بڑا بوجھ رکھا ہوا ہے کہ اس بوجھ کے نیچے یہ قومیں دبی جارہی ہیں ۔اس میں بعض ایسے ممالک بھی ہیں جہاں کی کل آبادی مسلمانوں کی ہے اور ان کے پاس دولت اور معدنیات کافی مقدار میں ہے پھر بھی وہ مسلمانوں کی اصل اور حقیقی قیادت میں ناکام رہے بلکہ مزید انتشار پراگندگی اور بے چینی میں مبتلا ہیں ۔

بس مغرب نے کسی جانب اشارہ کیا مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے اِسی جانب دوڑنا شروع کیا آج سے تقریبا چودہ سو سال پہلے نبی الملاحم ﷺ نے اسکے متعلق پیشنگوئی کرتے ہوئے فرمایا۔

عن أبی سعید رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر

وذراعا بذراع حتیٰ لو سلکوا جحرضب لسلکتموہ قلنا یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن؟

ترجمہ: ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ پہلے لوگوں کی پیروی کرو گئے جیسے بالشت بالشت کے ساتھ اور ہاتھ ہاتھ کے ساتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوکر بیٹھیں گے تم بھی ان کی پیروی کرو گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کون۔

مندرجہ بالا حدیث نبوی ﷺ کو مدنظر رکھ کر ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے بارے میں سوچ کر اس بات کا اندازہ لگاے کہ میں نے اہل مغرب کے تقلید سے کس حد تک پرہیز کر رکھی ہے تو یقیناً ہم پر واضح ہوجائے گا کہ ہمارے اندر برائے نام اسلام کے سوا کچھ بھی نہیں بلکہ برائے نام اسلامی مما لک میں ظلم و بربریت مغربی تہذیب سے محبت لادینیت اسلام اور مسلمان دشمنی میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

۲۰۱۶ء کے آغاز میں مغربی مما لک کی طرح پاکستان نے بھی مغربی تقلید کی اور سال کے آغاز میں آتش بازی رقص وسرود کا خوب مظاہرہ آتش پرستی فحاشی کا ثبوت پیش کیا گیا اور یکم جنوری کو طلوع افتاب کی کرنوں کو نجات اور خوشحالی کا ضامن قرار دے کر زمانہ کی آفتاب پرستی اور سورج کی کرنوں سے حاجت روائی کی امیدیں وابستہ کر بیٹھے اس سے بڑھ کر کفر وارتداد کی کوئی دوسری مثال کیا ہوسکتی ہے۔

اس سلسلے میں پاکستانی حکمران اور سیاستدان چاہے وہ برائے نام مذہبی کیوں نہ ہو

قابل ذکر ہے ۔جنہوں نے ظلم اور لادینیت کی انتہاء کردی موجودہ حکمران نواز نے مغربی غلامی اوراسلام دشمنی کی بڑی مثال قائم کی اس کا بیس نکاتی نیشنل ایکشن پلان جو کہ پاکستانی سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مشترکہ طور پر منظور کیا ہے زمانہ لیلن اور سٹالن جیسے ہولناک منظر پیش کررہا ہے لیلن وہ شخص تھا جس نے کارل مارکس کا نظریہ کمیونزم کواستحکام بخشا پھر لیلن کا پیروکارسٹالن پیدائش ۱۸۷۸ء اوروفات ۱۹۵۷ء ہے سٹالن اپنے آقا کارل مارکس اورلیلن سے کئی درجہ ظالم خونخوار اور سب سے بڑا غنڈہ تھا قتل وغارت میں دلچسپی رکھتا تھا مخالفین پرتشدداوراذیت دینے سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا اس کے دور حکومت میں گیارہ لاکھ سے زائد، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا باقی بے شمار ایسے لوگوں کو بھی قتل کیا جونظریہ سٹالن سے مخالف تھے ایسے تمام مقتولین کی کل تعداد تقریبا بیس لاکھ سے زائد ہے بیس ہزار مساجد اور دینی مدارس کومسمار کیا یا پھر کنسرٹ ہالوں میں تبدیل کیا گیا۔

پاکستان میں نواز حکومت بھی وہی سٹالن کی تصویر ہے وہ ملک خداداد جو کہ ایک اسلامی نظریہ کے بنیاد پر وجود میں آیا تھا روز اول سے اسلام دشمنی میں سب سے پیش پیش ہے اب وعظ ونصیحت کے محافل میں لفظ کافر کا استعمال بھی ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

مجاہدین کے خلاف مختلف ناموں پر مشتمل آپریشنز کیئے جاتے ہیں جس میں مشہور ضرب عضب نامی آپریشن ہے جوکہ پاکستانی حکمرانوں کے بقول سب سے کامیاب آپریشن ہے اور فخر سے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ۲۰۰۱ء سے لیکر ۲۰۱۵ء تک ساٹھ ہزار سے زائد دہشت گردوں کو ہلاک کیا گیا یہ اعداد وشمار میڈیا کے یکم اگست ۲۰۱۵ء پر دی گئی بیان کے

مطابق ہے لا پتہ اور خفیہ طور پر جیلوں میں مقتولین کی تعداد اس کے علاوہ ہے جو پاکستانی حکام اور خفیہ اداروں کے علم میں ہے، چلو تھوڑے دیر کیلئے مان لیتے ہیں کہ یہ تو دہشتگرد تھی مگر چنگیزی صفت سے مجبور برسر اقتدار نواز حکومت ہر قسم ہم وطنوں اور عام شہریوں پر ظلم و ستم ناروا سلوک روا رکھتا ہے جولائی ۲۰۱۵ء کے تپتے مہینے میں اسلام اباد سیکٹر آئی الیون میں نواز کے حکم پر پی ڈی اے نے اٹھ سو سے زائد مکانات کو منہدم کیا گارے مٹی سے بنائے ہوئے غریبوں اور ناداروں کے ان مکانات پر بلڈوزر ایسا چڑھ دوڑا جیسے کہ بھیڑ بکریوں کی ریوڑ پر شیر حملہ کرتا ہے بلڈوزر بوڑھوں بچوں عورتوں اور کسی کی جان و مال کی پرواہ کئے بغیر سب کچھ روندتا ہوا آگے بڑھتا رہا ، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ ایک زبردست طوفان نے کسی معصوم پرندے کی گھونسلے کو تہس ونہس کر کے پرندے کی نومولود بچوں کو تیز ہواؤں نے اپنے ماں سے چٹانوں اور گھاٹیوں میں دور پھینکی ہو۔

نہتے بے بس عام شہریوں سے لڑنے کیلئے طاقتور بلڈوزر اور اسلحہ سے لیس پولیس میدان کارزار میں سینہ سپر ہو چکے تھے بلڈوزر کی طاقتور بلیڈ سے مال و اسباب، بچوں اور مریضوں کو ملبے تلے دبایا گیا اور بچے کچے لوگ آہ و بکا کرتے ہوئے نواز حکومت کے خلاف بددعائیں کرتے رہے اور اپنے مستقبل سے بے خبر کھلے اسمان تلے تپتی سورج، مال و اسباب سے کنگال اس عورت کی طرح جس سے بچہ گم ہو گیا ہو اور اپنے بچے کو تلاش کر رہی ہو چارسو حیران و پریشان پھر رہے تھے یہ منظر دیکھ کر ہمارے بے سکون دل شدت غم سے کسی ویران کھنڈر کی طرح ہو گیا بے اختیار دل بھر آیا اور چند گرم آنسوؤں کو بہاتے چلے گئے کیونکہ

ان بے بسوں کیلئے آنسوؤں کے علاوہ ہمارے پاس ہے کیا؟ ایک چشم دید گواہ کے بقول اس دوران بہت سے لوگوں نے جس میں عورتیں بھی شامل تھیں مزاحمت کر کے بلڈوزر کے سامنے ڈٹے رہے پچاس عورتوں کے بشمول ان ڈٹنے والوں کو دہشت گرد کے نام پر گرفتار کیا اور چادر اور چار دیواری کی تقدس کو پامال کیا جو کسی بھی غیرت مند قوم کی غیرت کے منافی ہے۔بس بے چاری عوام کو اللہ کے سپرد کرتے ہوے ہم اپنے عزیزوں کو یقین دلاتے ہیں کہ عنقریب کسی محمد بن قاسم کا انتظار کرو جو ہم سب کو ان ظالموں سے نجات دلاے گا۔اب زیر بحث صورت حال پر شرعی نقطہ نگاہ سے غور کرتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ پاکستانی حکمرانوں کا یہ عمل شرعی اعتبار سے کس حد تک نا درست اور غیر منصفانہ ہے بالکل اسی صورت حال جس کے بارے میں مولانا تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں۔

قرآن کریم جس معاشرے میں نازل ہوا ہے وہاں اشیاء صرف اور وسائل پیداوار دونوں پر انفرادی ملکیت تسلیم کیا جاتا تھا اور اسی پر معاملات جاری تھے قرآن کریم بھی انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے اور قرآن کریم نے انفرادی ملکیت کے اصول میں عملاً کوئی تبدیلی پیدا نہیں فرمائی البتہ کئی مقامات پر واضح فرمایا کہ زمین واسمان کی تمام اشیاء پر حقیقی ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے وہی ان اشیاء کا خالق و مالک ہے اور اس کا مالک حقیقی نے یہ چیزیں انسانوں کو عطاء فرمائی ہے جس کے نتیجے میں وہ دنیاوی احکام و معاملات کے لحاظ سے ان اشیاء کے مالک قرار پا گئے ہیں اور ان کو ان اشیاء پر مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے ہیں لیکن چونکہ یہ ملکیت اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس لئے یہ بالکل بے مہار اور مادر و پدر آزاد ملکیت نہیں

بلکہ اپنے حصول کے طریقے اور استعمال کے لحاظ سے بہت سی حدود کے پابند ہے چنانچہ ان دنیاوی مالکوں پر واجب ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرے اور ان حدود سے تجاوز نہ کرے قرآن کریم نے ملکیت کی یہ حقیقت متعدد مقامات پر بیان فرمائی ہے۔

وِلِلہِ ماَ فِی السّموٰۃ وَ مَا فِي الأ رضِ (سورۃ النساء)

ترجمہ: اور اللہ ہی کی ملکیت ہے جو کچھ اسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

لیکن دوسرے طرف یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کے مالک حقیقی ہونے کے با وجود دنیاوی احکام کے لحاظ سے ان اشیاء کی ملکیت انسانوں کو عطاء فرمائی ہے۔

أَوَلَمْ يرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعاماً فَهُمْ لَها مَالِكُونَ (سورۃ یسین)

ترجمہ: اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان کیلئے اپنے ہاتھ کے ساختہ چیزوں میں سے مویشی پیدا کئے یہاں یہ لوگ ان کے مالک ہوگئے۔ اور اس بنیاد پر ان انفرادی ملکیتوں میں غیر مما لک کی مداخلت کو منع فرمایا مثلاً ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيما (سورۃ النساء)

ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے۔ انفرادی ملکیت کی یہ حقیقت کہ دنیا کی ہر چیز اصل میں

اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس نے بندوں کو اس کا مالک بنادیا ہے قرآن کریم نے جا بجا بیان فرمایا ہے اور اس حقیقت کے اعتبار سے اشیاء صرف اور وسائل پیداوار کے درمیاں کوئی فرق نہیں رکھا۔

چنانچہ زمین کے بارے میں بھی بعینہ یہی بات قرآن کریم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الأَرْضَ لِلّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ(سورۃ الأعراف)

ترجمہ: بلاشبہ زمین اللہ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث (مالک) بنادیتا ہے (جدید معاشی مسائل اراضی کا اسلامی نظام از مولانا تقی عثمانی صاحب تالیف وترتیب از مولانا مفتی محمود احمد دارالأفتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)

درج بالا مضمون میں اس بات کی وضاحت حاصل ہوئی کہ زمین انفرادی ملکیت کیلئے اہل ہے اور جو شخص بھی اس دنیا میں اس کا مالک ہوگیا وہ اپنی مرضی سے اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے اگر کوئی اس کے مالک اجازت کے بغیر اس میں تصرف کریگا یا مالک کو زبردستی بے دخل کریگا وہ غاصب اور ظالم ہوگا اگرچہ وہ بادشاہ وقت کیوں نہ ہو اسلام آباد سکٹر آئی الیون کی کچی آبادی میں عرصہ دراز سے لوگ مالکانہ حقوق کے ساتھ اس علاقے کے مکین تھے اور اپنے مکانوں کی خرید وفروخت کرتے تھے اور کسی نے ان کو منع نہیں کیا تھا۔

یہ تمام اور اس جیسے کفریہ اعمال امریکہ کے کہنے پر ڈالروں کے عوض میں کر لی جاتی ہے اس کفری اعمال کے باوجود پاکستانی حکمران اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں

کو دھوکہ دینے کی غرض سے سال بارہ مہینے ریڈیو پاکستان صوت القران نامی چینل سے
تلاوت کلام پاک اور درباری علماء کے زریعے شرعی مسائل وغیرہ کی نشرواشاعت پابندی
سے نشر کئے جاتے ہیں غرض یہ کہ ممالک اسلامیہ والے اس طاغوتی اور مہلک تہذیب اپنانے
کے عادی بنتے چلے گئی بے حیائی عُریانی اور فحاشی کو عام کرنے کی غرض سے سنیماؤں کو کھلی
اجازت ملی مار دھاڑ اور عاشقانہ فلموں نے نوجوانوں کا ستیاناس کر دیا اور ہر شہر میں لاتعداد
سنیما گھر بنا کر مسلم نوجوانوں کو اس طرف متوجہ کیا گیا تا کہ وقت اور پیسہ ضائع کرنے کیساتھ
ساتھ مستقبل میں ہمارے مسلم نوجوانوں کو تعمیری سوچ سے محروم رکھا جائے ہالی وُڈ، بالی وڈ
،لالی وڈ جیسے بدنام زمانہ فلمی سٹوڈیوز جس کا سارا عملہ یہودی تنظیم دی فریمسن سے وابستہ ہے
شب وروز بے حیائی پھیلانے میں مصروف ہیں قتل وغارت گری چوری ڈکیتی کے جدید
طریقے ہمیں مغربی فلموں کے ذریعے سکھائیے گئے اِسی طرح بین الاقوامی سطح پر مغربی
تہذیب پھیلانے میں فیشن ویک کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے عام وبیشتر پاکستان میں شہر لاہور کا
انتخاب کیا جاتا ہے اس وجہ سے مکینان لاہور کو زندہ دلان لاہور کا خطاب دیا جاتا ہے اور
مزید ستم کی بات یہ ہے کہ فیشن میں ٹی وی بھی بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے اس پر بھاری رقوم
خرچ کر کے عریانی کی مختلف ڈیزائن متعارف کرائی جاتی ہیں تا کہ مسلمان قوم کو جلد گمراہ کر
کے مغربی تہذیب کو فروغ ہوسکے اس کے علاوہ مقابلہ حسن کا بھی بڑی زور وشور کے ساتھ
اہتمام کیا جاتا ہے ۲۰۰۰ء کے بعد بیرونی ممالک میں جتنے بھی مقابلے حسن ہو چکے ہیں اس
میں زیادہ تر افغانستان سے آئی ہوئی لڑکی کو ملکہ حسن کا مڈال دیا جاتا ہے اگر چہ وہ لڑکی حسن

کے اعتبار سے چنداں حسینہ نہ بھی ہو پھر بھی اس کو ملکہ حسن قرار دیا جاتا ہے تا کہ افغان عوام کو یہ باور کرایا جائے کہ افغانستان طالبان کے دور میں ایک پسماندہ ملک تھا اور گلوبل ویلج میں شامل ملک نہیں تھا اب افغانستان کو گلوبل ویلج میں شامل کر کے گویا فغان عوام کا نام روشن کیا گیا۔اور یہ بات شاید آپ تسلیم نہیں کریں گے مگر یہ حقیقت ہے کہ زمبابوے میں بد صورتی کا مقابلہ ہوا جس میں ایک بدصورت نے مقابلہ جیتا اور انعام سے نوازا گیا۔

اسی طرح فنون موسیقی کے جدید آلات کی کثرت نے مغربی تہذیب کو چار چاند لگا کر دنیائے عالم میں تہلکہ مچادیا ماضی قریب میں برسر اقتدار حکمرانوں کے خلاف احتجاجوں میں مظاہرین غم اور غصے کا اظہار کرتے تھے لیکن دور حاضر میں مغربی تہذیب نے مزید ترقی کی اب احتجاجوں ،اور دھرنوں میں رقص وساز وسرود کا طریقہ اپنایا گیا جس میں جوان عمر کے لڑکے اور لڑکیاں شریک ہوتی ہیں۔اس قسم کے طریقہ احتجاج کے ذریعے فحاشی کے اڈے کھول دیئے گئے۔ مذکورہ طریقہ احتجاج پر بعض سیاستدانوں نے بھی اعتراض کیا کہ سیاست کے آڑ میں ہمارے نوجوان نسل کو گمراہ کیا جارہا ہے۔عمران خان اور طاہر القادری نے پاکستان کی تاریخ میں ایک نئی باب کا اضافہ کیا جسے لکھنا بھی باعث شرمندگی ہے اہلیان پاکستان نے اس نازیبا روِش کو اتنی بڑی اہمیت دی کہ موجودہ سیاسی پارٹیوں کے بے مروت لیڈرشپ نے بھی اپنے جلسے جلوسوں میں سٹیج ڈراموں جیسے کردار کا ماحول بنا کر خوب ناچ گانوں کا مظاہرہ کیا۔جنون ناچ نے جانوروں کو بھی ڈھول کے تھاپ پر نچایا۔ شیطانی اور جنسی خواہشات کو بھڑکانے کیلئے نائٹ کلبوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔جو کے

نوجوانوں کا پسندیدہ شغل شمار کیا جاتا ہے۔انٹرنیٹ تک رسائی میں جو کہ درحقیقت دجّال کا آنکھ ہے ہر شخص کیلئے آسانی فراہم کئے گئی تا کہ فحش تصاویر اور ویڈیوز دیکھنے میں کمی نہ رہے۔الغرض دنیا میں ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی جس میں سے بے دینی کا سہارا نہ لیا گیا ہو۔اور سرکار حکومت کی طرف سے ان سب کی حفاظت اور سرپرستی کیجاتی ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آثار قدیمہ کی حفاظت اوراس کے مقاصد

دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ آثار قدیمہ کی بہت حفاظت کیجاتی ہے۔ ہزاروں اور سینکڑوں سال پہلے کے باقیات کی بڑی قدر دانی اوراس کو محفوظ کرنے کیلئے سالانہ لاکھوں کروڑوں کی رقم خرچ کرکے حفاظت کو یقینی بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ زمانہ قدیم کے مجسّموں کی بھاری قیمتیں اداء کرکے شاہانہ محلات میں شیشوں کے اندر سجا کر تماشائیوں کیلئے سیروسیاحت کا موقعہ فراہم کیا جاتا ہے اور پھر مجسّمہ دیکھ کر لوگ فخر بھی کرتے ہیں کہ میں نے مہاتما گوتم بُدھ اور فلاں فلاں مجسّمہ دیکھا ہے۔ آخر اس طرح کی مجسّموں کو محفوظ کرنے اور تماشائیوں کو دکھانے کا مقصد کیا ہے؟۔ کیا کسی بیمار یا بھوکے پیاسے نے مجسّمہ کی زیارت کرکے بیماری یا بھوک پیاس میں کمی واقع ہوئی ؟۔ نہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ کسی بھی مجسّمہ کو دیکھنے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کی کوئی حاجت پوری ہوسکی۔ بلکہ وقت اور پیسہ دونوں کو ضائع کیا۔ کیونکہ دنیا میں کئی ایسے مشہور عجائب گھر ہیں جہاں جاتے ہوئے پیسوں کے عوض ٹکٹ لینا پڑتا ہے۔ وہ رقم جسے خون اور پسینے کے ذریعے کمائی گئی تھی عجائب گھر کی نذر کردی۔ واپس آکر اللہ جلّ جلالہ اور رسول ﷺ یا کسی اُور سنجیدہ اور مقصودی بات کے بجائے من گھڑت واقعات بیان کرنے میں مشغول ہوکر کراماً الکاتبین ملائک کے ذریعے اپنے عمل نامہ میں فضول لمبی چوڑی باتیں لکھوا کر روز قیامت میں اللہ تبارک وتعالی کے حضور میں لاجواب اور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

کثیر مقاصد کے حصول کیلئے اقوام متحدہ یا یواین کا ادارہ ۱۹۴۹ء میں وجود میں آیا تو

اس ادارے کے بنانے کی مقاصد دراصل اسلام اور مسلمان دشمنی ہے۔اول مقصد یہ تھا کہ اقوام عالم متحد ہوکر اسلام اور مسلمان کے خلاف ایک باقاعدہ متحد اور مضبوط محاذ کھولا جائے تاکہ اس متحدہ محاذ کی مدد سے مسلمانوں کی قوت کو ختم کیا جاسکے اور مسلمان دنیا میں اکیلے رہ جائے اس وجہ سے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کرنے کیلئے اصول مقرر کئے گئے ہیں۔ان اصول میں سے ایک یہ ہے کہ جو ملک رکنیت حاصل کرنا چاہتا ہے اس ملک کو مندرجہ ذیل شرائط تسلیم کرنا واجب العمل ہوگی اول یہ کہ ہمارا دشمن شریک دشمن شمار ہوگا۔یعنی رکن ممالک میں سے اگر کسی ملک کا مسلمانوں سے دشمنی ہے اور مسلمان اس ملک کے خلاف برسر پیکار ہے تو اقوام متحدہ میں شامل تمام ارکان ممالک مسلمانوں کا دشمن تصور کیا جائے گا اور تمام ممالک اس مذکورہ ملک کے ساتھ ہر قسم ضروری وسائل میں تعاون کرنے کا پابند ہوگا جیسے کہ امارت اسلامی کے خلاف امریکی صدر بش نے اقوام متحدہ کے جنرل ہیڈ کوارٹر میں ارکان ممالک سے صاف اور دوٹوک الفاظ میں مطالبہ کیا کہ کوئی امارت اسلامی کے خلاف مشن میں ہمارے ساتھ ہو وہ ابھی عہد کرے۔تو اس جنگ میں ایسے ممالک نے بھی شرکت کی جن کی امارت اسلامی سے دشمنی نہیں تھی۔حکومت پاکستان اس جنگ میں خاص طور پر قابل ذکر ہے لاجسٹک مدد کے نام پر امارت اسلامی کے اندر اختلافات بزدلی اور جھوٹے وعدوں جیسے مختلف حربوں سے امارت اسلامی کو کمزور کیا گیا جبکہ جنگی کاروائیوں اور جنگی سازوسامان کیلئے کوئٹہ میں شمسی ایئر بیس امریکہ کے حوالے کیا گیا۔اسلحہ سمیت دیگر ضروریات وغیرہ اجناس کراچی کی بندرگاہ سے براستہ طورخم کنٹینروں میں بند کابل تک پہنچایا جاتا ہے۔حالانکہ

طالبان اور پاکستان کے درمیان اچھے تعلقات قائم تھی اس دوستانہ تعلقات کے باوجود پاکستان میں طالباں سفیر ملاعبدالسلام ضعیف فروخت کر کے امریکہ کے تحویل میں دیا گیا۔بقول شاعر

بڑا جرنل بنا پھرتا ہے ڈالر لے کہ لڑتا ہے

اس کا دوسری واضح مثال جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا آج ہمارے سامنے ہے کہ القاعدہ کے مجاہدین امریکہ سے دست بدست لڑائی میں مصروف ہیں تو القاعدہ مجاہدین نے پاکستانی حدود خصوصاً جنوبی اور شمالی وزیرستان میں پناہ لے رکھی ہے ان پناہ گزین مجاہدین کے خلاف روزانہ امریکی ڈرون طیارے حملے کرتے ہیں لیکن پاکستان کے پاس امریکی ڈرون طیاروں کی مار گرانے کا جواز نہیں اور نہ ہی اس کو منع کر سکتے ہیں کیونکہ پاکستانی حکومت نے رکنیت حاصل کرتے وقت یہ شرط تسلیم کر رکھی ہے۔

اسی طرح امریکی میرین فوج نے ایبٹ آباد میں عظیم مجاہد اسامہ بن لادن شہیدؒ کے خلاف آپریشن کیا مجاہدین اور مسلمانوں کا قائد اسامہ بن لادن کو شہید کیا تو پاکستانی حکمرانوں نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ امریکہ نے پاکستانی حدود اور ہوائی حریم کو پامال کیا کیونکہ پاکستان کو اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں اسی طرح اقوام متحدہ میں رکنیت حاصل کرنے کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہمارے رکن ممالک کے وسائل شریک ہوں گے اور ان وسائل کو رکن ممالک کے مشترک منافع کیلئے استعمال کیا جائے گا آیئے قریب سے اس کی مثال دکھاتے ہیں اور وہ یہ کہ کبھی کبھار مغربی ممالک خصوصاً آج کا فرعون امریکہ یہ تشویش

ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان کے پاس جو ایٹم بم ہے یہ غیر محفوظ ہے ممکن ہے کہ یہ طالبان کے ہاتھوں لگے تو طالبان اس کو غلط استعمال کر کے دنیا میں تباہی مچادیں گے اس کے جواب میں پاکستانی حکمران یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا ایٹم بم ہے اور ہمارا اپنا دشمن ہے ہم جانے اور ہمارا ایٹم بم جانے بلکہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جی نہیں ایٹم بم محفوظ ہاتھوں میں ہیں خلاصہ یہ کہ ایٹم بم کی ملکیت پر جھگڑا نہیں کیونکہ وسائل کی ملکیت تو تمام رکن ممالک کے درمیان شریک ہے بلکہ تشویش اس بات پر ہے کہ آیا ایٹم بم محفوظ ہے یا نہیں۔

اقوام متحدہ کے ذیل میں دو بڑے ادارے کام کرتے ہیں اول یونیسیف ادارہ تمام دنیا کی نئی نسل کیلئے مغربی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مواقع فراہم کرنا معیاری خوراک کے نام پر ناجائز اور غیر حلال خوراک مہیا کرنا جبکہ یہ تمام اخراجات ومصارف رکن ممالک کی ناجائز کمائی سے چندہ لیکر پوری کی جاتی ہیں لوگوں کی ہمدردیاں اور توجہ حاصل کرنے کیلئے تعلیم اور معیاری خوراک فراہم کرنے کے نام پر اسلام مخالف سرگرمیاں یونیسیف کا طریقہ استعمار ہے اس کے ذریعے محتاج ممالک کو اپنے زیر اثر لانے میں کامیابی کی امید رکھتے ہیں۔

دوسرا ادارہ یونیسکو کے نام پر ہے جو کہ ہمارے بحث کا اصل موضوع ہے اور وہ یہ کہ مذکورہ ادارہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اثار قدیمہ کی حفاظت کی جائے دنیا میں جہاں بھی اثار قدیمہ کے جتنے بھی ذخیرے ہیں وہ یونیسکو کے نگرانی میں ہوتے ہیں یونیسکو نے اثار قدیمہ کی حفاظت اور خدمت کر کے بڑا نام پیدا کیا ہے آخر اتنی محنت کی کیا ضرورت تھی؟ ضرورت کیوں نہ تھی اس لئے کہ کافروں کا اس محنت سے ایک مقصود حاصل کرنا

ہے اور وہ مقصود ہے اسلامی تاریخ کو درمیان میں سے حذف کر کے لوگوں کا تعلق زمانہ قدیم دور جاہلیت سے جوڑنا ہے کیونکہ انسان کی کامیابی میں تاریخ بڑی اہمیت رکھتی ہے سابقہ تاریخ کو دیکھ کر آئندہ نسل اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنی کامیابیوں کو تلاش کرتے ہیں درمیان میں سے اسلامی تاریخ کو مٹانے اور قدیم زمانہ جاہلیت سے تعلق جوڑنے سے ہی کفار کامیابی ڈھونڈتے ہیں اور یہ محنت کافی مناسب اور کارگر ثابت ہوسکتی ہے اس لئے کہ نئی نسل کے سامنے اسلامی تاریخ کے بجائے زمانہ قدیم جاہلیت کی تاریخ سے آشنائی ہوتی ہے اور قدیم جاہلی تاریخ سے دل چسپی رکھنا شروع کر دیتے ہیں دور جاہلیت کے زمانے میں لوگ تو اللہ تعالیٰ کے وجود سے ناواقف تھے بتوں اور مجسموں سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کی امید رکھتے تھے دیوی دیوتاؤں کو صاحب طاقت اور لازوال قدرت سمجھتے تھے خدا و مالک حقیقی سے بے نیاز جانوروں کی طرح زندگی گزار رہے تھے امارت اسلامی کے دور میں جب ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے بامیان میں بودا نامے مجسمے کو توڑنے کا فرمان صادر فرمایا اور طالبان بودا مجسمہ کو توڑنے لگے تو سارا دنیا غم سے نڈھال ہو کر ایک ماتم کدہ بن گیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا بودا ان سوگواروں میں سے کسی کا قریبی رشتہ دار تھا؟ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ بودا ان سوگواروں میں سے کسی کا رشتہ دار نہیں تھا بلکہ بودا کے متعلق تاریخ بتاتی ہے کہ بودا آج سے کم وبیش ڈھائی ہزار سال پہلے ہندوستان میں ایک بادشاہ کا بیٹا تھا بادشاہ کا یہ بیٹا شاہی محفل ساز و سرود سے بے زار دور جنگل میں جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا کرتا تھا اور راہبانہ زندگی کو پسند کرتا تھا بادشاہ اپنے نوکروں کے ذریعے بودا کو دوبارہ زبردستی

لاکر بادشاہ کے حضور میں حاضر کرتا تھا بادشاہ نے ہر چند بیٹے کو نصیحتیں کیں کہ دیکھو بیٹا میں بادشاہ ہوں دل بہلانے کیلئے تمام درکار وسائل موجود ہیں لیکن بودا موقع پا کر چھپ کے سے پھر جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا بیٹھتا۔

ماہرین کا خیال ہے کہ بودا تنہائی میں مراقبہ کرکے سوچا کرتا تھا کہ آخر انسان کی کامیابی کس چیز میں ہے کچھ عرصہ کے بعد بودا نے مراد گم کردہ حاصل کرکے معرفت کے درجہ پر فائز ہوا کہ انسان کی لازوال کامیابی صرف ایک ایسی ہستی کی عبادت میں پوشیدہ ہے جو خود بھی لازوال ہو مؤرخین حضرات نے اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ جو خود بھی لازوال ہو سے کیا مراد ہے غالباً اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے مطمئن ہوکر بودا نے لوگوں کو دعوت دینا شروع کیا کہ دنیا کی تمام اشیاء فانی ہیں، عورت سے نفرت کرو کیونکہ یہ فتنہ وفساد کا سرچشمہ ہے اس دعوت کے نتیجے میں بودا نے ہزاروں پیروکار پیدا کئے ابتداء میں عورتوں سے بیعت لینا ممنوع تھی بعد میں جب عورتوں پر بھی یہ مذہبی جنون غالب ہوا تو عورتوں سے بھی بیعت لینا شروع کیا جس سے زنا کاری اور فحاشی کیلئے راستہ ہموار ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد جب بودا مر گیا تو پیروان بودا نے محبت کی وجہ سے بودا کی یاد میں بامیان کے سنگلاخ پہاڑوں میں بودا کا مجسمہ بنایا بعد میں خدا سمجھ کر پیروان بودا نے بودا کی عبادت بھی کی مورخین کے مطابق بودا کا اصل نام بودا نہیں بلکہ ایک درخت کا نام ہے جسے ہندی زبان میں بودا کہتے ہیں چونکہ اس درخت کے نیچے وہ بیٹھتا تھا اس وجہ سے اس کا نام بھی بودا پڑ گیا یہ مجسمہ امارت اسلامی کے دور میں بت شکن ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے ہاتھوں

پاش پاش ہوا اس موقع پر سوگواران بودا نے طالبان کے اس کارنامے پر ایک ایسے اعتراض کا سہارا لیا جو کہ ہر لحاظ سے ناقابل التفات ہے وہ یہ کہ بودا مجسمہ تو تقریباً ڈھائی ہزار سال پرانا ہے جبکہ صحابہ کرام ؓ کا تو بہت بعد میں اسلامی دعوت و جہاد کی غرض سے کابل آنا ثابت ہے اگر بودا کا مجسمہ توڑنا شریعت میں جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ اس مجسمے کو توڑ دیتے لیکن انہوں نے نہ تو مجسمہ کو توڑا اور نہ ہی کسی کو مجسمہ توڑنے کا حکم دیا، اس اعتراض کے کئے معقول جوابات ممکن ہیں اول یہ کہ اگر صحابہ کرام نے مجسمہ نہیں توڑا یا یہ کہ کسی کو مجسمہ توڑنے کا حکم نہیں دیا تو یہ بھی ثابت نہیں کہ صحابہ کرام نے مجسمہ توڑنے سے منع فرمایا ہو بلکہ صحابہ کرامؓ تو شاگردان نبوی ﷺ تھے اور آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دوران تین سو ساٹھ بتوں کو اپنے دست مبارک سے توڑ دیئے دوسرا جواب یہ کہ چونکہ بامیان علاقہ دور آفتادہ ہے اور شاید صحابہ کرامؓ کو اس مجسمہ کے بارے میں علم نہ ہوا ہو تیسرا جواب یہ کہ جب طالبان بودا مجسمہ کو توڑ رہے تھے تو اس پر بارہ ٹن بارود صرف ہوا اس کا مطلب ہے کہ یہ مجسمہ مضبوط اور سنگلاخ چٹانوں میں بنایا گیا تھا اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ان کے ساتھ ایسے وسائل نہیں تھے جن کے ذریعے بودا مجسمہ کو توڑا جا سکے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہر قسم مجسمہ کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں دے سکتا بلکہ محض ایک پتھر ہے اور اس کا تعلق مشرکین سے ہے ۔اور شریعت میں مجسمہ سازی کرنا، اپنے پاس رکھنا، حفاظت کرنا وغیرہ سب حرام ہیں۔

پاکستانی مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کیا گیا

اگست ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کے ساتھ یہی غداری کی گئی کہ جب مسلمانوں نے ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام کیلئے تین لاکھ سے زائد مجاہدین نے مسلح جدو جہد کے ذریعے جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قربانی دی اور علماء دیوبند جیسے ہستیوں کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑی برطانیہ سامراج نے مجبور ہو کر زمام اختیار محمد علی جناح کے ہاتھ میں دیا چونکہ محمد علی جناح پہلے سے انگریزوں کا تربیت یافتہ تھا اور انگلینڈ میں وکالت کی ڈگری حاصل کر چکا تھا اسلئے انگریزوں کے ہاں قابل اعتماد شخص تھا۔ مسلمانوں کو یہ باور کرایا گیا کہ محمد علی جناح تمہارا قائد ہے آج پاکستانی عوام محمد علی جناح کو بابائے قوم اور قائداعظم کے نام سے پہچانتے ہیں اور بانی پاکستان تصور کیا جاتا ہے حالانکہ آزادی پاکستان کو مجاہدین اسلام نے یقینی بنایا۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ اب پاکستان مغربی ملکوں کی کٹھ پتلی حکومت ہے اور اس طرح مسلمانوں کی قربانیوں کو خاک میں ملا دیا گیا اور مختلف ہتھ کنڈوں کے ذریعے مسلمانوں کی روشن باب کو تاریکی میں تبدیل کر کے تاریخ کا رُخ موڑ دیا گیا اور کفار کی وہی مقاصد پوری ہو گئے جو پہلے ذکر ہوئے۔

افغانوں مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کیا گیا

افغانوں کی دلیرانہ تاریخ کو بھی مسخ کیا گیا۔تاکہ افغان مسلمانوں کے سر فخر سے بُلند نہ ہو وہ یہ کہ جب افغان سرزمین پر سُرخ ریچھ روس نے جو کہ اُس وقت دنیا میں نمبرون سُپر طاقت مانا جاتا تھا حملہ کیا تو نہتے افغانوں نے پندرہ لاکھ سے زائد جانوں کی قربانی دی اور تیس لاکھ افراد پڑوسی ملک پاکستان اور ایران میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے روس کو افغان سرزمین سے مار بھگانے پر مجبور کیا تو عین اِسی دوران روس انخلاء کے نام پر اقوامِ متحدہ نے جینیوا مذاکرات کا ڈرامہ رچایا جس میں جنرل ضیاء الحق نے افغانوں کی طرف سے بن کہے وکالت کی اور اِسی طرح افغان سرزمین سے روسیوں کو قسط وار انخلاء کی تاریخوں کا تعیّن کیا گیا۔در پردہ اس منصوبے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو عموماً اور افغانوں کو خصوصاً باور کرایا جائے کہ روس انخلاء افغان سرزمین سے جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے نہیں ہوئے بلکہ مذاکرات کے نتیجے میں ممکن ہوئے۔اور اگر جہاد میں مشکلات اور مسائل کا حل ہوتا تو افغان عوام ضرور کامیاب ہوتے اس طرح افغان فاتح قوم کی فتح کو مغربی رنگ دیا گیا۔

ہمچنان اس نئی نسل کو نظریہ جہاد کے بجائے نظریہ مذاکرات پر یقین دلایا جاتا ہے۔اگر چہ تمام مغربی ممالک ترقی کے میدان میں ایک دوسرے کے رقیب ہیں لیکن جب بات مسلمانوں کی سُرخروئی کیسامنے آئی تو اقوامِ متحدہ نے روس کو شکست کی شرمِندگی سے بچانے کیلئے جنرل ضیاء الحق کو افغانوں کے طرف سے بن کہے وکیل مقرر کر کے روسیوں کو شرمِندگی سے بچایا۔اس طرح تاریخ میں نہتے افغانوں کی دلیرانہ جہادی کارناموں کے بجائے جینیوا

مذاکرات اور جنرل ضیاء الحق کے کارنامے رقم کیے جائیں گی۔ اصل اور حقائق پر مبنی تاریخ مسلمانوں سے پوشیدہ رہے گی۔

نظام تعلیم اور مغربی تہذیب

علم انسانوں کا بڑا سر مایہ زندگی ہے اور کسی بھی قوم کی کامیابی کا دارو مدار علم پر ہوتا ہے انبیاء کرام علیہم الصلوة و التسلیمات کو بھی اللہ تعالی نے علم حاصل کرنے اور علم میں زیادت اور اضافہ پانے کا ہدایت فرمایا۔

وُقُلُ رَّبِی زِدنِی عِلماً ۔ترجمہ،اور کہو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

اِسی طرح علم کی مزید فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمان اِلٰہی ہے۔

یَرُفَعِ اللّٰہُ اَلَّذِینَ آمَنُوُا مِنکُم وَالَّذَینَ اُوتُواالُعِلمَ دَرَجَاتِ وَاللّٰہُ خَبِیُر بِمَاتَعمَلُوُن ،

ترجمہ، اللہ تعالی کے ہاں اُن لوگوں کے درجے بُلند ہیں جنہوں نے ایمان لایا (اللہ کی ذات پر) اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے (اللہ کی طرف سے) اس لئے کہ اللہ تعالی تمہارے (سب) اعمال پر خبر دار علم رکھتا ہے۔

علم کے بغیر کسی بھی چیز کی پہچان ممکن ہی نہیں بلکہ علم کے سبب سے انسان اللہ تعالی کی معرفت حاصل کر کے معبود حقیقی اور غیر حقیقی میں تمیز کر سکتا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے،فاعلم انه لااله الاالله ترجمہ،یقین کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔۔

شیخ سعدی شیرازیؒ نے علم کی ضرورت کو اہم سمجھتے ہوئے کیا خوب فرمایا،

چون شمع از پے علم باید گداخت۔

کہ بے علم نتواں خدا راشناخت۔

حصول علم کیلئے دیپ جلائے رکھنا کیونکہ علم کے بغیر خدائے واحد لاشریک کی پہچان ناممکن ہے۔

قابلِ اعتبار علم درحقیقت وہ علم ہے جس کے باعث انسان کامیابی کے راستے تلاش کرکے ہمیشہ کیلئے کامیاب وکامران ہوسکے۔اہل علم کو دنیا وآخرت میں بڑا اہم مقام حاصل ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے۔

انما یخشی اللہَ من عبادہ العلماء۔(الآیۃ)

ترجمہ: بےشک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء ہیں۔

یعنی علم اللہ تعالیٰ سے خوف کا ذریعہ ہے صاحب علم قابل رشک اور لوگوں کے درمیان قابل اعتبار شخص ہوتا ہے لوگ اس عالم کی تقلید کرتے ہیں اور اس کی بات کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں علم کے اس بہترین معیار وکردار سے اہل مغرب نے غلط فائدہ اٹھا کر اسلام دشمنی کیلئے استعمال کیا قرآن وحدیث اور دیگر علوم شرعیہ جو کہ علم وبصیرت کا سرچشمہ ہے فرسودہ اور ناکارہ سمجھ کر پس پشت ڈالا اور نئ عصری علوم کو ترقی کا ضامن ظاہر کیا۔اس پاکیزہ اسلامی علوم کے بجائے وہ جدید اور عصری علوم جو کہ ایک مسلمان کو غیر مسلمان اور مغربی پسندی کیلئے راستہ ہموار کردینے والا نظام تعلیم ہے رائج کیا گیا۔ ۱۸۳۵ءمیں ٹی بی میکالے نے برٹش پارلیمنٹ کو ایک خط لکھا کہ مسلمانوں کے تعلیمی نظام کو ہٹا کر کس قسم کا تعلیمی نظام درکا ہے،اس نے لکھا کہ ہمیں اس وقت شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے لوگ تیار کریں جو ہمارے اور ان لاکھوں لوگوں کے درمیان مترجم کا کام کریں جن پر ہم حکومت کرتے ہیں

یعنی ایسے لوگوں کی جماعت جو خون ورنگ میں تو انڈین ہو مگر ذوق، رائے، اور اخلاق میں بالکل انگلش ہو(بحوالہ ملالہ کو عدنان کا خط)۔

ان کوششوں سے من پسند نتیجہ برآمد ہوا اور اسلامی نظام تعلیم کو ڈھیر سارے مٹی کے تلے دبا دیا گیا جبکہ اس کو مٹی سے نکال کر رائج کرنے کی کوئی اُمید نہیں۔ مغرب نے مسلمانوں کو اپنی سائنسی اور علمی کرشموں سے متاثر کیا اور سائنسی علوم کی جادوئی اثرات کا رعب مسلمانوں پر ڈال کر چاند ستاروں پر گردش کے واقعات نے مسلمانوں کو حیرت میں مبتلاء کیا مسلمان قوم نے اپنے آپ کو جدید سائنسی علوم سے بے خبری کے نتیجے میں احساس کمتری کا شکار پایا اور مغربی تعلیم یافتہ کو بہتر سمجھنے لگے۔ علمی میدان میں برتری حاصل کرنے کیلئے نصاب تعلیم اہل مغرب وضع کرتے ہیں پھر وہ نصاب تمام ممالک میں تطبیق کی جاتی ہے اسلامی ممالک میں ابتدائیہ سے لیکر کالجوں اور یونیورسٹیوں تک مغربی نصاب تعلیم اور اس کی مضر اثرات مسلم نوجوانوں پر مرتب ہوتے ہیں مسلم ممالک کی مشہور درسگاہوں میں ایسے اساتذہ کی تقرری کی جاتی ہے جو کہ پوری طرح مغربی تعلیم پر یقین رکھنے والا اسلامی علوم سے مکمل ناواقف ہو تاکہ اس درسگاہ سے ایسے شاگرد فارغ ہو جو کہ مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کے معیار پر پورا اور اسلامی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہو۔ دینی مدارس والوں نے بھی مغربی نصاب تعلیم اپنانے سے گریز نہیں کیا۔

جب ایسا طبقہ علم مغربی تہذیب کے کارخانے سے تیار ہو کر نکلا تو مشرقی ممالک میں آ کر مغرب کے قصیدے سنا کر حقائق سے دور خلاف واقع بیان کرتا ہے کہ مغرب تو سرتاپا

خیر اور بے عیب ہے اور مغرب

کی زندگی کے درخت کو گھن کی طرح کھانے والی بیماریوں پر پردہ ڈال کر پوشیدہ رکھتا ہے ہمیشہ مغرب والوں کی زندگی کی پہلو کو مثبت انداز میں پیش کرتا ہے جبکہ منفی اور نقصان دہ پہلو کو نظر انداز کرتا ہے اسی طرح مغرب میں تعلیم حاصل کرنے والوں کا نظریہ حقیقت کے برعکس دعویٰ کرتا ہے کہ متمدن سماج ایمان وعقیدہ کی توہمات، اخلاقی اقدار اور مذہب کی تعلیم آسمانی رسالت سے ہٹ کر بھی قائم ہوسکتا ہے

کیونکہ ان کے نزدیک انسانی زندگی کی بنیاد علم وسائنس، تنظیم، صنعت، حرفت، معاشی وسیاسی استحکام، قومیت، عصبیت اور جمہوریت پر کامیاب اور نشونما کرسکتا ہے۔

ان نظریات اور خیالات کا اثر علم وادب پر بھی ہوا علومی اسلامیہ کی تحصیل وترویج کو روکنے کیلئے مغرب نے علوم اسلامیہ کی تحصیل ترویج کے تمام دروازوں کو مقفل کیا ہے اور خود ان کو یہ موقع مل گیا کہ وہ ان وضع کردہ اصولوں کا نفاذ پوری آزادی اور جرأت سے کرے اس وقت ان کے سامنے ایسی کوئی طاقت نہیں جو اس سے نبرد آزما ہوسکے یا اس کی راہ میں رکاوٹ ڈال سکے مسلم دنیا ان کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال کر سرنگوں ہوا اور مغربی تہذیب کی تقدس اور معصومیت پر یقین رکھنے لگی اور ہلاکت کے اس پُر خطر گڑھے میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں جبکہ معمولی حرکت پر گر جانا متوقع ہے۔علم ودانائی کا معمولی بہانہ بنا کر اخراجات ومصارف کو اسانی سے پورا کرنے پر زور دیا جارہا ہے یعنی خاندانی منصوبوں پر عمل پیرا ہوکر زندگی میں اسانی فراہم کیجئے جب خاندان کے افراد کم ہو تو رزق کی تنگی یعنی غربت وافلاس

سے نجات ہوگی ہر خاندان معمولی آمدنی سے خود کفیل ہوسکتا ہے۔اور ماں کی صحت پر بھی اچھا اثر پڑے گا حالانکہ طبی اصولوں نے ثابت کیا ہے کہ مانع حمل ادویات اور تدابیر عورت کی صحت پر منفی اثر کرتی ہے اس کیلئے خوشنما نعروں کی گونج میں اولاد کی بندش پر کار بند رہنے کیلئے ہر قسم پروپیگنڈوں سے کام لیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ میں انسانوں کی تعداد کم ہو عورتوں میں ٹیوب بندی اور مردوں میں نس بندی کے نام سے طریقے ایجاد کئے گئے ہیں جس کی بدولت انسان ہمیشہ کیلئے اولاد پیدا کرنے کا قابل نہیں رہتا۔

اس مقصد کیلئے ایسے مراکز بنائے گئے ہیں جس میں اولاد کی بندش کی خواہش رکھنے والوں کیلئے مفت علاج معالجہ کی سہولت فراہم کیجاتی ہے اس سے معاشرہ میں قحط الرجال پیدا ہوگا اور فسادات کی بھرمار زناکاری فحاشی قتل اولاد جیسے گناہوں کا مرتکب ہوکر بے حیائی کیلئے راستہ ہموار کیا جاسکتا ہے۔شریعت مطہرہ کے حکم کے مطابق اولاد کی بندش کیلئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جاے حرام ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ (بنی اسرائیل ،۳۱)

،ترجمہ،اپنے اولاد کو رزق کی تنگی کے خوف سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ہم رزق دیتے ہیں تمہاری اولاد کو اور تم کو بھی (رزق) دیتے ہیں۔

اور حدیث نبوی ﷺ میں ہے ،قَالَ عَبْدُاللّٰہ كُنَّا نَغْزُوا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا شَىءٌ فَقُلْنَا اَلا نَستَخْصِىْ فَنَهَانَا عَنْ ذَالِكَ (رواہ البخاری ص ۷۵۹ ج ۲)

ترجمہ، حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے جبکہ ہمارے پاس کوئی چیز (ہماری بیویاں) نہیں ہوا کرتی تھیں تو ہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ بنا دیں؟ اس پر آپ ﷺ نے ہم کو منع فرمایا، روایت کیا اس کو بخاری نے۔

فتح الباری نے درج بالا ایت قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ کی تفصیل وتفسیر میں لکھا ہے ۔وَالْحُجَّةُ فِيهِ اَنَّهُم اِتَّفَقُوا عَلٰى مَنْعِ الجَبِ وَالْخَصَاءِ فَيَلْحَقُ بِذَالِكَ مَا فِيْ مَعْنَاهُ مِنَ التَّدَاوِيْ بِالْقَطْعِ اَصْلا۔(فتح الباری ص۹۷ ج۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نصّ صریح کے ثبوت کی بناء پر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کرنا جس سے انسان کی مادہ تولید کو ناکارہ کر کے تناسل کے ذرائع کو ختم کرنا حرام ہے۔

مگر مغربی تہذیب کی من چلوں نے فرعونیت کا مظاہرہ کیا جب فرعون نے کہا کہ میں بنی اسرائیل کی نارینہ اولاد کو ذبح کر کے زندہ نہیں چھوڑوں گا تا کہ بنی اسرائیل کو ایک نجات دہندہ قائد اور رہبر میسّر نہ ہو اسی طرح آج کے فراعنہ نے بھی یہی فیصلہ کر رکھا ہے کہ مسلمانوں کی افرادی قوت کو کم کر کے ان کے درمیان میں سے کوئی رہنما اور قائد پیدا نہ ہو ۔زچہ و بچہ سنٹروں میں مریضوں کو ایسی ادویات دی جاتی ہیں کہ اس کے استعمال سے انسان بانجھ پن کا شکار ہو جاتا ہے اور مریضوں کو علم تک نہیں ہوتا ایک طرف انسانی ابادی میں کمی غربت وافلاس سے نجات کے نعروں اور دوسری طرف ذیادہ مالی امدنی کی نئ جدید سائنسی طریقوں کی ایجاد کی بلند بانگ دعوے دو متضاد باتیں ہیں کیونکہ انسانی ابادی میں جس قدر

اضافہ دیکھنے میں آیا اِسی قدر زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کرنے کے نئے طریقے ایجاد کئے گئے۔

اٹھارہ سال سے کم عمر والوں کی شادی پر پابندی اور مرد کیلئے ایک سے زیادہ بیویوں کو رکھنا جرم سمجھا جاتا ہے جبکہ شریعت میں مرد و عورت کی شادی کیلئے بلوغ کے بعد عمر کی کوئی قید نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے مرد کیلئے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز فرمایا ہے۔ اگر اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی کرنے سے انسانوں کا کوئی نقصان یا بیک وقت چار عورتوں سے نکاح میں کوئی ضرر کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور منع فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے مخلوق کا بہترین خیر خواہ اور مشکلات سے نجات دینے والا ہے۔

کسی بھی ملک کی عوام کے عقیدہ نظریہ اور تہذیب میں تبدیلی لانے کیلئے این جی اوز سے کام لیا جاتا ہے مختلف ناموں سے این جی اوز اس مقصد کیلئے کام کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر خیراتی فنڈ سے رقم خرچ کر کے فلاح و بہبود کے خوشنما الفاظ سے دھوکہ دے کر اپنا آثر ورسوخ قائم کرتے ہیں غریب طبقہ اس امداد سے متاثر ہو کر مغرب کی تعریفیں کر کے تھکتے نہیں شہری اور دور اُفتادہ علاقوں میں صحت کے مراکز علمی اور تعلیمی میدان میں بچوں کیلئے سکولوں کا قیام کھیل کھود کیلئے مواقع فراہم کرنا پینے کے صاف پانی مساجد کی تعمیر گلی کوچوں کی پختہ گی اور اس جیسے فوائد عامہ کے نام پر لوگوں کی توجہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ انگریزی زبان کی ترویج واشاعت دوسری زبانوں پر اس کی فوقیت اور غیر معمولی نوعیت کا تاثر دیا

جاتا ہے سیکھنے والوں کی حوصلہ افزائی اور تحسین کیا جاتا ہے تا کہ عربی زبان جو کہ ہمارے دین کے سمجھنے کا اہم ذریعہ ہے روک تام ہو سکے اور مسلمان اپنے دین و مذہب سے انجان اور ناواقف رہے کیونکہ کسی بھی مذہب کو صحیح طور سمجھنے کیلئے اس دین و مذہب کی زبان کو جاننا لازمی ہوتا ہے سالانہ لاکھوں اور کروڑوں ڈالر اس مقصد کیلئے ایسے لوگوں کی طرف سے خرچ کئے جاتے ہیں جو کہ ازلی طور پے بخیل اور کنجوس ہیں اور مال و دولت کی ذخیرہ اندوزی کو بہت پسند کرتے ہیں یوں سمجھو کہ دولت کی پجاری ہیں دولت کمانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا جہاں اپنے دین کو مال کے عوض فروخت کرنے کا وقت آیا تو اُنہوں نے اپنے دین و مذہب کو بھی مال و دولت کے عوض فروخت کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ اخلاق رزیلہ کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا۔

وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِی ثَمَناً قَلِيلاً (سورۃ البقرہ)

ترجمہ، میری ایتوں پر کوئی بھی قیمت وصول نہ کرو۔

قابل غور بات ہے کے جب کفار کا مال و دولت سے محبت کا یہ معاملہ ہے تو پھر یہ لوگ اتنی بڑی رقم مسلمان ملکوں میں باہمی امداد کے نام پر کیوں اور کس لئے خرچ کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان کی خرچ شدہ رقم ان کی مقاصد سے بڑھ کر نہیں ہیں کیونکہ کفار ان مما لک کو مسخر کر کے اپنی زیر نگین کرنا چاہتے ہیں جب یہ مقاصد پورے ہوئے تو سمجھو کہ وہ تسخیر شدہ مما لک سرتا پا کفار کی ملکیت بنی اور سارے مال واسباب کا مالک ہو گیا یقیناً یہ دور

اندیشی پر مبنی منصوبہ کفار کی مکروفریب کا جال ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کوئی نہیں بچ سکتا۔ یہ ہے مغربی اور جدید علوم کا شاخسانہ جس کے بدولت دوسرے قوموں کی محکومی کا خواب دیکھتے ہیں۔

کرکٹ یا معاشرے کا ناسور

کرکٹ کا نام سُنتے ہی ہماری نئی نسل کے اندر شوق اور جذبہ نے انگڑائیاں لینا شروع کیں کرکٹ سے محبت نے لیلیٰ و مجنون کی داستان کو فراموش کر دیا کیونکہ کرکٹ کے شائقین نے کرکٹ سے عشق کے تمام مراحل طے کرر کھے ہیں اور اعلیٰ درجے پر فائز ہو چکے ہیں۔

دن دوگنی اور رات چوگنی کرکے گلی کوچوں میدانوں سڑکوں پر غرض ہر جگہ میں کرکٹ کے کھیلنے والی شور وغل مچاتے ہوئے ٹولیاں آپ کو نظر آئیں گے دن کو تو کرکٹ کھیلنا خیر کوئی بات نہیں اگر چاندنی رات ہو تو پھر بڑے مزے کی بات ہے کیونکہ چاندنی رات کو بھی کرکٹ سے جذبہ شوق کو تسکین دینے کیلئے اوارہ لڑکوں کو میدانوں میں مُنڈ لاتے ہوئے دیکھنے میں آتے ہیں جب بھی ملک کی کسی شہر میں ملکی یا بین الاقوامی کرکٹ کھیلا جا رہا ہو تو پورے ملک میں بچے جوان اور بوڑھے چاہے نارینہ ہو یا زنانہ ایک قیامت برپا کئے ہوئے ہوتے ہیں جابجا کرکٹ کے کھیلاڑیوں کے بارے میں مختلف تبصرے سننے کو ملتے ہیں کرکٹ شروع ہو تے ہی سٹے بازی شروع ہو جاتی ہے اور کرکٹ گراونڈ میں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی تماشائیوں نے اپنا قیمتی وقت اور خون پسینے سے کمایا ہوا پیسہ کھیل دیکھنے کی نذر کر دی کھلاڑی میدان میں اُترتے ہی تالیاں بجنے ،اوازیں کسنے سیٹیاں بجانے شروع ہو جاتی ہیں کسی کو کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی گویا تماشائیوں نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ اِن لوگوں پر جِنّات بیٹھ کر اپنا اختیار کھو چکے ہیں۔قومیت اور وطنیت کے نعروں کی گونج، ناشائستہ اور نازیبا حرکات کو تہذیب اور مروّت سمجھ بیٹھے۔لیلیٰ و مجنون کے جوڑے کو

رنگ رلیوں کا خوب موقعہ ملا نئے نئے فیشن اور ماڈرن لڑکے اور لڑکیوں کو دیکھ کر فاسقوں کی منہ میں پانی بھر آیا کرکٹ ٹیم کا یہ دورانیہ زندگی کی حسین لمحات میں شمار کیا گیا بیرون ملک سے آئی ہوئے کرکٹ ٹیم کی یادگاروں نے دِل کی تختی پر نقش چھوڑ کر کے چلے گئے۔

سٹے بازوں اور قمار بازوں کا بازار سج گیا کسی نے تو خوب دولت کمائی اور کسی نے اپنی تمام عمر کی جمع پونجی کو آگ لگا کر (تن پر نہیں لتّا مسی مَلے البتہ ،)یعنی پہننے اور جسم کو ڈھانپنے کیلئے تو پھٹا پرانا کپڑا بھی میسّر نہیں جبکہ خوبصورتی کیلئے قیمتی کریم پاوڈر استعمال کرتے ہو، جیسے خالی ہاتھ ناکام ونامراد واپس چلے گئے ۔کسی چیز سے محبت انسان کو اندھا کر دیتا ہے جو رقم اس جواری نے لٹادی اس پر اپنے بچوں کا پیٹ ایک دو روز پال سکتا تھا ۔کرکٹ کی محبت نے تنگی کا ناچ نچا دیا یعنے پریشان حالی کا مصداق بنا اور مایوس ہو کر زندگی سے دل بھر گیا آخر کار اپنی قیمتی جان کا دشمن ہو گیا اور زہر پی کر خود کُشی کر لی۔

اس پر ضرب مومن اخبار کا ایک رپورٹ یاد آیا جس میں ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اسلم نامی شخص جو کہ ضلع جھنگ سٹی تھانہ کا رہائشی تھا ساٹھ سال کی عمر میں کرکٹ میچوں پر جُوا لگاتا تھا کبھی جیت اور کبھی ہار کا معاملہ چلتا تھا ایک مرتبہ پاکستان اور ہندوستان کا میچ ہو رہا تھا اسلم کا خیال تھا کہ پاکستان یہ میچ جیتے گا لیکن تقدیر نے ساتھ نہ دی اور یہ میچ پاکستان ہار گیا جس کے نتیجے میں اسلم نے ایک کثیر رقم سے ہاتھ دھو بیٹھا اس پر نا اُمیدی کا غلبہ ہوا اور مایوسی کی عالَم میں زہر پی کر خود کشی کر لی یہ صرف اسلم کی بات نہیں بلکہ اسلم جیسے لوگوں کی سینکڑوں لوگوں کی مثالیں ملتی ہیں ۔سرکار کو اس سارے معاملے کا علم

ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے بجائے اس کی سرپرستی کرتے ہیں کیونکہ منع کرنے اور سرپرستی نہ کرنے سے سرکار سے مغرب کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔ پھر کیسے زندہ بچیں گے ڈالر کیسے ملیں گے یہ تو اپنے پاوں پر کھلاڑی مارنے کا مترادف ہے بالفاظ دیگر اپنے لئے خود قبر کھودنا ہے اور ایسے میں یہ خطرہ کوئی بھی مول نہیں لے سکتا۔ اب جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں تو ٹونٹی ٹونٹی ۲۰۱۵ء کا عالمی کپ ٹورنامنٹ جاری ہے پاکستان نے سری لنکا سے اپنا میچ جیت لیا ہے اس موقعہ پر اللہ جانے کہ سٹے بازوں کا کیا حال ہوگا۔ اس سے پہلے اسی سال ورلڈ کپ کے بعد پاکستان کرکٹ بورڈ نے زمبابوے ٹیم کی منّت سماجت کر کے پاکستان کے شہر لاہور کو ایسے حال میں مدعو کیا کہ (بقول ان کے) دہشت گردی کے درپیش خطرات کا بھرپور اندیشہ تھا جس کے حفاظت کیلئے فوج کی بھاری نفری کو تعینات کر کے لاہور کے شہریوں کی زندگی کو اجیرن کر کے غیر معمولی متأثر کر دی گئی۔

کرکٹ کھیل کی حرمت تو اپنی جگہ لیکن تماشائیوں نے سٹے بازی کا جو میلہ جما رکھا ہوتا ہے اُس کی حُرمت الگ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا اِنَّمَا الخَمرُ وَالمَیسِرُ وَالاَنصَابُ وَالاَزلَامُ رِجسٌ مِن عَمَلِ الشیطٰن فَاجتَنِبُوۡہُ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ۔ اِنَّمَا یُرِیدُ الشَیطٰنُ اَن یُوقِعَ بَینَکُمُ العَدَاوَۃَ وَالبَغضَاءَ فِی الخَمرِ وَالمَیسِرِ وَیَصُدَّکُم عَن ذِکرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَلوٰۃِ فَھَل اَنتُم مُنتَھُونَ (سورۃ المائدہ ۹۰،۹۱)

ترجمہ، اے ایمان والو بیشک شراب (نوشی) اور جوابازی، اور بُت پرستی، اور تیروں کے

ذریعے اپنی قسمت معلوم کرنا، (پانسے) شیطانی پلیدی میں سے ہے سو اس سے بچ رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔ بیشک شیطان تمہارے درمیان دشمنی عداوت اور بُغض ڈالنا چاہتا ہے ،شراب (نوشی) اور جوا بازی کے ذریعے سے اور تا کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے روکے رکھے پس تم کو چاہیئے کہ (ان بُرے اعمال سے) منع ہو جاو۔

جوا (قمار) جو کہ نماز اور ذکر الٰہی سے روکنے اور آپس کی عداوت پیدا کرنی والی چیزیں ہیں اور مالی نقصانات اُٹھانے کا سبب ہے اور لوگوں کے درمیان جھگڑوں اور فسادات کا سر چشمہ ہے اوپر سے الگ کرکٹ کا گناہ، حرام در حرام ہے کیونکہ کرکٹ صرف اور صرف محض جسمانی ورزش کی غرض سے تو نہیں کھیلا جاتا ہے بلکہ درج بالا گناہوں کا اصل جڑ ہے ۔

پاکستانی کھلاڑی معین خان ۲۰۱۵ء میں بیرون ملک کسینو (جوا کھیلنے اور شراب نوشی کا مرکز) میں جا کر کیا کر رہے تھے جس کے حقائق کو چھپا کر منظر عام پر نہیں لائے گئے۔ بہر حال کرکٹ ایک جادوئی اثرات کا حامل کھیل ہے جس نے ساری دنیا کو دیوانہ بنا کر ایک وبائی شکل اختیار کیا ہے۔

اور کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کرکٹ سے اتنی محبت کیوں؟ اس سوال کا جواب اسان اور عام فہم ہے وہ یہ کہ کرکٹ کی ابتداء اور ایجاد کفری ممالک نے کی اور جو کھیل کفری ممالک کرے تو فی البدیہہ اُس کھیل سے والہانہ محبت مسلمانوں کی دلوں میں گھر کر جاتا ہے ۔واضح ہو کہ فرانسیسیوں کا دعویٰ ہے کہ کرکٹ ہماری ایجاد ہے اور آج سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے شمالی فرانس میں کرکٹ کھیل مروّج تھا اُس زمانے میں کرکٹ پُرانے اور قدیم

اصول کے مطابق کھیلا جاتا تھا جبکہ جدید اور نئے اصول کے مطابق پہلا کھیل ۱۸۶۴ء میں پیرس کرکٹ کلب میں کھیلا گیا جس کا ریکارڈ اب بھی موجود ہے۔

اس کے بعد انگلستان والوں نے یہ کھیل فرانسیسیوں سے سیکھا اور اپنے ملک انگلستان میں مروّج کیا۔لیکن انگلستان والے فرانس کے اس دعویٰ کو سختی سے مسترد کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ کرکٹ کھیل ہماری ایجاد ہے اور دنیا میں کرکٹ کا ہنگامہ ہمارا کار نامہ ہے اب تک اِن دعووں کو پایہ ثبوت تک نہیں پہنچایا جاسکا کہ کرکٹ اِن دونوں ملکوں میں سے کس کی ایجاد ہے۔ بہر تقدیر کرکٹ کا ایجاد جس ملک نے بھی کی ہو غیر مسلم اور کافر ہیں اور مسلمانوں نے غیر مسلموں کی تقلید کر کے کرکٹ کو اپنا فریضہ سمجھا اس کرکٹ نے دنیا میں تہلکہ مچادیا اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے بہت سارے نقصانات ہیں کرکٹ کھیلاڑیوں کے بیرونِ ملک آمد ورفت نے اخلاقی حدود کو پار کیا اور مغرب والوں کی مغربی کلچر کو قریب سے دیکھا اور عملی بھی کیا بیرونِ ملک کی لوگوں کی شریعت سے آزادی لادینی ماحول اسلام دشمنوں سے دوستی اور محبت نے ہمارے پاکستانی نوجوانوں کو عورتوں کی جال میں پھنسا کر اپنے مقاصد کا شکار کیا اہل کتاب سے نکاح کا جواز قرآن وسنّت سے نکال کر کے جمائمہ خان (عمران خان کی سابقہ بیوی) عمران خان کو اور کسینو قمار خانہ معین خان کو تحفے میں ملا۔

اسی طرح مغربی اخلاق واقدار کا حامل غیر ملکی کرکٹ ٹیم پاکستان آکر مہلک جراثیم گلاب جامن اور سموسوں کی شکل میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جس کی جُدائی میں ہمارے نوجوان گُنگُناتے ہوئے بے اختیار کہتے ہیں، مجھے چھوڑ کے مت جاو برسات کا موسم ہے،

پاکستان کرکٹ بورڈ جتنی رقم کرکٹ اور اس کے لوازمات پر خرچ کرتا ہے یہ پاکستانی نادار اور غریب خاندانوں کو خود کفیل بنا سکتا ہے اور ایک دو وقت کی روٹی میسّر ہونے کے علاوہ ہسپتالوں میں پڑے لاچار بے یارو مددگار جو زندگی کی بھیک مانگتے ہیں کی ضروریات وغیرہ کو پورا کر سکتا ہے۔ اور اس طرح خوش حال اور پُر سکون معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ کرکٹ میں مشغول خُدا سے لاتعلق اور عبادات میں کوتاہی اور غفلت نے ہر طرف راج قائم کیا ہوا ہے۔

صحافت اور اسلام دشمنی

کسی بھی قوم و مذہب کی تہذیب وتمدّن کو اُجاگر کرنے کیلئے صحافت سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، دین و مذہب کی نشونما اور اشاعت کو موثر طور پر اثر پذیری کیلئے صحافت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ،عوامی اور علمی حلقوں میں حمایت اور توجہ حاصل کرنے کیلئے ایک زبردست آلے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔مفید پروپیگنڈہ پھیلانے کیلئے اہم ذریعہ ہے اور مخالف پروپیگنڈوں کا توڑ اسی کے ذریعے ممکن ہے، صحافت کو نظریاتی جنگ میں بڑا مقام حاصل ہے۔اس وجہ سے تمام اقوام نے اپنی مرکزی توجہ صحافت پر مرکوز کی اور اپنی کامیابی کی اُمیدیں صحافت سے وابستہ کیئے ہوئے ہیں اس طرح صحافت کی یہ منافقانہ بادشاہت دنیا میں قائم ہے اور اس کو لوگ اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔

صحافت کی اہمیت اور جادوئی اثر کو یہود نے ایک طاقتور آلے کے طور پر اپنے مفاد میں استعمال کیا اور یہود کے خفیہ پروٹوکول نمبر۲ اور پروٹوکول نمبر۱۲ میں اس کے اہمیت وضرورت پر حد سے بڑھ کر زور دیا گیا ہے جس کے چند اہم نکات پیش خدمت ہیں۔

یہ پریس ہی تو ہے کہ جس کے ذریعے آزادی تقریر کا عملی اظہار ہوتا ہے غیر یہودی ریاستیں چونکہ اس طاقتور حربے کے استعمال سے بے بہرہ ہیں لہٰذا یہ طاقت کلّی طور پر ہمارے ہاتھ آچکی ہے پریس کی وجہ سے ہم خود پسِ پردہ رہ کر غیر یہودیوں پر اثر انداز ہوسکتے ہیں پریس ان جذبات کو اُبھارتا ہے جو مقاصد کی تکمیل کیلئے ضروری ہوتے ہیں یا پھر سیاسی پارٹیوں کی خودغرضانہ مقاصد کو پورا کرتا ہے یہ اکثر و بیشتر بے مغز بے انصاف اور جھوٹا ہوتا ہے لیکن ہم

اس کے منہ میں گھس کر لگام لگا دیں گے اور بھرپور طریقے سے قابو میں رکھیں گے۔صرف وہ لوگ صحافت میں کام کریں گے جو ماضی میں کسی شرمناک واقعے سے اس کا دامن داغدار ہو۔اگر تمام نہیں تو زیادہ تر اخبار رسالے اور خبر رسان ادارے یہودیوں کی ملکیت ہوگی اور کسی بھی اخبار رسالہ وغیرہ کو یہودی حکومت کے خلاف بولنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔اخبار رسالے اور خبر رساں ادارے حکومت کے صرف اس کاموں پر اعتراض کریگی جس کو ہم پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت ہٹانے کا ارادہ رکھتے ہوں اور باقی سارے ادارے ہمارے مفاد میں بات کریں گے اس مقصد کی تکمیل کی وجہ سے ہم صحافیوں کو اخباری ملیشا بھی کہہ سکتے ہیں صرف ان اخبارات ورسائل کو اہمیت وفوقیت ہوگی جو ہمارے ملکیت یا ہمارے زیر اثر ہو۔

صحافت کی اس طاقت کو مجاہدین اسلام کے حق میں مخالف سرگرمی کیلئے آلے کے طور پر اور مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کیلئے استعمال کیا گیا۔مسلمانوں کی کثیر تعداد ایسی ہے جنہوں نے مجاہدین کو قریب سے نہیں دیکھا اور نہ ہی مجاہدین نے ان کو کوئی نقصان پہنچایا ہے پھر بھی مجاہدین سے نفرت کرتے ہیں، یہ میڈیا کی نشتر کا کمال ہے کہ عوامی سطح پر لوگوں کو نفرت پر اُبھارا جاتا ہے تا کہ لوگوں کے دلوں میں مجاہدین سے ہمدردی نہ رہے اور مجاہدین کے حوصلہ شکنی ہو۔مجاہدین کی جائز اور قابل سماعت موقف کو میڈیا پر نشر کرنے کی پابندی ہے مگر ۹ اگست ۲۰۱۵ء کو ضلع قصور لاہور کے چھ بدقماش اور دوسو اسی بچوں سے لواطت کرنے اور اس گھناؤنی جرم کے چارسو سے زائد فحش ویڈیو بنانے والوں کو بیان صفائی کا حق دلوایا گیا

اوراس بیان صفائی کو عالمی میڈیا پر نشر بھی کیا گیا کیونکہ وہ لوگ مجاہدین نہیں تھے بلکہ لواطت جیسے شرمناک قبیح فعل کے مرتکب تھے ۔

اس مقصد کیلئے مجاہدین کے خلاف جھوٹ پر مبنی حقائق سے دور منفی پروپیگنڈے میڈیا کے توسط سے پھیلاے جاتے ہیں تاکہ اسلام کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکا جاسکے۔

جھوٹ اور منفی پروپیگنڈے کفار کی نئی چال نہیں بلکہ انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام کو بھی ایسے مکروہ طبقہ کفر سے سامنا کرنا پڑا تھا۔گذشتہ زمانے میں مسلمانوں کے خلاف زبانی پروپیگنڈوں سے کام لیا جاتا تھا جبکہ آج کے زمانے میں مخالف میڈیا جدید وسائل سے لیس ہوکر صحافت کی توسط سے میدان جنگ میں جھوٹے اور ناکارہ افواہیں پھیلاتے ہیں۔اور سادہ لوح مسلمانوں کی اذہان میں مجاہدین کے متعلق تشویش اور تردّد پیدا کیا جاتا ہے۔

آج مسلمانوں کے خلاف موجودہ منفی پروپیگنڈے ولید ابن مغیرہ مخزومی کے اسلام مخالف پروپیگنڈوں کا تسلسل ہے ولید ابن مغیرہ نے بڑے غور اور تدبّر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایک پروپیگنڈا مہم جاری کیا۔جب رسول اللہ ﷺ نے توحید الٰہی کی دعوت دینا شروع کیا لوگوں نے اسلام میں مٹھاس اور سکون قلبی محسوس کیا اس وجہ سے مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا اور حوصلوں کو تقویت مل رہی تھی یہ بات کفار کو ناقابل برداشت تھی تو دیگر کفار ولید ابن مغیرہ کے پاس آے اور کہا کہ ذرا بتاو کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور طاقت میں جو اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے اس کو ہم کیسے روک سکتے ہیں ولید نے جو جواب دیا ان کے نزدیک یہ دشمنی پر مبنی سخت موقف اور مہلک ترین پروپیگنڈا تھا اللہ تعالیٰ

نے اس مکروہ چال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنّـہُ فکّرَوَقدّرَ(۱۸)فَقُتِلَ کَیفَ قَدّرَ(۱۹)ثُمَّ قُتِلَ کَیف قَدّرَ(۲۰)ثُمَّ نَظرَ(۲۱)ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ(۲۲)ثُمَّ أَدُبرَوَاسُتکبرَ(۲۳)فَقَالَ اِنُ ھَذَاِلّا سِحرُیؤُ ثَر(۲٤)اِنُ ھٰذَاِلّا قَول

َالبَشَر(۲٥) سورۃ المدثر۔

ترجمہ،اُس نے فکر کیا اور دِل میں ٹھہرالیا،سو مارا جاوے کیسا ٹھہرایا،پھر مارا جاوے کیسا ٹھہرایا ،پھر نگاہ کی،پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا(تُرش روہوا) پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا،پھر بولا اُور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا،اُور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے ادمی کا۔یعنی بد بخت نے دل میں سوچ کر ایک بات تجویز کی کہ قرآن جادو ہے خدا غارت کرے کیسی مہمل تجویز کی پھر خدا غارت کرے کہ اپنی قوم کے جذبات کے لحاظ سے کیسی برمحل تجویز نکالی جس کو سُن کر خوش ہو جائیں۔ یعنی مجمع پر نظر ڈالی خوب منہ بنایا تاکہ دیکھنے والے سمجھے کہ اس کو قرآن سے بہت ہی کراہت اور انقباض ہے پھر پیٹھ پھیرلی گویا بہت ہی قابل نفرت چیز کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہے (ماخوذ از تفسیر عثمانی)۔

جب بھی مشرکین عرب کا کوئی جھوٹا پروپیگنڈا ناکام ہوتا تو دوسرا پروپیگنڈا شروع کردیتا جیسے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ شاعر،کاہن اور مجنون ہے وغیرہ جیسے مذموم القابات سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے ضرب المثل ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد اس بنا پر کفار نے اپنے پروپیگنڈوں میں تضاد بیانی کی طرف توجہ نہیں دی اس طرح ایک پروپیگنڈا

دوسرے پروپیگنڈے کی تکذیب کرتا تھا یہ معاندانہ اور منفی پروپیگنڈے سُن کر آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پریشان ہو جایا کرتے تھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مؤمنوں کی یہ پریشانی دور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

لئن لَم یَنتَہِ المُنَا فِقُون وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِھِم مَرَض وَالمُرجِفُون فِی المَدِینَۃِ لَنُغرِیَنَّکَ بِھِم ثُمَّ لَا یُجَا وِرُونَکَ اِلّا قَلِیلاً (سورۃالاحزاب ٦٠)

ترجمہ، البتہ اگر باز نہ آے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے، اور جھوٹے خبریں اُڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگادیں گےتم کواُن کی پیچھے پھر نہ رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اُس شہر میں مگر تھوڑے دنوں، یہ غالبًا یہود ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جھوٹے خبریں اُڑا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کیا کرتے تھے اور ممکن ہے کہ منافق ہی مراد ہوں، اگر یہ اپنے حرکات سے باز نہ آے تو ہم آپ ﷺ کو ان پر مسلط کردیں گے۔
(ماخوذ از تفسیر عثمانی)۔

اسی طرح کعب ابن اشرف یہودی جو مسلمانوں کے صف اول کا دشمن تھا ۔مسلمانوں کو کمزور کرنے اور لوگوں کو اسلام کی شرف قبولیت کی سعادت سے محروم رکھنے کیلئے ایک عجیب وغریب پروپیگنڈا کیا کہ اپنے زیر اثر والوں سے کہا کہ دن کے آغاز میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرو اور دن کے آخر میں اس دین سے منکر ہو کر کافر ہو جاو اس طرح دین اسلام کی کراہیت اور منحوسیت کا تاثر دیا جاے گا اور یہ بھانہ پیش کیا جاے گا کہ ہمارے بڑے بڑے علماء نے بتایا کہ اسلام حق دین نہیں ورنہ ہم نے تو اسلام کو قبول کیا تھا اس طرح

دوسرے لوگ تم کو دیکھ کر اسلام سے منحرف ہو جائیں گے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِن اَهْلِ الْكِتَابِ أمِنُوا بِالَّذِي اُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ أمَنُوا وَجْهَ النَهَارِ وَاكْفُرُوا أخِرَه لَعَلّهُم يَرجِعُون،(سورة آل عمران)

ترجمہ،اور کہا بعض اہل کتاب نے کہ مان لو جو کچھ نازل ہوا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاوا خر دن میں شاید وہ پھر جاوے۔(بحوالہ تفسیر قرطبی)

اللہ تعالیٰ نے یہود کی دشمنی اور معاندانہ چالیں مسلمانوں پر واضح فرمائی تا کہ مسلمان ہوشیار اور یہود کی سازشوں سے محفوظ رہ سکے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ ثابت فرمایا اور آپ ﷺ کی زندگی ہی میں تمام یہودیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال پھینک دئے گئے۔اس جلاوطنی اور دیگر نقصانات کی بڑی وجہ یہی منفی پروپیگنڈے تھے جو یہود قبائل کو غارت کرتے چلے گئے ۔موجودہ دَور میں سابقہ منصوبوں پر نئ انداز اور نئے زاویوں سے مؤثر ترین وسائل کو بروے کار لاتے ہوئے اہل مغرب نے قابل تعجب پروپیگنڈوں کا انتخاب کیا۔جس میں سوات سے تعلق رکھنی والی ملالہ یوسفزئی کا کردار بھی کعب ابن اشرف کی عکّاسی کرتی ہوئی سابقہ منصوبوں کی ایک نئ کڑی ہے وہ کہتی ہے کہ سب سے پکی مسلمان تو میں تھی۔

اس کا قصہ یوں ہے کہ ۲۰۰۸ءمیں بی بی سی اردو سروس کے نمائندوں عامر احمد حان اور عبدالحئی کاکڑ اور دیگر دوسرے ساتھیوں نے سوات میں طالبان کی بڑھتے ہوئے اثرات کو معلوم کرنے کیلئے بطور جاسوس ایک لڑکی کو تلاش کرنے کی مہم شروع کی بے شمار

لڑکیوں سے رابطے کیے گئے مگر لڑکیوں کے والدین نے طالبان سے خوف کا بہانہ بنا کر بات ٹال دی آخر کار ملالہ یوسفزئی ہاتھ لگی ملالہ یوسفزئی نے ایسے والدین کی گود میں پرورش پائی تھی جو کہ روشن خیال مغرب پرست اور سیکولر تھے ملالہ کو مغربی خدمات کیلئے پیش کیا گل مکئی جو کہ ملالہ کا جعلی نام تھا کے نام سے کام شروع کیا اس وقت ملالہ چھوٹی عمر کی تھی اور اچھی اور بُری چیز میں تمیز نہیں کر سکتی تھی مگر ملالہ کے والد ضیاء الدین طالبان کے خلاف مغربی میڈیا کیلئے جاسوسی کرتا رہا اور سوات میں گل مکئی کے جعلی نام سے اطلاعات دیتے رہے یہ اطلاعات زیادہ تر سکول اور تعلیمی صورت حال کے بارے میں تھی لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں طالبان کے موقف کو غلط اور منفی انداز میں پیش کیا تا کہ مغربی درندوں کو طالبان کے بارے میں علم ہو جائے اور مغرب کو طالبان دشمنی پر امادہ کیا جاے جس کے نتیجہ میں حکومت پاکستان کو طالبان خلاف اقدامات کرنے پر مجبور کیا جاوے اس لئے یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ میڈیا پروپیگنڈے جاسوسی کا دوسرا نام ہے اس مقصد کیلئے وقتاً فوقتاً رپورٹیں دیتی رہی تین جنوری ۲۰۰۹ء چوبیس جنوری ۲۰۰۹ء اور نو مارچ ۲۰۰۹ء کی رپورٹوں نے بہت مقبولیت حاصل کی ۔جس میں طالبان کو تعلیم مخالف اور علاقے میں لوگوں کو طالبان سے متنفّر ظاہر کیا گیا تھا، پہلے تو ملالہ کو ڈاکٹر بننے کا ارادہ تھا مگر بی بی سی سے تعلق نے زندگی کا کایا پلٹ دیا اور ڈاکٹر بننے کے بجاے سیاست کے میدان میں قدم رکھنے پر مجبور ہوئی (بحوالہ ملالہ ویکی پیڈیا بی بی سی اُردو سروس)۔

کیونکہ عالمی شہرت حاصل کرنے کیلئے طبابت کے بجاے سیاست ہی بہترین

ذریعہ ہے سیاست کے میدان میں کمال عروج تک پہنچنے اور بہتر نتائج کی غرض سے تحریک حقوق نسواں کا انتخاب کیا سوشلزم پر یقین رکھنی والی ملالہ نے شہرت اور مغرب کی قدردانی کا یہ سفر بڑی تیزی سے طے کیا ۹ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو ملالہ پر قاتلانہ حملہ ہوا جس کے نتیجے میں زخمی ہوکر ملالہ موت وزیست کی کشمکش میں مبتلاء ہسپتال پہنچا دی گئی ابتدائی علاج معالجہ کے بعد ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء کو برطانیہ منتقل کر کے کوئین الزبتھ ہسپتال میں داخل کی گئی ، صحتمند ہونے کے بعد انگریزوں کے گود میں بیٹھ کر طالبان کے خلاف بولنے لگی اور الزام عائد کیا کہ طالبان تعلیم کے خلاف ہیں اس پر پیگنڈا کو حد درجہ مقبولیت حاصل ہوئی اور دنیا کے تمام میڈیا ذرائع سے اس پروپیگنڈا کی تشہیر کی گئی ۔جس سے ملالہ شہرت اور مقبولیت کے راستے پر گامزن ہوئی اور دنیا کے مشہور ترین اور با اثر اشخاص اور ایسے ہی با اثر مما لک نے ملالہ کی حوصلہ افزائی کیلئے بے شمار انعامات کا اعلان کیا عالمی شہرت یافتہ گلوکاروں نے سازوسرود کے دلکش نغموں میں ملالہ کے کردار کو سراہا اور فلم سازوں نے ملالہ کی زندگی پر فلم بنانے کا عزم ظاہر کیا آخر کار یہ فلم تیار ہوکر تمام دنیا کے سنیما گھروں میں اس کی نمائش کئے گئی ملالہ کی زندگی پر مبنی اس فلم میں علماء حق کی توہین کے ساتھ ساتھ ضیاء الدین یوسفزئی کو لیٹرینوں کی صفائی کرتے ہوئے دکھایا گیا گویا باپ بیٹی دونوں کو عزت کے آڑ میں بے عزت کیا گیا ہے۔

غرض یہ کہ ملالہ نے جس مقصد کی شہرت کیلئے پاپڑ بیل چکی تھی اس میں کامیاب ہوئی امریکی صدر بارک اوباما انجہانی خاتون لارا بش اور بان کیمون جیسے اشخاص سے شہرت میں چند قدم

آگے نکل گئی جبکہ بین الاقوامی سطح پر ملالہ فنڈ اور ملالہ ڈے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

بعض منصف مزاج لوگوں نے ملالہ کی زیر بحث داستان کو امریکی خفیہ ادارے سی آئی اے سے جوڑنے کی کوشش کی اور کہتے ہیں کہ ملالہ سی آئی اے کے ایجنٹ ہے اور سی آئی اے کے اشاروں پر کام کر رہی ہے مگر یہ بات چنداں صحت پر مبنی معلوم نہیں ہوتی (البتہ اس میں شک نہیں کہ ملالہ سی آئی اے کیلئے کام کرتی ہے۔) کیونکہ بی بی سی اُردو سروس کے مطابق تحریک طالبان کے ترجمان نے اس حملہ کی ذمہ داری قبول کی ہے بہر کیف ملالہ کا یہ ڈرامہ اخباروں رسالوں اور میڈیا کی زینت بنی۔

اس موضوع کے بارے میں شیر دل نوجوان اور غیّور مجاہد عدنان رشید یوسفزئی نے ملالہ کے نام ایک خط لکھا اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی یہ خط بہت اہم اور دلچسپ ہے۔حقائق و انکشافات کو بڑے لطیف انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کی بدولت تھوڑا سا غور کرنے کے بعد آنکھیں کھول دیتی ہے جی چاہتا ہے کہ اس خط کو من وعن نقل کروں لیکن طوالت کے خوف سے چند اہم اور چونکا دینے والے وہ نکات قارئین حضرات کی خدمت میں پیش ہے جس میں ملالہ کی جھوٹی پروپیگنڈوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے تو یہ کہ طالبان نے آپ پر اس لئے حملہ نہیں کیا کہ آپ سکول جاتی تھی یا علم سے محبت رکھتی تھی اور نہ ہی طالبان یا مجاہدین مردوں،عورتوں، یا لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف ہیں بلکہ طالبان یہ جانتے تھے کہ آپ دانستہ طور پر (ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت،راقم،)ان کے خلاف لکھتی تھی اور ان کے خلاف نفرت پھیلانے کی مہم شروع کر رکھی تھی

اوران کے خلاف سوات میں اسلامی قانون نافذ کرنے کی کوششوں کو داغدار کررہی تھی اور آپ کی تحاریرا اشتعال دلانے والی تھیں تلوار کی وجہ سے حملہ کیا، کل آپ نے کہا تھا کہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہے تو اُنہوں نے آپ پر کتابوں کی وجہ سے حملہ نہیں کیا بلکہ آپ کے قلم جو تلوار سے سے زیادہ طاقتور ہے حملہ کیا اور یہ طاقتور قلم آپ مجاہدین کے خلاف استعمال کررہی تھی، کیا آپ بتا سکتی ہے کہ سوات میں فلاں سکول وکالج سے لڑکیوں کو منع کیا گیا ہے (جن سکولوں کو بند کیا گیا تھا وہ خراب حالات کی وجہ سے عارضی طور پر بند کیا گیا تھا ایسے میں تو حکومت پاکستان بھی کئی بڑے بڑے مرکزی شہروں میں سکولوں اور کالجوں کو بند کر چکی ہیں)اور بعض سکولوں کو طالبان نے اس وجہ سے نشانہ بنایا کہ ان سکولوں میں حکومت پاکستان اپنی فوج کیلئے ان سکولوں کو فوجی کیمپ میں تبدیل کردی ہے ۱۹۹۴ءسوات مٹہ میں مولانا صوفی محمد کے پہلے انقلاب کے دوران ایف سی کے اہلکار سوات کے تحصیل مٹہ میں سکولوں میں مقیم تھے اوران سکولوں کو فوجی ٹرانزٹ کیمپ کے طور پر استعمال کررہے تھے اسی طرح فاٹا میں بھی پاکستان آرمی اورایف سی اہلکار سکولوں اور کالجوں کو فوجی بیرکوں کے طور پر استعمال کررہے تھے، جوکہ آپ باآسانی معلوم کرسکتی ہے تو جب ایک قابل احترام چیز ایک خطرناک چیز میں بدل جاے تو اس کو ہٹانا پڑتا ہے جو سکولز ان کاموں میں استعمال نہیں ہوئے ان کو طالبان ہاتھ تک نہیں لگاتے۔

قابل حیرت ہے یہ بات کہ کس طرح آپ تعلیم کے بارے میں چیخ رہی ہے آپ اور اقوام متحدہ یہ مکر کررہے ہیں کہ آپ تعلیم کی وجہ سے نشانہ بنی تھیں تاہم اصل وجہ یہ

نہیں دیانت داری سے کام لیجئے تعلیم نہیں بلکہ یہ آپ کا پروپیگنڈا تھا اصل مسئلہ جو آپ کررہی ہے اپنی زبان کو دوسروں کے خلاف استعمال کررہی ہو اگر قلم تلوار سے طاقتور ہے تو زبان تیز تر ہے اور تلوار کا زخم بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا اور جنگوں میں زبان ہتھیار سے زیادہ تباہ کاری پھیلاتی ہے میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ برطانوی قبضے سے پہلے برصغیر بہت تعلیم یافتہ تھا مقامی لوگ انگریز افسروں کو عربی اردو وغیرہ سکھاتے تھے۔

میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ سرٹی بی میکالے نے ۱۸۳۵ءکو برٹش پارلیمنٹ کو ایک خط لکھا کہ مسلمانوں کی نظام تعلیم کو ہٹا کر کس قسم کا تعلیمی نظام درکار ہے، اس نے لکھا کہ ہمیں اس شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایسے لوگ تیار کریں، جو ہمارے اوران لاکھو ں لوگوں کے درمیان مترجم کا کام کریں جن پر ہم حکومت کرتے ہیں، یعنی ایسے لوگوں کے جماعت جو خون ورنگ میں تو ایشین ہومگر اپنے ذوق رائے واخلاق میں باکل برٹش ہو، یہ تھا اور یہ ہے اس نام نہاد نظام تعلیم کا مقصد جس کیلئے آپ مرنے تک تیار ہیں، اور جس کیلئے یو این او آپ کو اپنے آفس میں اُٹھا کر لے گیا تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ایسے لوگ پیدا کریں جو خون سے تو ایشین ہومگر اپنے پسند و ناپسند میں گھٹیا اخلاقی قدروں میں انگلش ہو اور اسی نظام تعلیم کی وجہ سے اوباما جیسے شخص جو کہ بہت لوگوں کا قاتل ہے آپ نے اپنا آئیڈیل بنادیا ۔کیا آپ جانتی ہے؟ کہ سرسید احمد خان جو کہ انڈیا میں انگریزی تعلیم کا بانی اور نشان سمجھا جاتا ہے ایک فری میسن تھا آپ کہتی ہے کہ ایک استاد ایک قلم ایک کتاب دنیا کو بدل سکتی ہے ،ہاں میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں مگر کونسا استاد، کونسا قلم، اور کونسی کتاب ۔ جبکہ ہمارے

پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے کہا تھا کہ میں ایک استاد کے طور پر بھیجا گیا ہوں، اور جو کتاب وہ ہمیں پڑھاتے آئے ہیں وہ قرآن ہے تو صرف ایک عالی مقام اور اعلیٰ روحانی استاد اپنے پیغمبرانہ نصاب سے ہی دنیا کو بدل سکتا ہے نہ کہ شیطانی اور لادینی نصاب تعلیم۔

اس کتاب قران مجید سے یہ لوگ کیوں خوف زدہ ہیں اس لئے کہ اس کتاب میں الٰہی قانون ہے اور طالبان اس قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ یو این او ایسے قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں جو کہ انسان کی بنائی ہوئی کتابوں میں ہے۔ آپ نے انصاف اور برابری کی بات ایک غیر منصف ادارے کے سٹیج پر کھڑی ہو کر کی ہے، اس جگہ پر تمام اقوام برابر نہیں صرف پانچ شاطر ریاستیں ویٹو کا حق رکھتی ہیں، اور باقی تمام ریاستیں کمزور ہیں کئی دفعہ ایسا ہوا کہ تمام دنیا اسرائیل کی مخالف تھی مگر انصاف کا گلا گھونٹنے کیلئے ایک ہی ویٹو کافی تھا۔

آپ نے پولیو ٹیم پر حملے کی بات کی ہے کیا آپ بتا سکتی ہے کہ اُس وقت کی حکومتی فارن سکرٹری جو کہ ایک یہودی ہے نے ۱۹۷۳ء میں کہا تھا کہ تیسرے دنیا کی ۸۰ فیصد آبادی کو ختم کر دو اور مختلف ممالک میں بانجھ پن پیدا کرنے اور جنسی قوت کو کمزور کرنے کے پروگرام یو این او کی چھتری تلے کیوں چل رہی ہے، آپ کیلئے ملالہ ڈے کا اعلان کیا گیا یہ اعلان عافیہ صدیقی اور امریکی ریمنڈ یوس کے ہاتھوں قتل ہونے والے فیضان اور فہیم اور ڈرون حملوں میں شہید ہونے والے ہزاروں کی تعداد میں بے گناہ مردوں عورتوں اور معصوم بچوں کیلئے ملالہ ڈے جیسے دن کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا۔ (ملالہ کے نام خط از عدنان رشید

یوسفزئی)

امریکی سفا کانہ اور غیر انسانی حملوں کی زد میں تو بے شمار کمزور اور ناتواں بچے لقمہ اجل بن چکے ہیں لیکن کوئی تشویش کی بات نہیں کیونکہ ان شہید بچوں اور ایلان کردی کی قسمت ایک جیسے نہیں ایلان کردی نے تو غیر قانونی تارکین وطن والوں کی تقدیر بدل دی جبکہ امریکی اور پاکستانی بمباری اور گولہ باری میں شہید ہونے والوں کے ماں باپ نے صرف آنسو بہائے ایلان کُردی کا واقعہ یہ ہے کہ ستمبر ۲۰۱۵ء میں غیر قانونی تارکین وطن سے پانچ سالہ بچہ ایلان کردی جو کہ ماں باپ کیساتھ بحری راستے سے یورپ جانے کا ہمسفر تھا سمندر کی بے رحم موجوں نے اپنے آغوش میں لے کر ہمیشہ کیلئے ماں باپ سے جدا کر دیا اور پھر کسی جگہ سمندر کے کنارے اس کی اوندھے منہ پڑی لاش ملی اس واقعہ نے سارے دنیا کو جھنجوڑ کر کے رکھ دیا اور بڑے بڑے قانون سازوں کو اپنے جعلی قوانین میں تبدیلی پر مجبور کر دیا کہ غیر قانونی تارکین وطن کیلئے وطن ترک کر دینا قانون ہو گیا مگر ان بے چاروں اور مظلوموں کیلئے جائز قانون بھی نا جائز ہے جو امریکی ڈرون حملوں میں یا پاکستانی جیٹ بمبار طیاروں اور بھاری توپوں کے وزنی اور بے لگام گولوں سے بے گناہ بے خطا بوڑھوں ،عورتوں اور بچوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا ہے کسی بھی ادارے یا ملک نے قوانین میں تبدیلی لانا تو درکنار بلکہ یادداشت قدرے ذکر کرنے کو گوارا تک نہیں کیا۔

حقائق اور انکشافات پر مبنی یہ خط ملالہ تک پہونچایا گیا مگر وہ لوگ جو حق وصداقت کو دیکھنے اور سننے کو گوارا نہیں کرتے باوجود اس کے کہ حق کو پہچانتے بھی ہیں پھر بھی روگردانی

کرتے ہیں کفار کی اس بُری عادت کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارو تعالیٰ نے فرمایا۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عظِيْم(سورة البقره)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔

حق بات کو سمجھتے اور پہچانتے بھی ہے لیکن یہ کفار کے ضد اور ہٹ ڈھرمی ہے کہ ناحق بات پر آڑے رہتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقاً مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ(سورة البقره)

ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (پیغمبر آخر الزماں) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق اُن میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

حق بات پر توجہ دینے کے بجائے لندن فرار ہو کر کفار کی گود میں جا بیٹھی مغرب نے اس کو لائک کیا اور ایسے اسلام متعارف کرانے میں مشغول ہوئی جو کہ دنیا کے تمام کفار کو مقبول ہو۔ اور دنیا کو یہ باور کرانے میں بھی کامیاب ہوئی کہ طالبان تعلیم کے خلاف ہیں، اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی کیلئے کمر بستہ ہوئی سیاہ فاموں کے حقوق کیلئے کام کرنے والا نیلسن منڈیلا کو اپنا آئیڈل قرار دیا۔ اسلام سے مرتد ہو کر محبت بھرے قیمتی انعامات ملے اور اقوام

متحدہ کے ہیڈ کوارٹر میں تقریر کرنے کا اعزاز بھی ملا امریکی صدر اوباما سمیت دیگر بڑے بڑے کفری اداروں کے سربراہوں نے ملالہ سے خوشی کا اظہار کیا نو بالغ ملالہ نے جذباتی ہوکر شیطانی الہ کاروں کو گلے ملا کر شیطانی خواہش کو ٹھنڈا کیا اور تمام غیّور پاکستانی قوم کو شرمندہ کر کے اسلامی معاشرہ پر ایک بدنُما داغ چھوڑ گئی جس سے پاکستانیوں کی آنکھیں شرم کے مارے جھکنے پر مجبور ہوئیں۔اس طرح مغربی میڈیا کو مسلمانوں کے خلاف کافی مواد مل گیا اور انٹرنیشنل سطح پر اس کیلئے پروپیگنڈا کیا گیا۔اب آپ یہ بھی نوٹ فرمائیں کہ اسلام اور کفر کے درمیاں زمین و آسمان کا فرق ہے اور کسی مسلمان سے کافر کا خوش ہو جانا ناممکن ہے مگر یہ کہ مسلمان اپنے دین ومذہب کو خیر باد کہدے تب کہیں جا کر کفار خوش ہوسکتے ہیں ہمارا یہ دعویٰ قرآن کا دعویٰ ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے،وَلَن تَرضیٰ عَنكَ اليَهُودُ وَلَنّ النّصَارىٰ حَتّیَٰ تَتّبِعَ مِلّتَهُم قُل اِنَّ هُدَاللهِ هُوالهُدىٰ وَلَئِنِ اتَّبعتَ اَهوَاءَ هُم بَعدَالَّذِی جَاءَ كَ مِنَ الْعِلمَ مَالَكَ مِنَ اللهِ مِنّ وَلِّی وَلَا نَصِير (سورة البقره)

ترجمہ۔اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہواُن کی دین کا،تو کہدے جو راہ اللہ بتلاے وہ راہ سیدھی ہے۔اگر بالفرض تو علم کے باوجود جو تم کو پہنچا ہے تابع داری کرے اُن کی خواہشوں کی تو اللہ کے سِوا تیرا کوئی دوست اور حمایت کرنے والا نہیں۔

لہٰذا ان سے موافقت اور خوشی کی امید رکھنا فضول ہے جب یہود ونصاریٰ کی خوشی ان کے دین کو قبول کرنے میں پوشیدہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے پھر بھی ملالہ

یوسفزئی سے مغربی دجّال خوش ہیں تو یہ بات خود بخود ثابت ہوئی کہ ملالہ کو اپنا دین و مذہب اسلام چھوڑنا پڑا ہے اس لئے اپنے بزرگواروں سے داد تحسین وصول کر رہی ہے۔

مغرب نے مسلمانوں کو نرغے میں لئے ہوئے ہر جانب سے محاذیں کھول رکھے ہیں جہاں بھی دیکھو مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں زمین تو پہلے سے تنگ تھی اب خلاء میں بھی کفار کا راج چلتا ہے، اور شعبہ صحافت کی توسط سے شائع ہونے والے پروپیگنڈے تیز دھارے کی طرح مسلمانوں کے گلے کاٹ رہے ہیں اور یہ بے چارہ مسلمان عاجزی اور مسکینی کی سی صورت میں احساس کمتری کا شکار مریض بسترِ مرگ پر پڑا آخری سانس لے رہا ہے۔

آج بھی اگر مسلمان ہمت اور مضبوط ارادوں کو اپنا شیوہ بنائے تو وہی امداد جو آپ ﷺ اور دیگر صحابہ کرامؓ کے ساتھ شامل حال تھی آج کے مسلمانوں کے ساتھ بھی ممکن اور یقینی متوقع ہے۔

استشراق

استشراق عربی زبان کا کلمہ ہے اوراس کا مقصد و معنیٰ ہے شرق شناسی یعنی اہل مشرق کے دین ومذہب عقائد وافکار کو صحیح طور پر جاننا اور علمی عبور حاصل کرنا۔استشراق کی مزید تعریف کرتے ہوئے ماہرین کا کہنا ہے۔طلب الشرق ،ولیس طلب الشرق سویٰ طلب علوم الشرق و ادابه ولغاته و ادیانه (مازن بن صلاح مطبقانی)

ترجمہ،استشراق سے مراد مشرق کو طلب کرنا ،محض مشرق طلبی نہیں بلکہ مشرقی علوم آداب لغات اورادیان کو طلب کرنا اور سمجھنا۔جبکہ اہل مغرب اس کو نور اور ہدایت کے معنیٰ میں لیتے ہیں۔تاکہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اُور اور دکھانے کے اُور کا مصداق بن کر سادہ لوحوں کو فریبی جال میں شکار کرسکے،اورتا کہ اہل مشرق والوں کے دین ومذہب پر مکمل عبور حاصل کرنے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جس کے توسط سے اس دین ومذہب کے اندر ایسے موضوعات کو نشانہ بنایا جائے کہ اس کے ناممکن اور غلط تعبیر کو ممکن اور صحیح متعارف کرایا جائے۔

جس طرح کہ گذشتہ صفحات میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ کفار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ سازی میں مصروف ہیں اوران منصوبوں میں ابلیس شیطان اپنے کارندوں کے ساتھ مدد اور تعاون کرنے میں شریک اوران کو ابلیسی رہنمائی حاصل ہے ان تدابیر میں سے ایک بڑی اور حد درجہ خطرناک تدبیر استشراق کا ہے کیونکہ استشراق سے مقصد یہ ہے کہ دین اسلام اور مسلمانوں کے عقائد صحیحہ میں کمزوری پیدا کی جائے دین اسلام کے

احکامات پر پابندی کو غیر ضروری اور غیر موثر اور دیگر ادیان سے ہم آہنگ باہمی موافقت ایک دوسرے سے روا داری کے طور پر ظاہر کیا جائے تا کہ مسلمانوں کے دلوں میں کفر سے جو نفرت ہے اس کو محبت باہمی معاونت میں تبدیل کر کے تمام دنیا کو گلوبل ویلیج بنایا جائے اور اسلامی مذہب وعقیدہ صحیحہ کو تحلیل کیا جائے جس کے نتیجے میں نام نہاد اعتدال پسند روشن خیال اور کفار سے باہمی زندگی گزارنے کی صلاحیت رکھنے والے مسلمانوں کو سامنے لایا جائے درجہ بالا کفری مقاصد میں کامیابی کیلئے استشراق کا طریقہ کار بہت مفید اور کار آمد ہے اس طریقہ کار سے مسلمان جلد اور بلا تأمل گمراہ ہوسکتا ہے کیونکہ ایک ایسا شخص جس نے اسلامی علوم پر مکمل عبور حاصل کیا ہو اور معاشرہ میں ایک دینی عالم کے نام سے پہچانا گیا ہو۔ دینی عالم ہونے کی وجہ سے یہ مسلمانوں کے درمیان اعتماد پیدا کرتا ہے اور لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہیں اس کے احترام میں اضافہ ہوتا ہے اور بلا دلیل اس کے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اس مستشرق عالم کے مقابلے میں اگر کوئی حق پرست صحیح اسلامی عقائد ونظریات کا ترجمان دینی عالم بات کرتا ہے تو اس کی بات کو رد کیا جاتا ہے اس کے خلاف اس کی شخصیت کو نقصان دینے والے غیر اخلاقی اور غیر مہذب پروپیگنڈے پھیلائے جاتے ہیں تا کہ لوگ اس کی بات پر کان نہ دھرے جب کہ مستشرق نام نہاد عالم کے پس منظر ایک شیطانی قوت کار فرما ہوتی ہے اور اس مستشرق عالم کو منظر عام پر لانے اور اس کے نظریات وافکار کو تشہیر دینے کیلئے سر توڑ کوششیں کی جاتی ہیں تا کہ حقیقی عقائد ونظریات میں لوگوں کو شکوک وشبہات پیدا ہوں اسلام اور دیگر ادیان باطلہ ایک جیسے بہن بھائی متصوّر رہو اور خالص دینی عقائد کے

گھرے اثرات میں کمی واقع ہواس کشمکش کے نتیجے میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں ہر ایک کا دعویٰ ہوتا ہے کہ بس میں حق پر ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہی صحیح ہے اور دوسرے سب غلطی پر ہیں اس کھینچا تانی میں مناظروں کا بازار گرم ہوتا ہے تمام سننے والے اور تماشائی دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں ہر کوئی اپنے پسند کی شخصیت کو کامیاب شمار کرتا ہے کئی مرتبہ فریقین طیش میں آ کر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے ہیں اس استشراقی کارناموں کو فکری ارتداد سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ انہوں نے حق اور باطل کو خلط ملط کیا ہے اور اعمال کو خلط ملط کرنے سے تمام اعمال رائیگاں ہو جاتی ہیں جیسے کہ فرمان الٰہی ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً(١٠٣) الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً(١٠٤)أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنا(سورة الكهف)

ترجمہ: وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔۱۰۴۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اس کے سامنے جانے سے انکار کیا تو ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کیلئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے مستشرقین کے تعارف میں بہترین اور جامع الفاظ میں تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مصر کے اُدباء جن میں عیسائی اہل قلم پیش پیش

رہے ہیں بہت طویل عرصہ سے تشکیک کے مہم میں مصروف ہیں وہ اپنی تحریروں اور ادبی و علمی مباحث کے راستہ سے دینی عقائد تاریخی مسلّمات اسلامی شخصیات اخلاقی قدروں اجتماعی اصولوں اور اخلاق عامہ سب چیزوں کو مشکوک اور نا قابل اعتبار دے رہے ہیں، کبھی وہ یہ کام محض تجدد پسندی کے شوق اور یورپ کے انتہاء پسندانہ تقلید میں کرتے ہیں، کبھی محض شہرت طلبی اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ہر دلعزیز و مقبول ہونے کیلئے اور کبھی تجارتی ذہن کے ساتھ اپنی کتابوں کی اشاعت اور مالی منفعت کے حصول کیلئے، کبھی اس کے پیچھے عجلت پسندی کا شوق ہوتا ہے البتہ عیسائی اُدباء و مصنفین کے مقاصد اس سلسلہ میں زیادہ دور رس واقع ہوئے ہیں ان کا خاص مقصد یہ تھا کہ اسلام کے بارے میں شبہات پیدا کی جائیں اور اس پر اعتماد متزلزل کیا جائے (مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش ص ۱۶۸)

بہت سے قارئین حضرات یہ سوال کریں گے کہ آخر کفار کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی کہ اتنے بڑے پُر مشقّت کام کیلئے کمر بستہ ہوئے اور اس کے پیچھے کونسے محرّکات تھے تو اس کا آسان اور عام فہم جواب یہ ہے کہ جب یہود و نصاریٰ نے اسلام اور مسلمانوں کے طاقت اور قوت کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کے افرادی قوت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، ہر طرف فتوحات کے دروازے کھل رہے ہیں، اور دوسری جانب یہود و نصاریٰ کے وڈیروں، غاصبوں، جاگیرداروں نے مال دولت، املاک پر قبضہ جما رکھا ہے، امیر امیر تر اور غریب غریب ترین ہو رہا ہے، بے چارے عوام احساس محرومی کا شکار بھوک و افلاس سے دست و گریباں مایوسی کے عالم میں زندگی گزار رہے تھے اور ان کے اندر زندگی کی تھوڑی سی

رمق باقی تھی، اچانک نور رسالت ﷺ کی کرن نے ان کی زندگی کے رُخ کو تبدیل کر کے قلب ودماغ کو آرام وسکون کا احساس ہوااور جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے، مسلمانوں کے اس ترقی سے یہود ونصاریٰ خوف ذدہ ہوئے اور چارو نا چار آپس میں سر جوڑ کر پرانے منصوبوں کو نئی عملی جامہ پہنانے کیلئے میدان میں اُترے اور اتنی بڑی محنت اور لگن سے کام کیا کہ اس کا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

کسی بھی صحیح اور سالم دلیل کو توڑ مروڑ کر کے اور بے محل قیاسات کو حجت بنا کر پیش کرنا یقیناً یہود ونصاریٰ کی دیرینہ عادت ہے اور یہ عادت آج موجودہ دور کے کفّار کو اپنے آباء واجداد سے میراث میں ملی ہے اس کے متعلق بعد میں بحث کی جائی گی، بنا بریں پروردگار عالم نے اپنے مومن بندوں کو قدم بقدم کفری چالوں سے آگاہ فرمایا ہے تا کہ مسلمان اس شیطانی جالوں کا شکار نہ بنے چنانچہ فرماتے ہیں۔

وَإِنَّ مِنۡهُمۡ لَفَرِيۡقاً يَلۡوُونَ أَلۡسِنَتَهُم بِالۡكِتَابِ لِتَحۡسَبُوهُ مِنَ الۡكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الۡكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنۡ عِندِ اللّهِ وَمَا هُوَ مِنۡ عِندِ اللّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّهِ الۡكَذِبَ وَهُمۡ يَعۡلَمُونَ (آل عمران)

ترجمہ :اوران (اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تا کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اور (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔

اصل اور حقیقت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں کعب ابن اشرف یہودی اوراس کے ساتھیوں کا نام بار بار آتا ہےاوراس گھناؤنے فعل میں یہودسرِفہرست ہیں امام بغویؒ درج بالا آیت کریمہ کے ترجمہ وتفسیر میں لکھتے ہیں،

یعنی من اھل الکتاب ای طائفة وھم کعب ابن اشرف ومالك ابن صیف وحیی ابن اخطب وابو یاسر وشعبة ابن عمر الشاعر ،یلوون السنتھم بالکتاب ای یعطفون السنتھم بالتحریف والتغیر وھو ما غیّروا من صفّة النبیﷺ وآیة الرجم وغیرُ ذالك ...... انّ الآیة نزلت فی الیھود والنصاریٰ جمیعاً وذالك انّھم حرّفُوا التوراة والاِنجیل والحقوا بکتاب الله ما لیس مِنهُ(تفسیر البغوی)

مقصود یہ ہے کہ اہل کتاب (یہودونصاریٰ) میں سے ایک جماعت ہے جس میں کعب ابن اشرف، مالک ابن صیف، حیی ابن اخطب، ابویاسراورشعبہ ابن عمرشاعر، اپنے زبان کومروڑ مروڑکرتوراۃ میں صفات نبویﷺ اورآیۃ رجم میں تحریف وتغیرکرتے تھےاوریہ آیت یہودو نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہےاس لئے کہ انہوں نے تورات اورانجیل میں تحریف کیااورکتاب اللہ کی طرف وہ چیزیں منسوب کیں جوکتاب اللہ میں سے نہیں ہے۔

تاکہ ان کے زعم باطل میں حق اور باطل آپس میں گھل مل جائے اورحق بات کی پہچان ناممکن ہو یہودونصاریٰ کےاس قبیح عمل کوبھی اللہ تعالیٰ نے بےنقاب اورمستردکرتے ہوئے فرمایا،

وَلَا تَلبِسُواْ الُحَقَّ بِالُبَاطِلِ وَتَکُتُمُواْ الُحَقَّ وَأَنتُم تَعُلَمُونَ(البقرہ)

ترجمہ۔اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بُوجھ کر نہ چھپاؤ

اس ایت کریمہ کے ذیل میں امام بغویؒ لکھتے ہیں،

وقال مقاتل ان الیھود اقرّوا ببعض صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم و کتموا بعضاً لِیُصَدّقوا فی ذالك فقال ولا تلبسوا ،الحق الذی تقرون به بالباطل یعنی بما تکتمونه، بالحق بیانهم ،والباطل کتمانهم (تفسیر البغوی)

امام مقاتلؒ نے کہا ہے کہ یہود نے آپ ﷺ کے بعض صفات پر اقرار کیا اور بعض کو چھپایا (انکار کیا) تاکہ لوگ ان کی تصدیق کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق اور باطل کو مت ملاو اور حق سے مراد بعض صفات النبی ﷺ کی تصدیق ہے اور کتمان سے مراد بعض صفات النبی ﷺ کو چھپانا ہے۔

نظریہ استشراق بنیادی طور پر کافی زمانہ پہلے وجود میں آیا تھا۔جیسا کہ درجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے اہل کتاب کو منع بھی فرمایا تاکہ اہل کتاب کیلئے ہدایت اور مؤمنوں کیلئے عبرت ہو چنانچہ فرمایا۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَاللّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ)٩٨ (قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجاً وَأَنتُمْ شُهَدَاء وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُون(سورة آل عمران)

ترجمہ:۔کہو کہ اے اہلِ کتاب! تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔٩٨۔کہو کہ اے اہلِ کتاب! تم مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے

راستے سے کیوں روکتے ہو؟ اور باوجودیکہ تم اس سے واقف ہو، اس میں کجی نکالتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں (الٰہی احکام اور پیغمبری فرامین میں کجی اور توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں)۔

مگر ہر زمانے میں اس کا طریقہ کار مختلف ہوتا ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ مستشرقین کم وبیش ۹۹۹ء کی پیداوار ہے مگر قرآن وسیرت نبوی میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی کے زمانے میں ایسے لوگ موجود تھے جو حق اور باطل کو گھل مل کرنے کی گھناؤنی سازشوں میں مصروف تھے البتہ مورخین حضرات کا یہ اندازہ کہ مستشرقین دسویں عیسوی صدی کی پیداوار ہے بجا طور پر صحیح ہے مگر فرق صرف یہ ہے کہ انبیاءکرامؑ کے زمانے میں حق اور باطل کو خلط ملط کرنے والے بنیادی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کافر اصلی تھے اور ان کا طریقہ پراگندہ اور غیر منظّم تھا اور آپ ﷺ کے زمانے کے بعد ایک منظّم اور باقاعدہ جماعت کی شکل میں منصوبہ بندی کے تحت اسلام کے خلاف کام کرنے والے مستشرقین کا ظہور ہوا موجودہ حالات کے تناظر میں اگر غور کیا جائے تو شعبہ استشراق کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک وہ دور جس کی بحث ابھی جاری ہے اور دوسرا وہ دور جس کو ہم دورجدید کے نام سے موسوم کرسکتے ہیں اور اس کا ذکر انشاءاللہ بعد میں آئے گا۔

استشراق کا باقاعدہ آغاز

جیر برٹ فرانسیسی ۹۹۹ء میں اور جیراڈ ڈیگریمون ۱۱۷۷ء میں یکے بعد دیگرے علم وہنر کا شہر اندلس آکر اسلامی مدارس میں اثر ونفوذ پیدا کیا علماء ومفسرین ومحدثین حضرات سے علوم اسلامیہ جس میں عقائد اخلاقیات ،عبادات ،اقتصادی اور سیاسی اجتماعی قوانین شامل ہیں کے حصول کیلئے تلمذ اختیار کیا (الاستشراق مصنف ماذن ابن صلاح مطبقانی)

اور علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد اپنے مذموم مقاصد کو سینہ میں چھپائے ہوئے واپس اپنے ملکوں کو چلے گئے اپنے مما لک میں جا کر قرآن وحدیث اور دیگر علوم کو اپنے علاقائی زبانوں میں ترجمہ کیا اس مرحلہ میں کامیابی کے بعد ۱۳۱۲ء کو فرانسیسی پوپ نے مزید پیش رفت کیلئے ایک کمیشن تشکیل دیا اس کمیشن کی ذمہ داری یہ تھی کہ تمام مغربی ملکوں کے مدارس میں دین اسلام کے متعلق معلومات فراہم کرنا اوران مدارس میں عربی زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دینا تھا تا کہ اسلام کے خلاف افرادی قوت کے اعتبار سے بڑا اور مضبوط محاذ کھولا جا سکے ان مقاصد کے تحت بے شمار نئے درسگاہوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور کثرت سے نئی تصانیف کا اہتمام بھی کیا گیا ان تصانیف میں بعض مشہور اہم تصانیف کا ذکر استاد زاھدی احمد زئی بارک اللہ فی عمرہ نے اپنے کتاب الغرو الفکری یعنی فکری جنگ میں کی ہے مارٹن لودر نے ۱۴۰۰ء میں قرآن مجید کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا اور کنفیوژن القرآن نام سے قرآن مجید پر رد لکھنے کا حماقت کیا اس کے بعد اے جے آر بیری نامی ادارہ المعارف جریدی کا باقاعدہ کالم نویس جس میں وہ اسلام کے خلاف کالم نویسی میں مصروف ہے

۔الاسلام الیوم یعنی آج کا اسلام کے نام سے کتاب بھی تصنیف کی ہے یہ کتاب ۱۹۴۳ء میں شائع ہوہوئی مقدمة التاریخ التصوف اس کی مشہور دیگر تصانیف میں سے ہے۔ایچ اے آر گب بھی معاصر مستشرق ہے موصوف ادارۃ المعارف جریدے کا کالم نویس اور الأتجاهات الحديثه فی الاسلام کا مصنّف جو کہ ۱۹۴۷ء میں طبع ہوکر شائع ہوہوئی ۔المذهب المحمدی ،الاسلام والمجتمع الغربی اس کے دیگر تصانیف ہیں اوراس جیسے مستشرقین مصنفین کی ایک لمبی چوڑی فہرست موجود ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام دشمنوں نے کتنے بڑی پیمانے پر اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تگ ودو کی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمان مبلغین اس کو اسلام کی ترقی تصور کررہے تھے اور یہ سمجھنا مشکل تھا کہ یہ منصوبے اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کے عقائد میں تبدیلی لانے اوراسلام کو نئے مغربی سانچے میں فٹ کرنے کیلئے ایک سازش ہے کم وبیش ۱۸۷۰ء میں مسلمانوں پر یہ راز کھل گیا اوراسلامی مبلغین ومفکرین نے مستشرقین کا یہ سیاہ چہرہ بے نقاب کیا لیکن اس وقت مستشرقین پوری قوت وطاقت کے ساتھ اسلامی تہذیب وتمدن پر حملہ آور ہوچکے تھے اور اپنے مضبوط خون خوار پنجوں کو مسلمانوں کے اسلامی عقائد تہذیب وتمدن پر گاڑ چکے تھے جس سے اب تک مسلمان معاشرہ جان بلب ہے۔مستشرقین نے سب سے پہلے دین اسلام کو ایسے مذہب کے طور پر روشناس کرانے کی کوشش کی جس سے یہ ثابت ہو کہ دین اسلام ایک منفرد اور تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کا مدعی نہیں ہے بلکہ دیگر ادیان جیسے مساوی

حقدار ہے۔اور یہ کہ اسلام اور دیگر ادیان اور اس کے پیروکاروں کو ایک ساتھ چلنے پر امادہ کیا جائے۔

اسلام کے بارے میں مستشرقین کی منفی تعبیر، اسی طرح مذہب اور سیاست دو الگ الگ چیزیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کے اندر آج کی جدید ٹکنالوجی کے دور میں یہ طاقت نہیں کہ انسانی زندگی کیلئے کوئی لائحہ عمل تجویز کرے، صد افسوس کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے شب و روز کھاتے پیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہیں آفتاب و مہتاب آب و ہوا شجر و حجر ارض و سماء غرض تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور کوئی اس سے نکل بھی نہیں سکتا سب اس میں زندگی بسر کرتے ہیں اور خود ایک کمزور حقیر قطرہ آب سے پیدا کیا گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بجائے مغربی باداروں کی اطاعت کرتے ہیں، ہماری بلی اور ہم سے میاؤں، یہ کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔لعنت است بریں عقل و دانست کہ شما داری۔

شرعی احکام کی غلط تعبیر

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ مستشرقین قرآن وحدیث کی اصل اور حقیقی تعبیر کو غلط اور فاسد تعبیر میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی اس کا مقصد ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس بات کی بھی وضاحت کی جائے کہ مستشرقین نے قرآن وحدیث کی کونسے احکام کو غلط معنیٰ میں استعمال کرنے کی جسارت کی ہیں اول یہ کہ لفظ اسلام جو کہ ایک حق اور سچ مذہب کا نام ہے اس سے نظریہ جہاد جو کہ دین اسلام اور مسلمانوں کا محافظ ہے مٹانے اور جہاد پر عقیدہ رکھنے والوں کو دنیا میں دہشت گرد متعارف کرانے کے ایک ناکام کوشش میں مصروف ہیں مستشرقین کہتے ہیں کہ اسلام کا معنیٰ امن اور سلامتی ہے اور یہ مسلّم ہے کہ اسلام امن اور عافیت کا مدعی ہے بناء بریں جب کہ اسلام امن کا دعویدار ہے تو پھر کسی قوم وملت والوں کے خلاف لڑنا جائز نہیں کیونکہ یہ لفظ اسلام کے معنیٰ کے خلاف ہے اور یہ کہ لفظ اسلام محض ایک جملہ نہیں بلکہ ایک دین ومذہب کا نام ہے یہ تأویل اگرچہ درست ہے لیکن اس کا اس مقصد میں استعمال جو کہ باطل قوتوں نے کہا ہے حقائق کے خلاف اور مذہب اسلام پر بہتان ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص یا قوم دین اسلام میں داخل ہوا تو اس کی سلامتی دنیا میں یقینی ہے اور اس میں کوئی قید نہیں چاہے وہ اس سے پہلے کسی بھی مذہب وعقیدے کا مالک ہو۔

بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ:

کلمة حق ارید به الباطل یعنی کلمہ تو حق کا ہے لیکن مراد اس سے باطل اخذ کیا گیا ہے

مگر یہ تأویل کہ جو شخص اسلام میں داخل ہوا اور اسلام کی بالا دستی کا مدعی نہ ہو درست نہیں کیونکہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور جو لوگ دین اسلام کے سوا دوسرا دین و مذہب اختیار کریں اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيْنا فلن يُقبل منه وَهُوَ فِيُ الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْن

ترجمہ ؛اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا

اگر مستشرقین کا یہ قول بالفرض وتقدیر صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر جہاد کا وہ فرض عین حکم جو کہ قرآن وسنت اور اتفاق امت سے باتواتر ثابت ہے اس کا کیا تأویل کی جائے گی اس وجہ سے مستشرقین دینی علوم کے بجائے انگریزی اور عصری علوم کی طرف دعوت دیتے ہیں تاکہ مسلم طبقہ اپنے دین و مذہب سے بے خبر رہ کر دھوکے میں ڈالا جاسکے۔

عصری اور دنیاوی علوم کی تحصیل کیلئے قرآن وحدیث سے ناجائز تأویل کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ یہ باور کرایا جائے کہ اسلام نے اس جدید اور عصری علوم کی تحصیل کی طرف ترغیب دی ہے وہ یہ ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقل ربّی زدنی علماً (الأيه) ترجمہ: کہو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

اسی طرح حدیث پاک ﷺ میں ہے:طلب العلم فريضة علىٰ كلّ مسلم و مسلمة (الحديث)

ترجمہ: یعنی طلب علم ہر مسلمان نارینہ اور زنانہ پر فرض ہے۔ مذکورہ قرآن وحدیث سے مراد

دینی علوم ہیں نہ کہ دنیاوی اور عصری جدید علوم اس لئے کہ آپ ﷺ کو دنیا و آخرت میں کامیابی کیلئے رہبر و رہنما مقرر کر کے مبعوث فرمایا گیا چنانچہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی کتاب آپ کے مسائل اور ان کا حل میں تفصیل سے لکھا ہے وہاں مطالعہ کیا جائے۔

الیکشن کمیشن کے مرکزی دفتر کے دیوار پر لکھا گیا ہے أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا امانت اپنے مالکوں کے حوالے کرو یعنی ووٹ ایک امانت ہے ووٹر اپنے پسند کے امیدوار کو ووٹ دینے سے گریز نہ کرے گویا الیکشن کمیشن افسران عوام کو یہ ترغیب دینا چاہتے ہیں کہ ووٹ تمہارے پاس امانت ہے اور اس ووٹ کو اپنے پسند کے امیدوار کے حق میں استعمال کر کے اپنا شرعی فریضہ ادا کیجئے اس مفکورہ میں کئی بڑی غلطیاں ہیں اول یہ کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق کو چھوڑ کر درمیان میں سے صرف وہ حصہ ذکر کیا گیا ہے جس میں امانتوں کی ادائیگی کا حکم ہے اور ماقبل و مابعد آیت کریمہ کو اس لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ یہودی خصلتوں پر پردہ ڈالا جاسکے ہم پوری آیت کریمہ کو ذکر کرتے ہیں تاکہ سب پر واضح ہو کہ یہودیوں کی تقلید سے مجبور ہو کر برائے نام مسلمانوں نے اس آیت کریمہ میں تحریف کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے غیر شرعی مقصد کا جواز نکال کر غلط تعبیر بیان کرنے کی جسارت کیے گئی ہے آیت کریمہ یہ ہے:

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ سَمِيعاً بَصِيرًا (سورہ النساء)

ترجمہ: اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں

میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سنتا اور دیکھتا ہے: یہودیوں میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے اور فصل خصومات میں رشوت وغیرہ کی وجہ سے کسی کی خاطر اور رعایت کر کے خلاف حق حکم دیتے اس لئے مسلمانوں کو ان دونوں باتوں سے اس ایت میں روکا گیا۔ منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے اس سے چھین کر دروازہ کھول دیا آپ ﷺ فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے آپ ﷺ سے درخواست کی یہ کنجی مجھے مل جائے اس پر یہ ایت نازل ہوئی اور کنجی واپس عثمان بن طلحہ کے حوالے کی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

اب حدیث پاک اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ معلوم کرنا بہت بہتر ہوگا کہ اس آیت کریمہ کے کیا معنیٰ ہے چنانچہ تفسیر قرطبی میں امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والأ ظهر فى الآ يه أنّها عامّة فى جميع الناس فهى تتناول الولاة فيما اِليهم من الأمانات فى قسمة الأموال و ردّ الظلا مات والعدل فى الحكومة وهذاِ ختيار الطبریؒ وتتناول من دونهم من الناس فى حفظ الودائع والتحرزفى الشهادات كالر جل يحكم فى نازلة ما ونحوه والصلوة والزكوة وسائر العبادات أ مانة الله تعا لىٰ ورُوى هذ المعنىٰ مرفوعاً من حديث ابن مسعودؓ انّ النبى ﷺ قال القتل فى سبيل الله يكفر الذنوب اِلا الأمانة والأ مانة فى الصلوة والأ مانة فى الصوم والأ مانة فى الحديث وأشدُّ ذالك الودائع ذكره أبو نعيم الحافظ فى

الحلیه وممن قال أنّ الأية عامة فی الجمیع البرّاء بن عازبؓ وابن مسعودؓ وابن عباسؓ واُبیّ بن کعبؓ قالوا الأمانة فی کلّ شیء فی الوضوء والصلوة والزکوٰة والجنابة والصوم والکیل والوزن والودائع وقال بن عباس لم یرخص الله لمعسر ولالموسر ان یمسك الأ مانة وهٰذا اِجماع (تفسیر قرطبی)

ترجمہ: ظاہراس آیت میں یہ ہے کہ یہ عام ہے سارے لوگوں کے بارے میں اورامیروں اور بادشاہوں کوبھی شامل ہے کہ تقسیم مال میں مستحقین کا خیال رکھیں مظالم کو روکے اور حکومت میں عدل قائم کرے اوراختیار کیا اس کوامام طبریؒ نے اس کے علاوہ دیگر علماء نے کہا ہے کہ لوگ امانتوں کی حفاظت کرے اور جھوٹی گواہی سے پرہیز کرے جیسے کوئی شخص کسی واقعہ کے بارے میں فیصلہ کرتا ہواسی طرح نماز روزہ اور دوسری عبادات اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں اور یہ معنیٰ حدیث مرفوع میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہادت کی وجہ سے سارے گناہ معاف ہیں مگر کسی شخص کی امانت معاف نہیں جو اس شہید کے پاس بطور امانت رکھی گئی ہو اور اسی طرح نماز روزہ میں امانت باتوں میں امانت اہم ترین ان میں سے کسی کی امانت ہے ذکر کیا اس کو ابونعیم نے حلیہ میں اور جن لوگوں نے اس ایت کو عام بیان فرمایا ہے برّاء بن عازبؓ عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عباسؓ اور اُبیّ بن کعبؓ انہوں نے فرمایا ہے کہ امانت ہر چیز میں ہے یعنی وضوء نماز میں امانت اور زکوٰۃ اور جنابت میں امانت پیمانہ اور وزن میں امانت اور لوگوں کی امانت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی صاحب مال یا مسکین کو اس بات کی اجازت نہیں دی

ہے کہ مالک کو امانت ادا نہ کرے۔

قال ابو بکرؒ ما أؤ تمن عليه الأ نسان فعلى المؤ تمن عليها ردها اِلى صاحبها :

(احکام القرآن للجصاص)

ترجمہ: امام ابوبکرؒ نے کہا ہے کہ جو چیز کسی انسان کے پاس بطور امانت رکھی جائے تو یہ اس کے پاس امانت ہے پس امانت رکھنے والے پر لازم ہے کہ وہ امانت اپنے مالک کے حوالے کرے۔

اَنّ هذا خطاب لو لا ـةالأ مر أن يقوموا برعاية الرّعيه وصلهم علىٰ موجب الدين والشريعه (تفسيروح المعانى)

ترجمہ: یہ امیروں اور بادشاہوں کو خطاب ہے کہ ان کو چاہئے کہ اپنی رعایا سے رعایت کرے اوران کو دین وشریعت سے وابستہ کرے۔

امانت کی حفاظت ایک دینی فریضہ ہے اور دینی فریضہ وہ ہوتا ہے جو قرآن وحدیث یا اقوال فقہاء میں موجود ہو۔ ووٹ جو کہ ایک غیر شرعی طریقہ ہے اس کا جواز قرآن سے کیونکر ثابت ہو اور بہت تتبع وتالاش کے باوجود کہیں بھی یہ معنیٰ احادیث مبارکہ یا اقوال فقہاء میں پیدا ہونا ناممکن ہے۔

قابل صد تحیّر اور نا قابل تسلیم ہے کہ ایک ایسا قانون جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر نہیں کیا گیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ممنوع ہو اس قانون کی تائید کلام الٰہی سے کیا جائے یہ صریح اور جان بوجھ کر غلطی نہیں تو اور کیا ہے۔

دوم یہ کہ شرعی فریضہ سمجھ کر کسی ووٹر نے ایک ایسے امیدوار کے حق میں اہلیت کی شہادت دی جو اس کا اہل نہیں لہٰذا اس نے دروغ گوئی کا گناہ کیا کیونکہ پارلیمنٹ ہاؤس میں ایسے افراد کو جانے کا جواز فراہم کیا گیا جو شرعی احکام سے بے خبر عیش و عشرت میں مبتلاء شراب و کباب کا عادی غاصب وڈکیت اور بقول رکن پارلیمنٹ جمشید دستی کہ پارلیمنٹ ہاؤس میں اوارہ تتلیاں (خوبصورت لڑکیاں) ارکان پارلیمنٹ کی اردگرد گھومتی رہتی ہیں۔

پاکستان کے برائے نام عدالت (سپریم کورٹ ہائی کورٹ وغیرہ) کے عمارتوں پر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ لکھی گئی ہے فا حکم بین الناس بالحق (الآ یہ) یعنی لوگوں کے درمیان تنازعات میں حق پر فیصلہ کرو یعنی اللہ تعالیٰ نے جو نظام مقرر کیا ہے اسی کے مطابق فیصلے کرو جبکہ اس عمارت میں قرآن وحدیث کے حکم کے مطابق فیصلے نہیں کئے جاتے بلکہ جج صاحبان اپنے صوابدید یا اس قانون کے مطابق فیصلے سناتے ہیں جو الٰہی قانون نہیں بلکہ اس قانون کے تیار کرنے والے مسلمان ہونا تو در کنار اسلام کے بارے میں علم تک نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی جج صاحب کو اس بارے میں کوئی علم ہے کہ اس قرآنی آیت کا کیا مطلب ہے اور یہ کہ یہ آیت کریمہ کیونکر نازل ہوئی ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کی خدمت میں یہ آیت پیش کر کے مفسرین وعلماء کرام نے اس آیت کریمہ کی کیا تفسیر بیان کی۔

یَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا

نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ(سورة ص)

ترجمہ:اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ بنایا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی جو لوگ اللہ کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (تیار) ہے

کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

یہاں اس آیت کریمہ میں لفظ حق استعمال کیا گیا ہے اور یہ لفظ حق قرآن مجید میں کم وبیش ستّر مرتبہ استعمال کیا گیا ہے اور کہیں بھی اس معنیٰ میں استعمال نہیں ہوا ہے کہ جو کچھ پسند آیا سو کرلیا۔ چنانچہ تفسیر فتح القدیر اور تفسیر ابن کثیر نے یہ تفصیل بیان کی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ای جعلناك خليفةً لمن قبلك من الأ نبياء لتأ مر با لمعروف و تنهىٰ عن المنكر فاحكم بين الناس بالحقّ ای بالعدل الذی هو حكم الله بين عباده ولا تتبع الهوىٰ ای هو النفس الذی فی الحكم بين العباد (تفسير فتح القدير لأمام شوكانی)

ترجمہ: یعنی ہم نے گذشتہ پیغمبروں کے تسلسل سے آپ (حضرت داؤد علیہ السلام) کو خلیفہ بنا کر بھیجا تاکہ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری کرے تو لوگوں کے درمیان حق پر فیصلے کیا کرو یہاں حق سے مراد وہ عدل ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور فیصلوں میں اپنے نفس کی تابعداری نہ کرو یعنی اپنے نفس کی صوابدید پر کوئی بھی فیصلہ نہ کرو۔

اسی طرح تفسیر ابن کثیر نے مذکورہ ایت شریف کی تفسیر میں یوں لکھا ہے۔

هٰـذه وصيّة مـن الـله عزّ وجلّ لِولاة الأمور ان يحكموا بين الناس بالحقّ المنزّل مـن عنده تبارك وتعالىٰ ولا يعـدلـوا عنه فيضلّوا عن سبيله وقد توعّد الله تعالىٰ مـن ضـلّ عـن سبيـلـه وتناسىٰ يوم الحساب بالوعيد الأكيد والعذاب الشديد

(تفسير ابن كثير)

ترجمہ: دنیا کے بادشاہوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وصیت (حکم) ہے کہ لوگوں کے درمیاں تنازعات کو حل وفصل کرنے میں اس حق پر فیصلے کریں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اس نازل شدہ حق سے انحراف نہ کریں بصورت دیگر ان کیلئے سخت عذاب ہوگا۔

جب صورت حال یہ ہے کہ حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے تو پھر کس دلیل پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ قانون کے بجائے خودساختہ قانون کو جواز فراہم کیا جاتا ہے اور کس دلیل کے تحت قرآن کریم کا مذکورہ آیت شریف اس وضعی قانون پر چسپان کیا جاسکتا ہے۔

ہم چنان اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا: إِنَّـا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا(النساء)

ترجمہ: ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تا کہ اللہ کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو اور (دیکھو) دغابازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا۔

اس ایت کریمہ میں بھی حق کا نہ صرف یہ کہ ذکر ہے بلکہ حق کی وضاحت بھی ہے کہ حق سے کیا

مراد ہے اس کے صحیح پہچان کیلئے معتبر اور مستند تفاسیر کی حوالہ جات ذکر کرتے ہیں۔

قولہ بما أراك الله معناه علىٰ قوانين الشرع اما بوحى ونص او بنظر جار علىٰ سنن الوحى وهذااصل فى القياس وهو يدل علىٰ ان النبى ﷺ اذا رأى شيئاً اصاب لان الله تعالىٰ أراه ذالك وقد ضمن الله تعالىٰ لانبيائه العصمة فأما احدنا اذا رأى شيئاًيظنه فلا قطع فيما رأه (تفسير قرطبى)

انا انزلنا اليك يا محمد الكتاب يعنى القرآن لتحكم بين الناس لتقضىٰ بين الناس فتفصل بينهم بما أراك الله يعنى بما انزل الله اليك من كتابه (تفسيرطبرى)

بما أراك الله اما بوحى او بما هو جار علىٰ سنن ما قد اوصى الله به (تفسير فتح القدير)

ترجمہ: ان ساری عبارات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر آپ ﷺ لوگوں کے درمیاں واقع تنازعات کو حل وفصل کرتے ہیں تو اس کیلئے آپ ان احکامات پر عمل کریں جو کہ آپ کو وحی کے ذریعے بتائے گئے ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے دل میں کوئی بات ڈالی ہو کیونکہ انبیاء کرام خطاؤں سے معصوم ہیں جو احکام بھی صادر فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی القاء کئے ہوئے ہیں۔

جب حق کے بارے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ قانون ہے تو اب اس بات کی کوئی گنجائش نہ رہی کہ حق پاکستان کے برائے نام عدالتوں میں ججوں کے خودساختہ قانون میں ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کے متعلق بھی مستشرقین نے دیگر ناکام کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں لکھنے اور پڑھنے کی صلاحیت لوگوں میں ناپید تھی اور سب اُمیّ تھے آپ ﷺ کے بعد قرآن کو مدوّن کیا گیا ہے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ یہ وہ قرآن نہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہوا تھا اور یا یہ کہ اس میں کمی بیشی کا امکان ہے یہ خلفاء راشدین سمیت تمام صحابہ کرام پر بہتان عظیم ہے کیونکہ قرآن کو محفوظ کرنے کی طرف خالص اور انتہائی اہتمام سے توجہ دیا گیا تھا قرآن لکھنے کی سواء احادیث مبارکہ پر لکھنے کی پابندی تھی تاکہ قرآن اور احادیث میں کسی کو شبہہ واقع نہ ہو، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی چیز مت لکھو اور وحی قرآنی کے لکھنے والے جلیل القدر صحابہؓ میں سے حضرت معاویہؓ اور حضرت زید ابن ثابتؓ کتابت قرآن کے ذمہ دار تھے۔

جس طرح قرآن کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسی طرح احادیث نبوی ﷺ سے بھی گمراہ کرنے والوں نے بھی انکار حدیث کا فتنہ پیدا کیا کہ احادیث تو دوسوسال بعد لکھی گئی ہیں اور نعوذ باللہ اس میں کوئی صداقت نہیں یہ گمراہ طبقہ صرف قرآن کا اس حد تک قائل رہا کہ قرآن کے احکام معانی ومقاصد کو اپنی پسند کی تبدیلی کو عین قرآن قرار دیا مثال کے طور پر پرویزیت مذہب جو کہ قادیانیت سے بہت قریب ہے قرآن مجید میں ایسی من پسند تاویلات کیئے کہ اجماع امت سے سراسر خلاف ہیں۔

پرویزی عقائد میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کی توجہ قرآن سے ہٹانے کیلئے احادیث ایجاد کی گئی ہیں جسے قرآن کا ہم پلہ شمار کیا جاتا ہے اور ان احادیث کو عین دین

سمجھا جاتا ہے اس طرح اللہ کے دین کے مقابل میں ایک دوسرا دین مدوّن کیا گیا اور یہ سب جھوٹ پر مبنی چور دروازے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ جس عبادات کی وضاحت قرآن میں نہیں ان کی وضاحت اور اصولوں کو ازروئے بصیرت متعین کی جائے گی آج اسلام دنیا میں کہی نہیں کیونکہ اس تیرہ سو سال عرصہ میں سارا زور اس پر صرف ہوتا رہا کہ اسلام کو قرآن سے پہلے زمانے میں تبدیل کیا جائے، آخرت سے مراد مستقبل ہوتا ہے کیونکہ قرآن میں ایمان با لآخرۃ مستقبل کا نام ہے یعنی ماضی کا کوئی اعتبار نہیں اور جنت وجہنم دو مقامات کا نام نہیں بلکہ یہ انسانی ذات کی کیفیات ہیں، حضرت آدمؑ کا جو واقعہ جنت سے نکلنے اور دنیا میں آباد کرنے کا قرآن مجید میں ہے یہ کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی نمائندہ اور انسانیت کی داستان ہے، آپ ﷺ کو قرآن کے سواء کوئی معجزہ نہیں دیا گیا تھا بلکہ اگر کوئی معجزہ دیکھنا چاہتا ہے تو قرآن مجید میں ہے۔

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض (الآیہ)

ترجمہ: زمین وآسمان کا نظارہ کرو کہ اس میں کیا ہے۔

معراج النبی ﷺ سے انکار کرتے ہوئے رقم طراز ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت اسریٰ میں کہا گیا ہے کہ خدا اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا میرا خیال ہے کہ واقعہ خواب کا نہیں بلکہ حضور کی شب ہجرت کا بیان ہے اور مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ ہے۔

تقدیر پر عقیدہ مسلمانوں نے مجوسیوں سے سیکھا کیونکہ اسلامی عقائد میں چھٹا جزء

نہیں ۔انسانی پیدائش سائنس کے انکشافات کی رو سے خاکی ذرے (مالی کول)ارتقائی منازل طے کر کے کئی صدیوں کے بعد ایک منجمد چیز میں تبدیل ہوکر انسانی صورت اختیار کر گیا اور قرآن نے انسانی پیدائش کا واقعہ انسانی فہم کے مطابق بیان کیا ہے۔

قرآن میں صلاۃ سے مراد عبادت ہے چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو اور نہ ہی اس کی پنجگانہ تعداد ضروری ہے بلکہ قرآن تو صرف شب وروز میں دو مرتبہ عبادت کرنے کی تفصیل بیان کرتا ہے ۔آج کل کے مروج مسلمانوں کا نماز تو مجوسیوں کی نماز ہے جسے وہ نماز کہتے تھے اب صلاۃ کی جگہ نماز نے لے لی۔

زکواۃ کی مثال اس ٹیکس جیسی ہے جو کہ ہنگامی صورتحال میں حکومت وقت وصول کر لیتی ہے جب اسلامی حکومت موجود نہ ہو تو زکواۃ کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی اور زکواۃ فیصدی حکومت وقت حالات وضرورت کی مناسبت سے متعین کرسکتی ہے۔

حج مسلمانوں کے بین المللی کانفرنس ہے اور مسلمانوں کو وہاں خورد ونوش کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے اور یہی قربانی کی حقیقت ہے باقی قربانی کی تمام فضائل من گھڑت ہیں ،عرفات میں مسلمان مستقبل کیلئے لائحہ عمل طے کریں گے اور منیٰ میں جا کر تین دن تک اس طے شدہ لائحہ عمل پر بحث وتمحیص کریں گے ،جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو قربانی کا جانور کہتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری جگہوں میں قربانی کیلئے کوئی حکم نہیں کیونکہ اس میں غریبوں کیلئے بہت بڑا نقصان ہے مذہبی رسومات کو کبھی سنت ابراہیمیؑ کے نام سے اور کبھی صاحب نصاب پر واجب ٹھہرایا جاتا ہے اور کبھی اس

کو قربِ الٰہی کا ذریعہ بتایا جاتا ہے۔

بغیر سمجھے قرآن پاک کی تلاوت ثواب سمجھ کر پڑھنا ایک غلط عقیدہ ہے جو ان ملاؤں نے ایجاد کیا ہے۔ ایصال ثواب کا عقیدہ مٹانے کیلئے تو قرآن نازل ہوا ہے ایک زندہ انسان کسی مردہ انسان سے کس طرح نیکی کر سکتا ہے۔ صرف چار چیزوں کو کھانا حرام ہے مردار شدہ جانور، بہتا خون، خنزیر کا گوشت اور نذر غیر اللہ باقی سب چیزیں حلال ہیں کیونکہ قرآن مجید میں صرف یہ چار چیزیں حرام بیان کی گئی ہیں۔
(بحوالہ فتنہ انکار حدیث از مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ)

یہ ہے پرویزی مذہب اور اس کا عقیدہ جسے کوئی بھی سلیم العقل انسان تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ہم نے پرویزی عقائد کا ذکر قارئین حضرات کی خدمت میں صرف اس لئے عرض کئے کہ شیطان کے پُجاریوں نے مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے کن حدود کو پار کیا ہے ان خرافات کا جواب الحمدللہ ہمارے اکابرین حضرات نے قرآن وسنّت کی روشنی میں بڑی تفصیل سے دیئے ہیں اور اور اس کفر کا خوب قلع قمع نقلی اور عقلی دلائل سے کر چکے ہیں یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ کفار نے اسلام کے اس مضبوط قلعہ میں کس مہارت سے نقب زنی کی ہے۔

جناب نبی کریم صلی ﷺ کی نبوّت کی اہمیت کو غیر محسوس انداز میں کم کرنا اس کیلئے مغربی مصنّفین وادیب نبی کریم ﷺ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی کمال ہوشیاری عقل ودانست بصیرت وتدبّر ارسطو بقراط

وسقراط وغیرہ سے کم نہیں بظاہر یہ تو رسول ﷺ کے متعلق چندان بُری بات معلوم نہیں ہوتی مگراس کے دور رس اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ تھوڑا سا غور کرنے کے بعد بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس بات میں بہت نقصان ہے اول یہ کہ آپ ﷺ کی نبوّت ورسالت کی اہمیت وعظمت کو کم کر دینا ہے اور دوئم یہ کہ بقراط وسقراط کا درجہ بھی نعوذ باللہ آپ ﷺ کے ساتھ مساوی رکھنا ہے، تا کہ بقراط وسقراط اور اس جیسے فیلسوفوں کی اہمیت کا تائثر پیدا کیا جاے۔

اس کے بعد تمام محدّثین ومفسّرین حضرات کو جو کہ آپ ﷺ کے بعد آیندہ نسلوں کیلیۓ اشاعت دین کا بنیادی ستون اور مسلمانوں کے نزدیک قابل احترام اور قابل اعتماد بزرگ ہستیاں ہیں ان علماء ومحدّثین کے خلاف منفی اور غیر شریفانہ پروپیگنڈوں کا ڈنڈورا پیٹا جاتا ہے تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے بدظن ہو کر اعتماد کھو بیٹھے اس قدیمی طریقہ کار کا تسلسل جاری ہے اوراہل دین کی بے عزتی کی جارہی ہے کہ یہ تو فلاں ملک کا ایجنٹ ہے وغیرہ۔ وقتی طور پر یہ باتیں پُرتشویش ہوتی مگر بہتر انجام مخلصین کا ہے مسلمانوں کو اس سے نہیں ڈرنا چاہیۓ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کیلیۓ

طاہر القادری

دور حاضر میں مغربی مفاد پرستوں اور مستشرقین علماء کی ایک طویل فہرست اس وقت ہمارے سامنے ہے مگران سب میں سے طاہر القادری کو مقدم سمجھتے ہوئے اس کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ آج کل طاہر القادری مغرب ومشرق کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے مغربی مفاد پرستی کیلیئے سب سے بڑا مستشرق اور ایجنٹ شمار کیا جاتا ہے اس کے نئے تازہ اور سابقہ واقعات بہت ہی دلچسپ اور حیرت انگیز ہیں نوجوانی کے آیام سے لیکر اب تک مغرب کا دلدادہ رہا ہے مال دولت سے کثرت محبت اور عالمی شہرت طلبی کا شوقین اپنی کامیابی کی امیدوں کو مغرب پرستی سے وابستہ کیئے ہوئے ہیں۔

۱۹۵۱ء میں پیدا ہونے والا طاہر القادری بظاہر بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ اس کا نظریہ بریلوی مکتبہ فکر سے ملتا جلتا ہے عشق رسول کے اس جھوٹے دعویدار نے بارہ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ کو مینار پاکستان میں منعقدہ جلسے سے خطاب کے دوران گستاخان رسول ﷺ کی مذمت کرنے کے بجائے فرانس میں چار ہبڈ و والوں کا نام لیے بغیر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کسی کیخلاف کاروائی سے منع فرمایا ہے چاہے ان لوگوں نے کتنی بڑی غلطی کیوں نہ کی ہو یعنی وہ گستاخان رسول کیوں نہ (۔نعوذ باللہ من ذالک)

جب سے پیدا ہوا والدین نے عصری تعلیم سے آراستہ کرنے کیلیئے سکول بھیجنا شروع کیا اور مسلسل حصول تعلیم میں مشغول رہا اور عمر کے تیس سال گزرنے کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اس تیس سالہ عمر میں انگریزی تعلیم سے خوب مالا مال ہو چکا تھا قابل

تعجب بات یہ ہے کہ تعلیم کی ابتداء انگریزی تعلیم سے کیا اور تیس سال گزرنے کے بعد دینی علوم کی طرف متوجہ ہوا مگر سیاست میں قدم رکھنے کا فیصلہ ۱۹۷۲ء میں کر چکا تھا دینی علوم استاد برہان احمد فاروقی جو کہ علی گڑھ مدرسہ سے فارغ تحصیل تھے سے حاصل کیئے ، علی گڑھ مدرسہ کی کہانی الگ ہے اس لیئے کہ سر سید احمد خان اس مدرسہ کا بانی انگریزی تعلیم اور مغربی تہذیب کا داعی تھا ظاہر ہے کہ جو بھی اس مدرسہ سے فارغ تحصیل ہو اسے بھی سر سید احمد خان کا تربیت یافتہ ہونا لازمی ہے اور یہ کہ تمام فارغین کو اسی مقصد کیلئے جو سر سید احمد خان کا مکتبہ فکر تھا تیار کیئے گئے تھے تو طاہر القادری کا ایسے شخص سے دینی علوم کے نام پر علم حاصل کرنا اسی مقصد و معنیٰ کو ظاہر کرتا ہے کہ استشراق کے علمی میدان میں ایک نیا پودا لگوا کر اس کی آبیاری ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو رہی تھی جو مغربی تہذیب کے حاملین تھے طاہر القادری نے سیاست کے میدان میں قدم رکھتے وقت بارہا اپنی تقاریر میں اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ میں حادثاتی طور پر سیاست میں نہیں آ دھمکا بلکہ میں سوچ رہا تھا کہ انسان ذاتی مفاد کیلئے خود غرضی کے حصار سے باہر کیوں نہیں نکلتا اور ہمارے مدارس کی فضاء اس قابل کیوں نہیں کہ وہ طلبہ کی فکر کو بلند پرواز دے سکیں اور ان طلبہ کے دلوں میں بین الاقوامی سطح پر عروج کیلیئے تڑپ کیوں نہیں عقل مندرا اشارہ کافی میباشد کے طور پر مقصد صاف ظاہر ہے کہ میں خود حادثاتی طور پر سیاست میں نہیں آیا بلکہ سیاست میں آنے کیلیئے کہا گیا ہے۔

یہ بھٹو اقتدار کا زمانہ تھا اور امیر و غریب ایک دوسرے سے دست و گریباں تھے طاہر القادری کے دل کا دھڑکن غریبوں کیلیئے تھا کہ غریب طبقہ سیاسی طور پر عملی میدان میں آگے

ہوکران کی غریبی کو امیری میں تبدیل کیا جائے اس فکر و محنت کے نتیجے میں طاہر القادری کے دل میں خود امیر بننے کا شوق پیدا ہوا اور دوسرں کو امیر بنانے کی حرص میں محنت کرتے کرتے خود دولت کا پجاری بن گیا اور دولت جمع کرنے کے گر سیکھنے لگا، منہاج القرآن نامی ادارہ قائم کیا اور دنیا بھر کے مخیّر حضرات سے ادارہ کے نام پر پیسے بٹورنے لگے۔ اپنی روشن خیالی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں نے گزشتہ تمام غیر مسلم اور مشہور تحریکوں کا مطالعہ کیا ہے ، روسو سے کارل مارکس تک اور لیلن سے سٹالن اور ماؤزے تھنگ کے حالات کا بغور جائزہ لیا ہے (بحوالہ روزنامہ اوصاف اکتوبر ۲۰۰۰ء)

طاہر القادری نے کفری اماموں کا بغور جائزہ لیا ہے تو ان کے نظریات نے بھی موصوف کے دماغ پر اثر کر ڈالا، شریف خاندان سے قریبی تعلقات تھے اور اس تعارف اور تعلقات کے بل بوتے پر وہ سیاست کے میدان میں شہرت کے راستے پر گامزن ہوا، شریف خاندان سے تعلقات ناگفتہ بہ وجوہات کی بناء پر خراب ہوئے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ شریف خاندان نے عدالت میں قادری کے خلاف مقدمہ دائر کیا یہ مقدمہ طاہر القادری ہار گیا اور لاہور ہائی کورٹ نے قادری کو دغا باز، احسان فراموش اور قرآن کی جھوٹی تفسیر کرنے والا جیسے برے القابات سے نوازا مگر قادری مضبوط اعصاب کا مالک تھا حوصلہ نہ ہارا گزشتہ کو بھلا دیا اور مزید اہل مغرب کی خدمات کیلئے تن من دھن سے کام کرنے لگا عوامی تحریک کے نام سے ایک پارٹی کی تشکیل دی مینار پاکستان میں پارٹی سربراہ کی حیثیت سے کہا کہ میرے پارٹی میں ہر قسم کے مکتبہ فکر کے حامل لوگ شریک ہوسکتے ہیں چاہیئے وہ قادیانی کیوں نہ ہو

،مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اسی تقریر میں عوام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس پارٹی کی قیادت کیلئے منتخب کیا ہے، مال و دولت جمع کرنے اور سیاست کے نام پر شہرت حاصل کرنے میں تو کسی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوا لیکن اقتدار تک پہنچنے میں اپنے داڑھی کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے اپنی دینی و سیاسی جلسے جلوسوں میں نیم عریان اور مغربی نژاد لڑکیوں کی تصاویر تقسیم کی جس میں موصوف نے ان سے مصافحہ کیا ہوا ہے خصوصاً رومانیہ کی فرسٹ سیکرٹری جو کہ ایک عورت ہے اور نیم عریان لباس میں ہے طاہر القادری سے ہاتھ ملائی ہوئی تصویر سرعام دستیاب ہے۔

ملک کے نامور فلمی ہدایت کاروں کو پارٹی میں شمولیت کی دعوت دیدی گئی تا کہ مستقبل میں بر سر اقتدار آنے کی صورت میں کسی کو شک نہ ہو کہ موصوف کے دور حکومت میں فلم انڈسٹری کا کیا حشر ہوگا اس طرح موصوف کی آڈیو ویڈیو تقاریر اور خوابوں کو کثرت سے دیکھنا اور پھر اپنے جھوٹے خوابوں کی تعبیر خود کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاہر القادری میرزا غلام احمد قادیانی کی طرح مستقبل میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں اسی مقصد کیلئے دعوہ نبوت کا پہلے سے راستہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو طاہر القادری کی کہانی از محمود الرشید حدوٹی)

فکر کے اعتبار سے مغربی اور تولّد کے اعتبار سے پاکستانی اور شہریت کے اعتبار سے کینیڈین طاہر القادری جس میں تینوں خباثتیں جمع ہو چکی ہیں ایسی حالت میں کینیڈا سے پاکستان آنے کیلئے رخت سفر باندھا کہ عوامی تحریک ایک مردہ اور بے روح شکل اختیار کر گئی

تھی اس مردہ تحریک میں نئی روح پھونکنے کیلئے مغرب نے موصوف کا ری فلنگ کیا اورنئی تجاویز دے کر ایئر پورٹ پر الوداع کہا یہ ۲۰۱۴ء سال کا آخر تھا اور میاں نواز شریف کی ظالمانہ اور بے لگام بادشاہت قائم تھی ادھر پاکستان میں عمران خان گذشتہ انتخابات میں دھاندلی کا الزام لگاتے ہوئے کسی زخمی شیر کی طرح غضبناک آوازوں میں عوام کو نواز حکومت کے مخالفت پر اُکسا رہا تھا اوپر سے تحریک انصاف پارٹی کے ترجمان شیرین مزاری ہونٹوں پر تیز سُرخی لگائی ہوئی میڈیا کے توسط سے برسر اقتدار حاکم طبقہ اور اس کے حواریوں کے خلاف تند و تیز جملے کس رہی تھی پاکستان کا اندرونی ماحول بہت خراب تھا بہر حال آمدم برسر مقصد کہ قادری نے اعلان کیا کہ میں آرہا ہوں یہ کرونگا وہ کرونگا اس دوران پریس والوں نے پوچھا کہ جناب اس وقت پاکستان میں فوج اور جہادی گروپوں کے درمیان جاری جنگ میں آپ کا کیا موقف ہوگا۔ طاہر القادری نے پریس والوں کو کیا جواب دیا اس سے پہلے ایک اُورحدیث شریف ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کو حق و باطل میں تمیز کرنا آسان ہو۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ قال سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعه من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتیٰ اذا لم یبق عالماً اتّخذ الناس رؤساً جہا لا فسُئِلو فأفتوا بغیر علم فضلوا و أضلوا (متفق علیه)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے اس طرح علم نہیں

نکالے گا کہ (ایک عالم اچانک جاہل ہو جائے گا) بلکہ علم کو ایسا قبض کرے گا کہ علماء کو قبض (وفات) کریں گے یہاں تک کہ کوئی برحق عالم نہ رہے گا پھر لوگ ایسے لوگوں کی تقلید کریں گے کہ وہ انتہائی جاہل ہوں گے لوگ اس سے پوچھیں گے وہ بغیر علم کے جواب دیں گے تو خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔اب طاہر القادری نے گمراہی پر مبنی اور مغرب کی خوشنودی کی خاطر کیا جواب دیا یہ اگے ملاحظہ فرمائیں۔

طاہر القادری نے برجستہ ہوکر جواب میں مغربی وفاداری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے صحیح مسلم شریف کا ایک حدیث نکالا وہ حدیث شریف درج ذیل ہے۔

قال علیؓ سمعت رسول الله ﷺ یقول سیخرج فی آخرالزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الأحلام یقولون من خیرقول البریة یقرؤن القرآن لایجاوزحناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فأذا لقیتموهم فاقتلواهم فأن فی قتلهم اجراً لمن قتلهم عند الله یوم القیامة ،وفی روایة لأقتلنهم قتل عادٍ ۔

(رواه مسلم فی باب التحریض علیٰ قتل الخوارج)

ترجمہ:حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو کہ کم سن (کم عمر) اور کم عقل بھی ہوگی بات تمام مخلوقات میں سب سے اچھی کریں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اُترے گا دین سے ایسے صاف نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے

خطا کر جاتا ہے لہذا جب ان سے ملوتو ان سے لڑو کیونکہ ان کی لڑائی میں لڑنے والے کو اللہ کے نزدیک قیامت کے دن ثواب ہوگا۔

اس حدیث شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے بعد میں کہنے لگے کہ یہ حدیث مجاہدین کے بارے میں ہے کہ مجاہدین اسلام کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ یہ مجاہدین موجودہ حکمران کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور مسلح جدو جہد پر یقین رکھتے ہیں۔چونکہ اس وقت مجاہدین اور حکومت وقت سے برائے نام مذاکرات کا چرچہ تھا جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو قادری صاحب نے جوابا کہا کہ مذاکرات کے بارے میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ پہلے مجاہدین کی کمر توڑی جائے اور پھر باقی ماندہ مجاہدین سے مذاکرات کی جائے اب جبکہ مجاہدین کی کمر نہیں توڑی گئی ہے ایسے میں مجاہدین سے مذاکرات کرنا حکومت وقت کی بہت بڑی غلطی اور خلاف شریعت اقدام ہے۔

ماشاءاللہ قادری صاحب اس فن کے نشیب وفراز سے بخوبی واقف اور اس کے اصول وفروع کے اس قدر ماہر ہیں کہ اپنے مغربی باداروں کیلئے پوری شرح صدر سے تبلیغ کرتے ہیں اور بہت وفادار ماہر مستشرق ہے کہ حدیث نبوی ﷺ کو ایسے دور میں کہ امریکہ یہود وہنود اور تمام کفار مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے صف بستہ ہو چکے ہیں اور مجاہدین اسلام اس پرخطر اور گٹھن مرحلے میں اپنے دین ومذہب سے محبت کے جذبے سے سرشار شمع روشن کی ہوئی آگ وخون سے کھیل رہے ہیں پر تطبیق کیا اور اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ مذکورہ حدیث کا مصداق مراد ومنشاء کیا ہے مجاہدین پر چسپان کیا یہی تو مستشرقین کا کمال ہے

کہ قرآن وحدیث کی اصل تعبیر توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو برمحل اورموزون دکھانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں طاہرالقادری نے وہی کارنامہ سرانجام دیا جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود کومنع کیا تھا کہ حق اور باطل کی آپس میں ملاوٹ نہ کرو۔

وہ اس طرح کہ مسلم شریف کے اس مذکورہ باب میں اگلی اور پچھلی احادیث مبارکہ کو چھوڑ کر طاہرالقادری نے حدیث شریف کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جس میں حدیث الاسنان (کم عمر) کا ذکر ہے اس لئے کہ دیگر احادیث کو ذکر کرنے سے طاہرالقادری کے کرتبوں کا بھانڈا پھوٹ جاتا تھا۔اس وجہ سے ہم یہاں وہ حدیث شریف ذکر کرتے ہیں جس سے بخوبی یہ بات واضح ہوجائے گی کہ خوارج کون ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال بعث علیؓ و هو بالیمن بذهبة من تربتها الیٰ رسول الله ﷺ فقسّمها رسول الله ﷺ بین اربعة نفر الاقرع بن حابس الحنظلی وعیینه بن بدر الفزاری وعلقمه بن علاثه العامری ثم احد بنی کلاب وزید الخیر الطائی ثم احد بنی نهبان قال فغضبت قریش فقالو اتعطی صنادید نجد وتدعنا فقال رسول الله ﷺ انّی انّما فعلت ذالك لأتألّفَهُم فجاء رجل كثّ اللحية مشرف الوجنتينِ غائر العينين ناتئی الجبين محلوق الرأس فقال اتّق الله يا محمد قال فقال رسول الله ﷺ فمن يّطع الله ان عصيته أيأ مننی علیٰ اهل الارض ولا تأ منو نی قال ثمّ أدبر الرجل فستأ ذن الرجل من القوم فی قتله يرون انّه خالد بن وليد فقال رسول الله ﷺ من ضئضئی هٰذا قوما يقرء و ن

القران لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الأوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیة لئن أدرکتھم لأقتلنّھم قتل عادٍ(رواہ مسلم فی باب الخوارج)

ترجمہ: ابی سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ مٹی ملا سونا بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم فرمایا اُقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ پھر بنی کلاب کے ایک اور شخص زید خیر کو دیا اور پھر بنی نہبان میں سے ایک اور شخص کو دیا اس پر قریش ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو اس لئے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی گال ابھرے ہوئے تھی اور آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا کہ اے محمد اللہ سے ڈرو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو پھر کون اس کی اطاعت کریگا اور اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین مقرر کیا ہے اور تم امین نہیں سمجھتے پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چل دیا قوم میں سے ایک نے قتل کرنے کی اجازت طلب کی لوگوں کا خیال تھا کہ وہ خالد بن ولید تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی اصل (اولاد) میں سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اہل اسلام سے قتال کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اسلام سے ایسا نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکلتا ہے اگر میں ان کو پالیتا تو انہیں قوم عاد

کی طرح قتل کر دیتا۔

حدیث مذکور میں خوارج کی نشانی یہ بیان کی گئی کہ یہ لوگ بت پرستوں کو چھوڑ کر اہل اسلام سے قتال کریں گے۔اب آیئے اس بات پر توجہ دیں کہ اہل اسلام سے کون لڑتا ہے؟امارت اسلامی افغانستان کے خلاف کفر کی اتحادی صف میں حکومت پاکستان کے فوجی آمر جنرل مشرف کھڑے ہو کر اتحادی صف کا اہم حصہ بن کر طالبان حکومت کو گرایا، اور دلیل یہ پیش کی کہ سب سے پہلے پاکستان,اس کے بعد طالبان کو گرفتار کر کے امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا، لال مسجد میں نفاذ شریعت کے مطالبہ کرنے والوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔

کفار سے دوستی کرنے والے سینکڑوں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کا قاتل اور مغربی جمہوریت کی پیداوار سربراہ حکومت کیسے مسلمان ٹھہر سکتا ہے۔اکتوبر ۲۰۱۵ء کو نواز شریف نے امریکہ کے دورے پر اوباما ملاقات میں کہا کہ امریکہ سے دوستانہ تعلقات کے ۷۰ ستّر سال پورے ہو چکے ہیں جبکہ اوباما نے مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے اپریشن ضرب عضب اور نیشنل ایکشن پلان میں اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں اور مجاہدین کے خلاف اقدامات کو سراہا۔ظاہر ہے کہ ان تمام اقدامات میں مٹھائیاں تقسیم نہیں کی گئی ہیں بلکہ لاتعداد کمزوروں کو شہید کیا گیا اور بے شمار خاندانوں کو اُجھاڑ پھونک دیا گیا۔پھر ایسی غیر مسلم اور طاغوتی حکومت کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کیسے خوارج ہو سکتے ہیں؟اس غیر اصولی منطق کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اِلا یہ کہ طاہر القادری اپنے مغربی باداروں کے نمک حلالی کیلئے یہ پاپڑ بیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چونکہ زیر نظر کتاب میں شرعی احکام اور فقہی مسائل پر بحث کرنا مقصود نہیں لیکن درج بالا حدیث کا مصداق گو کہ قادری صاحب نے مجاہدین پر چسپان کیا اس کے متعلق وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ اہل بصیرت پر عیاں ہو کہ قادری نے یہود کی طرح کیسے قرآن وحدیث کو مروڑ مروڑ کر پیش کیا۔ درج بالا حدیث امام مسلم نے باب الخوارج میں ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں اور خوارج کے متعلق خوارج کی علامات وصفات کا بھی ذکر ہے اور اس کے ساتھ ایسی احادیث مبارکہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے مذکورہ حدیث کی مزید تائید ہوتی ہے، آپ ﷺ کی پیشنگوئی کے مطابق خلفاء راشدین کے زمانے میں خوارج کا ظہور ہوا اور شارح مسلم نے خوارج کا عقیدہ ونظریہ کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔

ذالك انهم لما حكموا بكفرمن خرجوا عليه من المسلمين استباحوا دماء هم وتركوا اهل الذمة قالو انفى لهم بذمتهم وعدلوا عن قتال المشركين واشتغلوا بقتال المسلمين عن قتال المشركين وهذا كله من آثار عبادات الجهال الذين لم يشرحوا صدورهم بنور العلم ولم يتمسكوا بحبل وثيق (المفهم شرح مسلم)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ جن مسلمانوں نے خوارج سے مخالفت کی تو انہوں نے مسلمانوں کی خون ریزی کو جائز قرار دیا اور کفار کے بجائے مسلمانوں سے لڑنے پر مشغول ہوئے اور یہ اُن جہّال کی عبادات ہیں جن کو علمی شرح صدر اور ایک مضبوط رسی کو پکڑنا نصیب نہیں ہوا۔ اب تو روزانہ کئی مرتبہ نام نہاد وزیر اعظم پاکستان نواز شریف مجاہدین کو للکارتا ہے

کہ دہشت گردو (مجاہدینو) تمہارے دن گنے جا چکے ہیں تمہارے لئے پاکستان کی سرزمین تنگ ہو چکی ہے عنقریب تم منطقی انجام سے سامنا کرو گے وغیرہ دھمکیاں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ اب حکمرانان پاکستان بوکھلاہٹ کا شکار اور ان کا انجام فرعون سے کم نہیں ہوگا کیونکہ فرعون بھی ایسی ہی دھمکی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو دیا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عبرت اور سبق کے غرض سے وہ واقعہ ذکر فرمایا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنتُم بِهِ قَبْلَ أَن آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هَذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُواْ مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (١٢٣) لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلاَفٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (سورة الأعراف)

ترجمہ: فرعون نے کہا کہ پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے؟ بیشک یہ فریب ہے جو تم نے مل کر شہر میں کیا ہے تاکہ اہلِ شہر کو یہاں سے نکال دو سو عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لو گے۔ ۱۲۳۔ میں (پہلے تو) تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا پھر تم سب کو سولی چڑھوا دوں گا۔

وَقَالَ الْمَلأُ مِن قَوْمِ فِرْعَونَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءهُمْ وَنَسْتَحْيِـي نِسَاءهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ (سورة الأعراف)

ترجمہ: اور قومِ فرعون میں جو سردار تھے کہنے لگے کہ کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑ دیجئے گا کہ ملک میں خرابی کریں اور آپ سے اور آپ کے معبودوں کو چھوڑ دیں وہ بولا کہ ہم اُن کے

لڑکوں کو تو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے اور بلاشبہ ہم اُن پر غالب ہیں۔

بلاشبہ نواز شریف بھی فرعون کا کردار اداء کر رہا ہے اور فرعونیت میں فرعون سے کم نہیں کیونکہ خونی رشتہ کی بنسبت باہمی نظریاتی رشتے بہت مضبوط ہوتے ہیں اور زمانہ قدیم کے کفار اور آج کے کفار کے درمیاں مشابہت یقینی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ(سورة البقرہ)

ترجمہ: اور جو لوگ (کچھ) نہیں جانتے (یعنی مشرک) وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی؟ اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی انہیں کی سی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ جو لوگ صاحبِ یقین ہیں ان کے (سمجھانے کے) لئے ہم نے نشانیاں بیان کر دی ہیں۔

اب قارئین حضرات خود فیصلہ کریں کہ خوارج کون ہیں؟ درج بالا شرح مسلم شریف کے حوالے سے ثابت ہوا کہ خوارج نے مسلمانوں کی خون ریزی اور قتل کو جائز رکھا اور کفار سے جنگ کرنے کے بجائے اپنے بندوقوں کی نالیوں کو مسلمانوں کی طرف موڑ دیا اس کو خوارج کہتے ہیں جب خوارج کی پہچان ممکن ہوئی تو خوارج کا حکم لگانا کسی گروہ یا حکومت پر آسان ہو گیا۔

حکومت پاکستان نے بشمول طاہر القادری سینکڑوں ہزاروں ایسے درباری علماء سوء کو بھاری تنخواہوں کے عوض اس مقصد کیلئے تیار کئے ہیں جو قرآن وحدیث نبوی ﷺ کے غلط

تعبیر کریں اور نام نہاد شریعت کے نام پر حکومت وقت کے کفری اور ارتدادی اعمال کو شریعت کے لبادے میں لپیٹ دیں اس مصنوعی لبادے کے آڑ میں ساٹھ سال سے زیادہ وقت گزرنے کے باوجود وہ پاکستان جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا نفاذ اسلامی قانون کی راہ میں روڑے اٹکائے ہوئے ہیں اس کے علاوہ امارت اسلامی افغانستان کے خلاف کفر کے اتحادی صف میں کھڑے ہو کر اہم کردار ادا کیا۔ لال مسجد میں نہتے مظلوم طلبہ و طالبات غازی شہید کو صرف اس گناہ پر گولیوں سے بھون دیا گیا کہ انہوں نے اسلامی قانون کے نفاذ کیلئے جدّ و جہد کی اور اس جدّ جہد کے پاداش میں ان معصوم جانوں کا قتل روا رکھا گیا اور مظلوموں کے خون سے مسجد کی در و دیوار کو رنگین کیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے

و ما نقموا منهم الا ان یؤمنوا بالله العزیزالحمید ،الذی له ملك السموٰة و الارض والله علیٰ کل شیء شهید (سورة البروج)

ترجمہ: اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اس بات کا کہ وہ یقین لاے اللہ پر جو زبر دست اور تعریفوں والا ہے۔

یعنی ان مسلمانوں کا قصور اس کے سواء کچھ نہ تھا کہ وہ کفر کے ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لائے جس کی بادشاہت سے زمین و اسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے۔ جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اُسی اکیلے کو پوجتے ہیں آگ میں جلایا جائے تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے؟ کہ ایسا ظلم و ستم یوں ہی خالی چلا جائیگا اور وہ خداوند قہار ظالموں کو سخت

ترین سزا نہ دیگا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہی آگ پھیل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے۔(تفسیر عثمانی)

بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو بے دردی سے شہید کیا جارہا ہے ضعیف اور ناتواں مسلمانوں کو جیل کے سیاہ دروازوں اور خفیہ ٹارچر سیلوں میں عرصہ دراز سے تختہ مشق بنائے ہوئے ہیں قتل مسلم جیسے گناہ کا نہ صرف یہ کہ مرتکب ہورہے ہیں بلکہ اس پر فخر بھی کرتے ہیں ۔اس بحث کا خلاصہ یہ ثابت ہوا کہ عموماً حکومت پاکستان اور خصوصاً طاہر القادری خود اس گناہ کا مرتکب ہورہے ہیں جس کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں کیونکہ مجاہدین نے قتل مسلم کا جواز فراہم نہیں کیا اور نہ ہی اس پر عمل کیا بلکہ پاکستان میں ہر دور کے حکمران اور فوج سینکڑوں مرتبہ قتل مسلم اور اس جیسے وحشتناک اذیتوں کا ارتکاب کر چکے ہیں۔درج بالا حدیث شریف اور اس کی تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ موجودہ حکمران طبقہ،فوج اور طاہر القادری تینوں ملکر خود اس حدیث کا مصداق ہیں جو انہوں نے دوسروں کو خوارج ثابت کرنے کیلئے پیش کی۔

پاکستان میں مذہبی وسیاسی پارٹیوں کے اندر استشراق کی امیزش

اسلام جو کہ ایک کامل اور مکمل دین ہے اور اس دین میں لوگوں کیلئے ایک بھرپور ضابطہ حیات تشکیل دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کیلئے اس دین کا انتخاب کیا ہے جبکہ دیگر تمام قوانین وضعیہ کو یکسر مسترد اور نا قابل عمل اعلان فرماتا ہے اور جو کوئی اس دین اسلام قانون کے علاوہ کسی دوسرے قانون کا اتباع کرے گا وہ مسلمان تصوّر نہیں ہوگا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيداً،وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُوداً(سورۃالنساء)

ترجمہ: کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں اُن سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس سے اعتقاد نہ رکھیں اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ اُن کو بہکا کر رستے سے دُور ڈال دے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں۔

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً(سورۃ النساء)

ترجمہ: تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کردو اُس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اُس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

اس الٰہی فرامین کے بعد کوئی شبہ باقی نہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے علاوہ کوئی دوسرا قانون اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تو اس کے بعد کوئی دوسرے قانون کی گنجائش یا کسی مجبوری کے تحت اسلامی قانون کو نظر انداز کرنے کا جواز بھی باقی نہ رہا۔

اب لمحہ فکر یہ ہے کہ پاکستان میں نام نہاد مذہبی جماعتوں کو مذہبی اور سیاسی پارٹیوں کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی مذہب اسلام اور آج کل کی مروّج غیر شرعی سیاست دو متضاد نظرئے ہیں جو آپس میں کبھی میل نہیں کھاتی جمعیۃ العلماء اسلام، جماعت اسلامی، اور خصوصاً سنی علماء اتحاد کونسل (جس نے ۲۰۱۴ء میں مجاہدین کو حکومت وقت کی مدد ونصرت کی خاطر مناظرہ کی دعوت دی مگر مجاہدین کی جانب سے جب اس دعوت کی اجابت کی نوبت آئی تو سب مکر گئے) تینوں پارٹیوں کے سربراہان ببانگ دہل گذشتہ ایک صدی سے اسلام اور مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے اسلامی منشور پر یقین دلاتے ہیں جبکہ مغرب کے نزدیک یہ دعویٰ غیر قانونی ہے اور اس کے باوجود ان پارٹیوں کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے اس ناممکن کو اس طرح ممکن بنادیا گیا ہے کہ مذکورہ پارٹیاں اسلام و مذہب کے دعوؤں سمیت جمہوریت پر یقین رکھتی ہیں جب بھی کسی جمہوری حکومت میں تزلزل پیدا ہو جاتا ہے تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور امیر جماعت اسلامی بڑی جرأت اور دلیرانہ انداز میں صداء بلند

کرتے ہیں کہ جمہوریت کو پٹڑی سے اُترنے نہیں دیں گے درآن حالیکہ اسلامی مذہب کو صرف نماز روزہ وزکوٰۃ اور حج تک محدود کر چکے ہیں تاکہ کفر اور اسلام کے درمیاں باہمی توافق اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور ایک ساتھ چلنے کا تأثر پیدا کیا جاسکے امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب بڑے فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء کو روسی صدر ولادیمیر پوٹین نے ماسکو شہر میں ایک بہت بڑی مسجد کا افتتاح کرکے دنیا میں اسلام کی مقبولیت کا ثبوت دیا یہ امیر جماعت اسلامی کا بچگانہ سوچ ہے کہ روس جیسے زنادقہ اور بدترین کفری عقائد کے حاملین سے اسلام کی توقع رکھتا ہے جبکہ سراج الحق صاحب خود اسلامی نظام قانون کا نفاذ ایک ایسے راستے سے قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو کہ ایک غیر شرعی اور نا قابل عمل ہے بقول شیخ سعدی شیرازی:

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی:

کین رہ کہ تو میروی بتر کستان است:

ترجمہ: جس راستے سے تم جا رہے ہو اس سے خانہ کعبہ تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ تم نے تو ترکستان جانے والا راستہ پکڑا ہے۔ اس سے بھی زیادہ بہتر نتائج برآمد کرنے کیلئے یہ باور کرانا بھی مقصود ہوتا ہے کہ کفار تو اسلام کے مخالف نہیں کیونکہ ایک ہی پارلیمنٹ میں مُلّا اور مغربی تہذیب کا علمبردار بیٹھ کر نظام حکومت کو چلا سکتے ہیں اسی لئے تو اوباما نے سال ۲۰۱۵ء کے رمضان المبارک کے مہینے میں امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کیلئے افطاری کا انتظام کیا اور جو لوگ اس سے مخالفت کر کے اس کام کو خلاف شریعت تصور کرتے ہیں یا مسلمانوں

کیلئے خالص اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں وہ دہشت گرد ہی ہیں۔

تبلیغی جماعت والوں نے بھی اپنے سابقہ بزرگوں کی ہدایات کونظر انداز کیا ہے کسی زمانے میں تبلیغی حضرات تو مسلکی اختلافات سے بچنے کیلئے کچھ اصولوں پر قائم تھے روزمرہ چوبیس گھنٹے زندگی کو سنّت کی مطابق ڈالنے کا پابند تھے اور زرّہ برابر بھی اس سے خلاف کرنا ناقابل برداشت سمجھتے تھے مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغی بزرگوں پر استشراقیوں کے جراثیم نے حملہ کیا ہے حضرت مولنا طارق جمیل صاحب اپنی تقاریر میں اسلام کی سربلندی کیلئے جہاد کی دعوت دینے کے بجائے ایسے گول مول باتیں کرتے ہیں کہ جس کے مختلف اور غلط معانی بھی ہوسکتی ہیں جو کہ مولانا کی شخصیت کو مشکوک ثابت کرتی ہے۔

۹ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ کو شیعوں سے اظہار یکجہتی اور اعمال شیعہ کی تائید کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ امام حسینؓ نے آپ ﷺ کے ناف کا نشانہ لیکر اوپر سے پیشاب کیا اس پر آپ ﷺ نے کوئی ناراضگی نہیں فرمائی۔ (مولانا کا یہ قول آن دی ریکارڈ ہے)

سرکار سے طمع اور بے جا توقعات نے مولانا کو ایک اور قدم اُٹھانے پر مجبور کیا کہ سرکار کے مشہور میڈیا میں اس کو جگہ دیکر مرد و زن کے مخلوط محفل میں وعظ و نصیحت کرنے پر امادہ کیا گیا اس طرح وہ اپنے سابقہ روایات کو برقرار نہ رکھ سکے تاکہ موجودہ سرکار اور تبلیغی جماعت کے درمیاں اپنائیت کا واضح نشان موجود ہو، جس سے کفر ارتداد اور اسلام کے باہمی ہم آہنگی اور شریعت مطہّرہ میں ٹی وی، ویڈیو اور تصاویر کے متعلق جو سوالات اُٹھائے جاتے ہیں ان سب کو پامال کرنے اسلام اور کفر دونوں کو ایک ساتھ چلنے کی فضاء قائم کر کے عام مسلمانوں

اور مجاہدین کے اندر نفرت و بیگانہ گی کے لئے راستہ ہموار ہو۔اس سے بھی بڑھ کر موصوف نے ایک اور جرأت کا مظاہرہ کیا کہ مشہور فلمی اداکارہ وینا ملک جیسی فحاشہ کا نکاح اسد خٹک نامی نوجوان سے باندھا وینا ملک فحاشہ پر نکاح کے بعد ایک ہندو نوجوان نے دعویٰ کیا کہ وینا ملک تو عنقریب میرے بچے کی ماں بننے والی تھی۔

اسی طرح دیگر اسلامی تنظیموں کو بھی ان مقاصد کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں مثال کے طور پر وفاق المدارس کا سربراہ مولانا حنیف جالندھری نے ۲۸ نومبر ۲۰۱۴ء میں ایک نجی ٹی وی چینل کو انٹروی دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اسلام میں فدائی حملوں کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ کہ ہم اس جہاد کی حمایت نہیں کرتے۔

بریلویت یا مغرب کی علمبردار تحریک

مغربی عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے یا بالفاظ دیگر بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں نے سروں پر سبز پگڑیاں باندھ کر داعیان عشق رسول ﷺ نے زندگی بھر کلمہ جہاد کا نام تک زبان پر نہیں لایا گویا اسلام میں جہاد وقتال نام کا کوئی شے نہیں بلکہ دین اسلام میں بریلویت کا بانی احمد رضا خان بریلوی نے نئے عقائد اور اسلام کی طرف منسوب مختلف بدعات ورسومات کا لامتناہی سلسلہ جاری کیا جو کہ مغرب کا آئینہ دار اور علمبردار ہے۔ احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں بھی نوٹ فرمالیں کہ موصوف ۱۸۶۵ء کو ہندوستان صوبہ اتر پردیش (یوپی) بریلوی شہر میں پیدا ہوا عام طور پر بیمار ہوا کرتے تھے جس میں دردسر اور ناقص گردہ کی ناقص کارکردگی کے وجہ سے اکثر بخار میں مبتلاء رہتے تھے اس پر مستزاد یہ کہ نسیان (بھول) کا شکار تھا اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ بیماری کو عیب سمجھنے کے بجائے اس کو کمال سمجھتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ دردسر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو لاحق ہوتے تھے اور الحمدللہ مجھے اکثر بخار اور دردسار ہتا ہے۔ اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بریلوی قائدین درحقیقت یہودیوں کے کارندے ہیں اور یہ بات صداقت پر مبنی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ احمد رضا خان بریلوی کا استاد مرزا غلام جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی ہے اس کا شمار اس کے بزرگ ترین اساتذہ میں ہوتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ بریلوی مکتبہ فکر دراصل شیعہ افکار ونظریات کا حامل ایک جماعت ہے کیونکہ احمد رضا خان بریلوی نے سارے عمر تقیہ کئے رکھا اور اپنی اصلیت کو بھی پوشیدہ رکھا تا کہ درپردہ اہل سنت

والجماعت کے درمیاں شیعہ عقائد کو رواج دے سکے جس طرح تاریخ شیعہ میں ثابت ہوا کہ شیعیت دراصل یہودیوں کی ایجاد ہے اس شیعیت کے بطن سے بریلویت پیدا ہو ہوئی یعنی دونوں تحریکوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے بھر حال جس طرح کہ تاریخ شیعہ سے ثابت ہوا کہ شیعہ فرقہ یہودیت کی ایجاد ہے اسی طرح بریلوی مکتبہ فکر کا تعلق بھی شیعہ کے توسط سے یہود سے جاملتا ہے ۱۸۶۵ء میں انگریز کے خلاف تمام عالم اسلام برّصغیر میں سراپا احتجاج اور نعرہ جہاد بلند کر چکے تھے اس دوران مسلمانوں کو مذہبی اختلاف میں مشغول کرنا انگریزوں کی اہم ضرورت تھی لہٰذا اس مقصد کیلئے احمد رضا خان کا مکتبہ فکر کو برّصغیر کی اُفق پر نمودار کرنا ناگزیر ہو چکا تھا احمد رضا خان نے اس وقت کے انگریزوں کے حق میں قصیدے پڑھے اور اس نے مسلمانوں کو جہادی تحریکوں سے دور رہنے کی پر زور تلقین کی اور انگریزوں کی حمایت میں ألأعلام بأنّ هندوستان دار الاسلام کے نام سے یعنی ہندوستان دارالحرب نہیں ایک جعلی فتویٰ جاری کیا اسی طرح دوام العیش کے نام سے دوسرا فتویٰ جاری کیا جس میں لکھا تھا کہ خلیفہ کیلئے قریشی ہونا شریعت مطہرہ نے لازمی شرط قرار دیا ہے اور موجودہ مجاہدین میں کوئی بھی شخص قریشی نہیں لہٰذا انگریزوں کے خلاف لڑنا کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا اب احمد رضا خان کی طرح موصوف کے معتقدین نے بھی اپنے امام کی پیروی اختیار کر رکھی ہے۔
الغرض برائے نام اسلام کے محافظین نے اپنے فرائض میں نہ صرف یہ کہ کوتاہی کی بلکہ اسلامی قلعہ میں خود نقب زنی کرنے لگے اور بعض نے تو اُن گلّہ بانوں کی طرح اپنے بھیڑ بکریوں کو درندوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا اور خود جا کر دنیا کے ناپائیدار نرم ونازک رعنائیوں سے مزے

لوٹنے لگے۔

یہودی مقاصد اور شیعہ

یہود زمانے کے ہر دور میں قوموں اور ملتوں کے لوگوں میں مقہور و مغضوب رہے ہیں اس وجہ سے جہاں بھی مناسب سمجھا گیا یہودیت کی سربلندی کیلئے غیر یہودی مذہب کو قبول کرنے سے دریغ نہیں کیا گیا جیسے کارل مارکس یہودی کو یہودیت کی کامیابی کیلئے یہودیت سے لیکر نصرانیت و دہریت تک مذاہب تبدیل کرنا پڑی یہ سب کچھ مسلمانوں سے دشمنی کی خاطر کیا تاکہ مسلمانوں سے مقابلہ کیلئے ایک نیا محاذ کھولا جاسکے ،شیعیت بھی یہودیوں کے دشمنانہ شاخسانہ ہے کہ مسلمانوں سے لڑتے لڑتے ناکام رہے اور تمام طاقتوں کو صرف کرکے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تو دوسرا متبادل طریقہ ان کیلئے ناگزیر ہوگیا سکہ ھ میں عبداللہ بن سباء نے حضرت عثمان غنیؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں سے انتقام لینے کے خاطر بظاہر اسلام قبول کیا کیونکہ اس نے جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کے ہاتھوں یہود قبائل بنونضیر بنوقریظہ بنوقینقاع وغیرہ کی تباہی و بربادی کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر چکا تھا اسی تباہی و بربادی کا انتقام لینے کیلئے ابن سباء یہودی نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی تھی کہ کوئی بھی ایسی صورت جس کے توسط سے مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر صحیح عقیدہ کو تخریب اور اسلامی وحدت واجتماعیت کو پاش پاش کیا جائے اس لئے اسلام کے اندر کئی ایسے گروہوں کا اضافہ لازمی ہے کہ ان میں سے سب اسلام کا دعویٰ کرتے ہونگے مگر درحقیقت اسلام کو جڑ سے اُکھاڑ پھینک دیں گے اور ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کا دردسر بھی ہو اس بناء پر اس نے اپنے یہودی اسلاف کا پرانا تجربہ مسلمانوں پر بھی ازمایا یقیناً پولس نامی یہودی اپنے مذموم

مقاصد میں اس وقت کامیاب ہوا جب اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا الٰہی دین کو تہس نہس کر کے عقیدہ توحید کو عقیدہ تثلیث میں بدل دیا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب قوم ٹھہری۔

اسلام کے اس تابندہ دور میں یہود نے اس بات کا ادراک کیا تھا کہ مسلمان حضرت علیؓ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں مسلمانوں کی اس محبت سے ابن سباء نے غلط فائدہ اٹھایا۔استاد دکتور علی شریعتی اپنی کتاب منحر فان شیعہ میں لکھتے ہیں کہ ابن سباء نے حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اہل مصر والوں کے پاس جا کر یہ تبلیغ شروع کی کیونکہ اہل مصر اس وقت نَو مسلم تھے اور اسلام کے بارے میں چنداں عالم نہ تھے کہ ہر پیغمبر کا جانشین ہوتا ہے اور حضرت علیؓ آپ ﷺ کا جانشین ہے اور سب سے پہلے مسند خلافت کا حقدار ہیں اس سے پہلے خلفاء ثلاثہ نے حضرت علیؓ کا حق غصب کئے ہوئے تھے اور یہ کہ حضرت علیؓ کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے کیا ہے مگر حضرت عثمان غنیؓ نے کئی وجوہات کے بناء پر اس سے کوئی تعرض نہیں کیا ابن سباء نے گمراہی کی پہلی اینٹ رکھ لی اور دلیر ہو گیا جب کچھ پیروکار ملنے پیدا ہونے لگے تو ابن سباء نے ایک قدم اگے بڑھایا اور کہا کہ یقیناً حضرت علیؓ رسول خدا ہیں مگر جبرائیل علیہ السلام وحی نازل کرتے وقت بھول کر حضرت علیؓ کے بجائے آپ ﷺ کو وحی دینے لگے ان دو باتوں کے ماننے والے بھی پیدا ہوئے اور ابن سباء کی تقلید شروع ہونے لگی تو تیسری بات یہ کہہ ڈالی کہ حضرت علیؓ نعوذ باللہ بذات خود خدا ہیں اور عقیدہ وحدۃ الوجود کو پھر سے زندہ کیا اس عقیدے کی بنیاد نصاریٰ میں پہلے سے موجود تھی کیونکہ عیسائی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کو ذات کے اعتبار سے ایک سمجھتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّ اللّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّهُ عَلَيهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (٧٢) لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّ اللّهَ ثَالِثُ ثَلاَثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَـهٍ إِلاَّ إِلَـهٌ وَاحِدٌ وَإِن لَّمْ يَنتَهُواْ عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (سورة المائدہ)

ترجمہ: وہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے (عیسیٰ) مسیح، اللہ ہیں حالانکہ مسیح یہودیوں سے کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی (اور جان رکھو کہ) جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۔۷۲۔ وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال (وعقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں سے جو کافر ہوئے ہیں وہ دردناک عذاب پائیں گے۔

ابن سباء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی کرّم اللہ وجھہ کے اندر حلول کر گیا ہے اور عقیدہ وحدۃ الوجود کی بنیاد مسلمانوں میں رکھنا شروع کیا۔ چنانچہ ڈاکٹر علی شریعتی لکھتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ وفات پا گئے تو ابن سباء نے وفات علیؓ سے انکار کیا کہ نہیں حضرت علیؓ وفات نہیں

ہو سکتے بلکہ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اسمان پر چلے گئے ہیں اور کسی زمانہ بعد واپس آئیں گے (منحرفان شیعہ از ڈاکٹر علی شریعتی)۔

شیخ محی الدین ابن العربی اندلسی پیدائش ۵۶۰ھ اگرچہ صوفی کی حیثیت سے مشہور ہے اس کے بارے میں امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے ماننے والوں کے پیشوا ہیں اور قرآن مجید کی آیات کریمہ کی بے اصل ترجمہ وتفسیر اپنی مرضی اور مقصود کے مطابق کیا کرتا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وحدۃ الوجود کا نظریہ کن بے بنیاد دلائل پر قائم کیا گیا ہے جو علمی اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت نہیں اور تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے (بحوالہ کتاب معرفت مولنا وحید الدین خان)

وحدۃ الوجود ایک غیر شرعی اور بے اصل فلسفہ ہے جو خدا اور دیگر تمام موجودات کو ایک ثابت کرنے کا نظریہ دیتا ہے معرفت حق کسی انسان کی کمال ترقی کیلئے اکسیر ہے لیکن وحدۃ الوجود کے اس نظرئے کی صورت میں یہ معرفت حق سرتاپا باطل چیز بن گئی ہے کیونکہ خدا اور بندے یا دیگر اجرام کے درمیان کوئی مماثلت کو ثابت کرنا ناقابل تسلیم ہے۔

اس عقیدے کی تین اقسام ہیں جسے اتحاد ثلاثہ کہتے ہیں اول یہ کہ کوئی شخص غیر معمولی ریاضتوں کے ذریعے نفس کی صفائی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اندر حلول کر جاتا ہے یہ عقیدہ مسلمانوں کے اندر اسلام کے نام پر عبداللہ بن سباء نے مروج کیا پھر ابن سباء کے معتقدین فرقے نصیریہ، کیسانیہ، قرامطہ، باطنیہ نے اس کو اپنایا اس کو عقیدہ حلول کہتے ہیں۔ دوئم یہ کہ کائنات کی ہر چیز ایک ذات کے پھیلے ہوئے حصوں میں سے ایک حصہ ہے

یعنی خالق ومخلوق میں وحدت ہے اس نظریہ کے لحاظ سے کافر ومشرک فاسق وفاجر مؤمن و شیطان جنّات کتّا وبلّی نجاست وغلاظت یہ سب اللہ تعالیٰ کے عین وجود ہیں اور اس ذات الٰہی سے الگ نہیں اس کو وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ بندہ محبت وریاضت کو اس قدر فروغ دے کہ اللہ تعالیٰ کو اُتار کر بندہ کے اندر حلول کرنے کے بجائے خود عروج کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں داخل ہو جائے اس عقیدہ کو وحدۃ الشہود یا فناء فی اللہ کہتے ہیں ان عقائد میں سے کچھ بگڑی ہوئے شکل تصوف کے اندر بھی سرایت کر چکی ہے اہل تصوف کے نام پر پہلے عقیدہ حلول کا علمبردار حسین بن منصور حلاج مقتول ۳۰۹ھ جس کو مغربی افکار ونظریات کا نشریاتی ادارہ ڈیوہ ریڈیو میں مشہور گلوکار سردار علی ٹکر: اس کو رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے القابات سے نوازتا ہے)

وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر حلول کر گیا ہے جو کہ تقریباً ساتویں صدی ھجری میں گزرا ہے۔(بحوالہ کشف الجحود عن عقیدۃ وحدۃ الوجود مولانا خان محمد شیرانی)

اس سے سبیئہ کے نام سے ایک فرقہ وجود میں آ گیا اس کے کچھ عرصہ بعد سبیئہ فرقے کی نسل سے کئی سارے شیعہ فرقوں نے جنم لیا جو کہ اسماعیلیہ، زیدیہ، امامیہ، جعفریہ وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں جو سب کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو الوہیت کا درجہ دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں سے دشمنی کیلئے مسلمانوں کے اندر ایسے لوگوں کو تیار کیا گیا کہ مسلمانوں کو اپنا مذہب مشکوک لگے اور حق وباطل میں فرق کرنا مشکل ہو۔اس اعتبار سے وحدۃ الوجود کے ماننے والے اور اہل تشیّع دونوں یہودیت کے دو الگ الگ شاخیں

ہیں۔

شیعہ مذہب میں اتنے کفری عقائد کی انبار لگی ہوئے ہیں کہ جسے شمار نہیں کیا جاسکتا دوسری کتابوں میں اس کا مطالعہ کیا جائے ہمارا مقصود یہاں صرف یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کی متحدہ قوت کو کس طرح قرآن وسنت کی غلط تشریح کے توسط سے یہودیوں کے اشارے پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔سال ۲۰۱۵ء میں حج کے موقعہ پر منیٰ حادثہ جس سے لاتعداد حجاج زیادہ ہجوم کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے ایرانی شیعہ عوام نے سعودی حکومت پر ناعاقبت اندیشی کا الزام لگا کر مظاہروں کا اہتمام کیا اور متفقہ طور پر مغربی باداروں سے مطالبہ کیا کہ حرمین شریفین کو یہودی شہر واٹیکان کی طرح (جو کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا مقدس شہر اور پادریوں کا ایک مشاورتی محل ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کیجاتی ہے) آزاد اور ہر مذہب وعقیدہ والوں کو مداخلت کی اجازت دے دی جائے۔

جنوری ۲۰۱۶ء میں ایرانی صدر ڈاکٹر حسن روحانی نے دورہ اٹلی میں پاپائے روم سے ملاقات کی اور پوپ سے دعا کا مطالبہ اور میوزیم میں برہنہ بتوں کا معاینہ بھی کیا

۳دسمبر ۲۰۱۵ء کو ایرانی شیعہ حکام نے عراق میں نام نہاد چہلم امام حسینؓ کے موقع پر یہ تاثر دیا کہ حج کے موقع پر چند افراد جمع ہونے کی وجہ سے سانحہ منیٰ پیش آیا جبکہ کربلا میں ستر ممالک سے آنے والوں کی تعداد ڈھائی کروڑ سے زائد ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعے کا امکان نہیں کیونکہ اس وقت دنیا مذہبی پابندیوں سے نکل رہی ہے اور کربلا میں یہود عیسائی ہندو سکھ وغیرہ بھی حاضری دے رہے ہیں یعنی بیت اللہ شریف کے مقابلے میں میدان کربلا

کی حیثیت بڑھ کر ہے اور عنقریب شیعوں ں کے نزدیک میدان کربلا کو بیت اللہ شریف سے زیادہ فضیلت دینے کا ارادہ ہے۔

شعبہ تنصیر

اسلام کو ہمیشہ کیلئے صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے شعبہ تنصیر کو حرف اخیر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے یہ گویا اسلام کی تابوت پر آخری میخ ٹھونکنا ہے کہ مغربی تہذیب اپنانے کے بعد جس کے پاس تھوڑا سا اسلام باقی ہو اس کو بھی اس سے چھینا جائے حالانکہ ابتدائی صلیبی جنگیں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہیں گی تا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسمان سے اُتر کر صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے یہود نصاریٰ پر جزیہ دینا لازم کریں گے ارشاد نبوی ﷺ ہے

والذی نفسی بیدہ لیو شکنّ ان ینزل ابن مریم فیکم حکماً مقسطاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتیٰ لا یقبل احد (رواہ البخاری فی کتاب الایمان)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس قبضے میں میری جان ہے کہ عنقریب حضرت عیسیٰ بن مریم اسمان سے اُتر کر فیصلہ کن طور پر صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور کفار پر جزیہ دینا لازم کریں گے اور مال کی اتنی کثرت ہوگی کوئی مال کو (ذکوٰۃ کو) قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات سے بچنے کیلئے کفار مسلمانوں کو دینی علوم اور عبادات کے طریقے سکھاتے ہیں اور اس کی مثالیں اج کل بہت ہیں جیسے ذکر واذکار کے ہندسوں والا کاونٹر، تسبیح کے وہ رنگا رنگ اور خوش نما دانے۔ مصلیٰ، جانماز، موبائل میں قران مجید کے نسخے، قران مجید کے وہ نسخے جس کے صفحات سے ایک الہ قریب کر کے مختلف قاریان حضرات کے زبان سے تلاوت

شروع ہو جاتی ہے جسے قلم قاری کہتے ہیں، الکٹرانک الہ جات کے زریعے قبلہ نما اور اوقات نماز وغیرہ کے متعلق رہنمائی کیئے جاتی ہے۔

مصطفیٰ خالدی صاحب اپنے کتاب میں لکھتے ہیں کہ نصاریٰ ہمارے ہاں آکر ہمیں ہمارا دین ہمیں سیکھاتے ہیں ہم کو یوں کہا جاتا ہے کہ آنکھیں بند کرو ہم یہ حکم تسلیم کر کے آنکھیں بند کر دیتے ہیں اس دوران ہم کو ہمارا دین سکھایا جاتا ہے پھر ہم کو آنکھیں کھولنے کا حکم ہوتا ہے جب ہم آنکھیں کھول دیتے ہیں تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں تحریف شدہ انجیل ہوتا ہے اور ہمارے تمام املاک غصب کیئے ہوئے ہوتے ہیں (تبشیر واستعمار مصطفیٰ خالدی)

ان عزائم کی تکمیل کیلیئے کفار پوری طاقت وقوت سے عالم اسلام میں مغربی تہذیب پھیلانے میں مصروف ہیں کیونکہ مسلمان اس وقت نصرانیت کو قبول کر سکتا ہے کہ جب تک اس نے مغربی تہذیب نہ اپنا چکا ہو۔ سب سے پہلے شعبہ تنصیر یا تبشیر کی تعریف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اس کے مقاصد کیا ہیں۔

نصرانیت یا عیسائیت اس وجہ سے اس کا نام پڑ گیا کہ یہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اور دین عیسوی کی پیروی اور اس کی مدد کرتے ہیں یہ در اصل منحرف مذہبی اور سیاسی تحریک ہے جو صلیبی جنگوں کے دوران زیادہ متحرک ہوا۔ اس کی پہلی تعریف یہ ہے کہ:

دعوت الناس للدخول فی النصرانیہ یعنی لوگوں کو نصرانیت میں داخل کرنا ایسی

نصرانیت میں جس کے اندر حقیقت کی کوئی شی موجود نہیں اگر اس تحریف شدہ دین میں کوئی داخل نہ ہو تو کم از کم جنگ جھگڑے اور خون ریزی کے بغیر اس کو اپنا وہ مذہب چھوڑنا پڑے جس پر پہلے وہ قائم تھا۔

نصاریٰ کے ان اسلام دشمن عزائم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو بر وقت آگاہ کیا ہے کہ نصاریٰ و اس کے حواریوں کے عزائم و مقاصد دشمنانہ ہیں اس سے بچ کے رہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُواْ نَصِيباً مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلاَلَةَ وَيُرِيدُونَ أَن تَضِلُّواْ السَّبِيلَ(سورۃالنساء)

ترجمہ: بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ۔

دوسرا مقصد یہ ہے کہ یہ نصاریٰ خود تو اسلام پر ایمان و یقین نہیں رکھتے ہیں اور اس غرض میں کامیابی کیلئے دین اسلام میں کجی اور ٹیڑھا پن ڈھونڈ نکالنے میں مصروف عمل ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے ہیں تا کہ نبوی ﷺ کی دعوت و تبلیغ مکمل طور پر ناکامی کا شکار ہو چنانچہ فرماتے ہیں۔

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجاً أُوْلَـئِكَ فِي ضَلاَلٍ بَعِيدٍ(سورۃ الابراھم)

ترجمہ: جو آخرت کی نسبت دنیا کو پسند کرتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی چاہتے ہیں یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی میں ہیں۔

تیسرا یہ کہ مسلمان بھی کفار کی طرح مرتد مشرک و کافر ہو کر دین اسلام کو ترک کرے

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُواْ وَاصْفَحُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ(سورة البقره)

ترجمہ: بہت سے اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا (دوسرا) حکم بھیجے بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔

وَدُّواْ لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُواْ فَتَكُونُونَ سَوَاء فَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ أَوْلِيَاء حَتَّىَ يُهَاجِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتَّمُوهُمْ وَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيرًا(سورة النساء۔

ترجمہ: ہ تو یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں (اسی طرح) تم بھی کافر ہو کر (سب) برابر ہو جاؤ تو جب تک وہ اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑ جائیں اُن میں سے دوست نہ بنانا اگر (ترکِ وطن کو) قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو اور ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ بناؤ۔

چہارم یہ کہ عموماً تمام اقوام بالخصوص مسلمانان عالم اپنا مذہب چھوڑ کر نصرانیت قبول کرے۔

وَلَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَلاَ النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّهِ مِن وَلِيٍّ

وَلاَ نَصِيرٍ(سورة البقره)

ترجمہ: اورتم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تک کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو (ان سے) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگرتم اپنے پاس علم (یعنی وحی الٰہی) کے آ جانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تمھیں (عذابِ) الٰہی سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔

وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُون(سورة البقره)

ترجمہ: اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تمھیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھیر کر (کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

پنجم یہ کہ مسلمانوں سے بہت دشمنی رکھتے ہیں لیکن امداد اور جھوٹی دوستی کے نام پر مسلمانوں کے اندر عقائد کی تخریب کرنے کے بعد اور اپنے غلیظ عزائم کو چھپانے کیلئے دوستانہ اور ہمدردانہ صورت اختیار کئے ہوئے ہیں اس پر مہربان ذات نے اپنے محبوب بندگان کو مطلع فرمایا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ

بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ(سورة العمران)

ترجمہ:مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کواپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے، اُن کی زبانوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔

درج بالا قرآنی ایات قرآنی سے کفری مقاصد کی وضاحت ہوئی جو کہ کفار کو صلیبی جنگوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ یہ زمانہ قدیم سے شیطانی نظریات وافکار کا تسلسل ہے یعنی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے مگر جس طرح کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ وہ طریقہ چندان منظّم نہیں تھا کسی ایک علاقے کے مسلمانوں کو کچلنے کیلئے ایک طریقہ اختیار کیا گیا ہے تو دوسرے جگہ میں دوسرے طریقے سے کام لیا گیا ہے لیکن دور جدید میں وہی سابقہ منصوبے نئے اور جدید و منظّم شکل میں نمودار ہوتے ہیں اس منظّم اور جدید طریقہ کو ماہرین ومورخین کے نزدیک شعبہ تنصیر یا تبشیر استشراق سے پہلے کی ایجاد بتاتے ہیں اگر منظّم شکل اور غیر منظّم کے اعتبار کو مدّ نظر رکھا جائے تو پھر یہ صحیح ہے ورنہ کفار کا یہ عزم یا اس کو عملی بنانا تو ہر زمانے میں حق کے خلاف یہ طاغوتی طاقتیں لڑتی رہے گویا ابلیس شیطان نے کبھی چھٹی نہیں کی ہے ا۔اسی طرح اس طاغوت کے پجاریوں نے نصرانی دعوت کیلئے بے پناہ وسائل فراہم کئے ہیں

جس حدتک مورخین نے تاریخ کے اعتبار سے دریافت کی ہے وہ یہ ہے کہ نصرانی یاتبشیری عقائدونظریات کیلئے منظّم طور پر ۱۲۱۳ء کومشہور مسیحی رہنما پاپ قدیس پطرس فرانسیسی نے دعوت مسیحیت کا بیڑا اٹھایا اس پاپ کے دور میں اس کی دعوت چنداں مؤثر ثابت نہ ہوئی مگر بعد میں یعنی ۱۸۵۴ء میں البانوی مسیحی رہنماراجربیکن کا نام مشہور ہے کہ اس نے مسیحی دعوت کواز سرنومنظّم کیااس لئے ان دونوں کوشعبہ تنصیر یاتبشیر کے بانی شمار کئے جاتے ہیں۔

مگر حیران کن اوریادرکھنے کی قابل بات ہے کہ جتنے بھی مسیحیت کے مبلغین ہیں وہ بذات خودعیسائی مذہب کے حاملین نہیں بلکہ سب عقائد کے اعتبار سے یہودی ہیں گولڈ زیہر،صموئیل زویمر وغیرہ جوکہ اس شعبہ کے نامور شخصیات ہیں اصل میں یہودی تھے۔الغارۃ علی العالم اسلامی نامی کتاب میں جوکہ اس کتاب کامصنّف اڈوین بلس ہے وہ لکھتے ہیں کہ میری کوشش ہے کہ میں سارے مسلمانوں کو دین اسلام کے بجائے دین مسیحیت کو قبول کرنے پرامادہ کروں (تبشیر واستعمار از مصطفیٰ خالدی مکتبہ شاملہ مرقم آلیا)۔

نصرانی تحریک کی مبلغین کا شعار یانصب العین یہ ہے ۔

دون أدنیٰ اعتبارالدینهم وتراثهم وثقافتهم الدین لله والو طن للجمیع (التقارب الدینی للشیخ الا مین محمداحمد)

ترجمہ:یعنی اس بات کی کوئی پروانہیں کہ کون کس مذہب کا حامل ومعتقد ہےاوراس کارسم و رواج کیا ہے بلکہ دین اللہ تعالیٰ کا ہےاورزمین سارے لوگوں کا ہے ۔اس کا مطلب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دین سیاست سے الگ ہےاوردین کوسیاست میں دخل اندازی کا

کوئی حق نہیں۔اس طرح نام نہاد مسلمانوں کے پاس ایسا اسلام ہوگا جو صرف نماز حج و زکوٰۃ تک محدود ہوگا اور عقیدہ جہاد کے بجائے کفار سے دوستی قائم ہوگی اس طرح نیم مسلمان سے کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہوگا کیونکہ اس نیم مسلمان کے پاس نظام خلافت کی کوئی فکر نہ ہوگی مسیحیت پر دعوت کیلئے دنیا بھر میں کارکنان موجود ہیں اور تمام وسائل سے لیس ہیں یعنی اخبارات جریدے ریڈیو چینل ٹی وی چینل وغیرہ دن رات کو کام کرتے ہوئے ہر جگہ دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر میں اس دعوتی پروگراموں پر سالانہ پچاس کروڑ ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں مسیحی مذہب کی قبولیت کیلئے قومی لسانی مذہبی اور فرقہ وارانہ تعصّبات کو ہوا دینے کیلئے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے تاکہ قوموں اور ملّتوں کے درمیاں جنگ وجدل پیدا کرنے کیلئے راستہ ہموار کیا جاسکے قدرتی معدنیات کے ذخائر پر قبضہ کرکے اکثر ممالک میں غربت و افلاس پھیلانا رزق تلاش کرنے والوں کیلئے بیرون ملک کے دستاویزات کی فراہمی مغربی ممالک میں تحصیل علم کی سہولیات کا انتظام کرنا مطلوبہ ملک کے کسی علاقے کے لوگوں کیلئے پارکوں،اور تفریح گاہوں،تعلیمی اداروں،مساجد کی تعمیر،ابتدائی طبی علاج معالجہ کی ضروریات بہم پہنچانا وغیرہ ایسے لوگوں کے ذمے لگائے گئے ہیں جو کہ در پردہ مسلمان ان سے مانوس ہوکر نصرانیت کی دعوت قبول کرسکے۔

مسیحی دعوت میں مال کے استعمال کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ عورت ایک پُرکشش اور صنف نازک ہونے کے وجہ سے بہت مشکل کاموں کو بآسانی حل

کرنے میں مدد فراہم کرسکتی ہے یہ عورت اگر ایک جانب دنیا کے بہترین مخلوقات میں شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ انسانیت کے پیداوار کا زریعہ ہے اور ہر مرد وزن بچپن میں اس کے گود میں تربیت پاتا ہے بچے کیلئے سب سے پہلا مدرسہ ماں کا گود ہوتا ہے اس زمانے میں بچہ ماں سے جو کچھ سیکھتا ہے وہ زندگی بھر اسے یاد رہتا ہے اور کبھی نہیں بھول پاتا اگر عورت نیک سیرت اور پاکدامن ہے تو اس کی اولاد بھی نیک سیرت اور پاکدامن ہونگے اور دوسرے جانب اگر عورت پاکدامن ہونے کے بجائے بدچلن اور بے دین ہے تو اولاد بھی اسی طرح بے دین ہوگا اسی طرح کسی مذہبی وسیاسی شخصیات کو ورغلانے اور بلیک میل کرنے کیلئے عورت مچھلیوں کے جال کا کام بھی دیتی ہے جیسے فلسطینی رہنما یاسر عرفات کو یہودیوں نے سُہا نامی عورت جو کہ یاسر عرفات کی ہم عمر بھی نہیں تھی شادی کرائی گئی ۱۹۰۶ء میں قاہرہ میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں عورتوں کی کل تعداد سوملین سے زیادہ شمار کیا گیا اس سیمینار میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کیا گیا کہ مسلمانوں کو نصرانی بنانے میں عورت کا استعمال بہت ضروری ہے۔(التنصیر وتعریفہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ صالح)

چنانچہ یہودی خفیہ دستاویزات میں اس کی اہمیت کو اُجاگر کردیا گیا ہے وہ پروٹوکول نمبر ایک میں لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے خاص ایجنٹوں کے زریعے اُنہیں اس طرف مائل کررکھا ہے ایجنٹوں سے مراد ان کے وہ اتالیق اور اساتذہ ہیں جو ان کی تعلیم وتربیت پر مامور ہیں ان کی خدمت گار گھریلوی خادم اور عام طور پر ان کے صحبت میں رہنے والے افراد ہیں علاوہ ازیں ان کے اہل دولت وثروت افراد کے ہاں مقیم استانیاں معلمائیں اور

ہمارے وہ عورتیں جو عیاشی کے اڈوں پر ان سے ملتی ہیں جہاں غیر یہودی جانا پسند کرتے ہیں اس ضمن میں ان نام نہاد سوسائٹی لیڈیز کا بھی ذکر کروں جو از خود عیاشی فحاشی اور اوارگی کی طرف میلان رکھنے والے افراد کو اپنے دام تزویر میں پھانستی ہیں (یہودی پروٹوکول نمبر ا) ان تمام کوششوں سے صرف مقصود یہ ہوتا ہے کہ جیسے بھی ہو اور جس طرح بھی ممکن ہو اسلام اور مسلمانوں کیلئے مشکلات پیدا کرنا اور اسلام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا تا کہ یہ دین اسلام ترقی نہ کر سکے۔

منجملہ ان رکاوٹوں سے ایک اور تباہ کن رکاوٹ کمیونزم اور سیکولرزم کے نام سے گذشتہ دوصدیوں سے کام کر رہا ہے یہ بھی یہودیوں کا بہت بڑا چال ہے کہ اسلام دشمنی میں شیعیت کے طرح ان دونظریات کا بھی ایجاد کیا اس سے یہود ونصاریٰ کے دومقاصد پورے ہوتے ہیں اول یہ کہ دنیا میں دین اسلام کے ماننے والوں اور اس پر کٹ مرنے والوں کی تعداد کم ہو کر مغلوب ہو جائیں گے دوئم یہ کہ دیگر کفری مذاہب واعتقادات کی ایجاد سے مسلمانوں کے خلاف محاذوں کی تعداد بڑھ کر مسلمانوں پر دائرہ تنگ ہو جائے گا اس بناء پر بہت سے یہودی ماہرین نے بظاہر نصرانیت قبول کی اور نصرانیت کے لبادے میں مسلمانوں کے خلاف ایسے مذاہب واعتقادات کا ایجاد کیا جو اسلامی عقائد سے متصادم اور متضاد ہیں مثال کے طور پر کمیونزم کا ایجاد جس کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے یہ ایک حکومتی نظام ہے جس میں تمام املاک سرکار کی ملکیت ہوگی اور عوام اس حکومت کی تعمیری وترقی کی کاموں میں شب وروز محنت کر کے صرف روٹی کپڑا مکان کے حقدار ہونگے۔

کمیونزم اور اس کے نظریات

کمیونزم کی ایجاد یا ترویج کارل مارکس جو کہ خاندانی یہودی تھا مغربی المان میں ۱۸۱۸ء کو پیدا ہوا قائدانہ صلاحیتوں کی بناء پر جب ارد گرد حالات کا جائزہ لیا تو اس کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ چونکہ دنیا بھر میں یہودیت کیلئے حالات ناسازگار ہیں اس لئے ضروری ہے کہ یہودیت کے بجائے نصرانیت کو اپنایا جائے بہر تقدیر جب نصرانیت میں مقبولیت ہوئی تو خدا سے انکار کا نظریہ اعلان کیا کمیونزم نظریہ کی اشاعت کیلئے کارل مارکس نے بہت تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیں اور مختلف ممالک میں پردیسی زندگی گزارنے پر مجبور ہوا جبکہ اس تحریک کی تمام اخراجات کی ادائیگی یہودیوں کے ذمہ داری تھی بالآخر کارل مارکس ۱۸۸۴ء کو لندن میں مر گیا مگر اس نے تمام عمر کی کاوشوں سے چند ایسے وحشی درندہ صفتی میں لائق اور بلند ہمت شاگردوں کو میراث میں چھوڑا کہ جنہوں نے کمیونزم کو عملی طور پر حاکمیت کے اعتبار سے بزور شمشیر قائم کیا کیونکہ کارل کارکس کا شاگرد خاص لیلن جائے پیدائش سیمبر سک اولیانوف ۱۸۷۰ء نے مارکسیزم یا کمیونزم کیلئے اتنا کام کیا کہ کارل مارکس کا مشن پورا کیا اور کمیونزم کو اقتدار دلانے کا قابل بنادیا اور ۱۹۱۷ء کو روس میں سرخ انقلاب کے نام سے حکومت قائم کی لیلن کا یہ مقولہ بہت مشہور ہے کہ اگر آدھے سے زیادہ مخلوق کو قتل کیا جائے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اور زندگی پھر بھی رواں دواں رہے گی لیلن کی اس بات پر لیلن کے کارکنوں سٹالن اور اس جیسے درندوں نے لاکھوں افراد کو قتل کیا جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

جس کی پوری تعداد استاد زاھدی احمدزئے صاحب نے اپنی کتاب الغزو الفکری صفحہ ۳۵۸

میں رقم کئے ہیں ان مقتولین میں زیادہ تر علماء قومی عمائدین اور قابل تقلید افراد شامل ہیں۔
کمیونزم میں خدا ورسول جنت دوزخ حساب کتاب وغیرہ کا کوئی نظریہ نہیں بلکہ کمیونسٹوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا طبعی طور پر پیدا ہو ہوئی ہے آپ یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ کمیونزم ہو یا سیکولرزم دونوں یہودیوں نے ایجاد کئے ہیں جب کہ دونوں کے عزائم ومقاصد بھی ایک جیسے مشترک ہیں انبیاء کرام کو صرف انتظامی امور کے ماہرین تسلیم کرتے ہیں اور یہ دونوں باطل نظام تاریخ کے اعتبار سے معاصر تحریکیں ہیں ۱۷۸۹ء میں فرانسیسی نپولن بوناپاٹ نامی شخص نے سیکولر نظام کو متعارف کرایا اس کے بعد متعدد اشخاص نے سیکولر نظام کیلئے قابل ذکر خدمات کیں ان لادینی اور شیطانی مقاصد میں سے چند ایک یہ ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور روز قیامت جنت دوزخ حساب کتاب کا کوئی تصور نہیں، زندگی کی کامیابی کا دارومدار انسانی تجربوں اور محنتوں پر منحصر ہیں یعنی تقدیر پر یقین نہیں رکھتے، مذہب اور سیاست انتظامی امور کے درمیاں کوئی تعلق نہیں، عورت مشترک المنافع مخلوقات میں سے ہے، انسان اپنی زندگی میں ہر لحاظ سے خودمختار اور مادر و پدر کا کوئی تصور نہیں، اسلام کو مشکوک اور دقیانوس قرار دینا، دین اسلام جدید دور میں ناقابل عمل اور موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے سے عاجز، اخلاق واقدار لباس رہن سہن کو نئی مغربی تہذیب کے مطابق کرنا، نیشنلزم یعنی قوم پرستی کو اہمیت دینا، اسلامی مذہبی تعلیم پر پابندی برقرار رکھنا، مساجد اور عبادت خانوں پر مصارف فضول خرچی اور تعمیر شدہ مساجد کو دیگر ضروریات کیلئے استعمال کرنا، وغیرہ

مغربی تہذیب اوراس کے مضراثرات سے بچنے کا راز

مغربی تہذیب نے ایسے سامان وآلات کی ایجادات کیں کہ جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ کر حیران ہو جاتی ہے ان سامان وآلات کو مسلمانوں کے خلاف ایک حربے کے طور پر استعمال کیا گیا یعنی ان سامان وآلات سے جس میں طاقتور ترین اور مہلک ہتھیار اور ساری دنیا میں جاسوسی نظام وغیرہ شامل ہیں عالم اسلام مرعوب ہو کر احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہیں احساس کمتری اوراس جیسی بیماریوں کا علاج ہمارے مہربان رب عزیز نے اپنے نبی برحق ﷺ کے توسط سے ہمیں بتادیا ہے۔

اول یہ کہ اپنے مذہب دین اسلام کے بارے میں تمام ضروری معلومات حاصل کرنا ایمان وصحیح عقیدہ سیرت نبوی ﷺ کے حالات خلفاء راشدین اوراسلامی سپہ سالاروں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا اپنے اسلاف کے نقش قدم کواپنا نصب العین بنانا اپنے آپ کو مکلّف اور ذمہ دار سمجھنا صحت اور زندگی کو غیر معمولی نعمت سمجھ کراس کی قدردانی کرنا بہترین اخلاق و کردار کا مالک ہونا کیونکہ آپ ﷺ کی کامیابی کا راز اسی بہترین کردار کی مرہونِ منّت تھی ۔جب پہلی مرتبہ آپ ﷺ پر غار حراء میں جبرائیل امین وحی الٰہی لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ اپنی نوعیت اور حیثیت کا پہلا واقعہ تھا اس وجہ سے آپ ﷺ گھبرائے اور گھر آکر گھبراہٹ دور ہونے کے بعد حضرت خدیجۃ الکبراء ؓ سے واقعہ بیان فرمانے کے بعد اندیشہ ظاہر کیا کہ شاید میں کامیاب نہ ہوسکوں اس پر گھر والی نے تسلی دی کہ یہ نہیں بلکہ آپ ﷺ ضرور کامیاب ہونگے اور ایک مدلل جواب دیتی ہوئی کہنے لگی۔

کلّا و اللہ ما یخزیك اللہ ابداًانّك لتصلُ الرّحم و تحمل الکلّ و تکسب المعدوم و تقریء الضیف و تعین علیٰ نوائب الحقّ وفی روایة لمسلم و تصدق الحدیث (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت خدیجہؓ نے کہا کہ ہرگز نہیں آپ خوش رہیں (کیونکہ) خدا کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوانہ کرے گا اس لئے کہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں کا بار اٹھاتے ہیں ناداروں کو مال دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حق بات کی طرف داری کرتے ہیں اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ آپ سچ بولتے ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی مشن میں کامیابی کا دارو مدار اس بہترین شخصیت میں ہے تا کہ لوگ اس کی سچائی دیانت داری پر یقین کر کے اس کو اپنا قائد تسلیم کرے۔

دوئم یہ کہ کفار سے ترک موالاۃ یعنی قطع تعلق کر کے مغربی تہذیب اور اس کے مضر اثرات سے بچا جا سکتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یـاَأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوَاُ إِن تُطِیعُواُ فَرِیقاً مِّنَ الَّذِینَ أُوتُواُ الْکِتَابَ یَرُدُّوکُم بَعْدَ إِیمَانِکُمْ کَافِرِینَ وَکَیْفَ تَکْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَی عَلَیْکُمْ آیَاتُ اللّہِ وَفِیْکُمْ رَسُولُہُ وَمَن یَعْتَصِم بِاللّہِ فَقَدْ ھُدِیَ إِلَی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیمٍ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: مومنو! اگر تم اہل کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔۱۰۰۔اور تم کیونکر کفر کرو گے جب کہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اُس کے پیغمبر موجود ہیں اور جس نے اللہ کی (ہدایت کی رسی کو) مضبوط

پکڑ لیا تو وہ سیدھے رستے لگ گیا۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّی وَعَدُوَّکُمْ أَوْلِیَاء تُلْقُونَ إِلَیْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ کَفَرُوا بِمَا جَاءکُم مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِیَّاکُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّکُمْ إِن کُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَاداً فِی سَبِیلِی وَابْتِغَاء مَرْضَاتِی تُسِرُّونَ إِلَیْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَیْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ وَمَن یَفْعَلْهُ مِنکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاء السَّبِیلِ

ترجمہ: مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکہ سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دینِ) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں تم ان کی طرف پوشیدہ پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْیَهُودَ وَالنَّصَارَی أَوْلِیَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِیَاء بَعْضٍ وَمَن یَتَوَلَّهُم مِّنکُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِینَ(سورة المائده)

ترجمہ: اے ایمان والو یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے کفار سے ترک موالاۃ کے بارے میں یہ حدیث شریف ملاحظہ

فرمائیں۔

عن عمرو بن العاصؓ قال سمعت رسول الله ﷺ جهاراً غير سِرايقول ألآ ان آل أبى يعنى فلاناً ليسوا لى بأو لياء انما ولى الله و صالح المؤ منين (رواه مسلم)

ترجمہ: عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ بآواز بلند فرمارہے تھے پوشیدگی سے نہیں میرے باپ کی اولاد میرے عزیز نہیں بلکہ میرا مالک اللہ ہے اور میرے عزیز نیک مؤمن ہیں ۔کیونکہ یہی طریقہ مغربی تہذیب کا راستہ روک سکتا ہے جبکہ دوستانہ تعلقات کے نتیجہ میں ہم بلا چون و چرا اہل مغرب کی تہذیب وتمدن کو اپنائے بغیر گزارہ نہیں کرسکتے۔

سوئم یہ کہ مسلمان آپس میں متحد و متفق ہو اور ہر قسم فرقہ بندی ،قومی ،نژادی ،لسانی تعصّبات سے بالاتر ہوکر ایک دوسرے کے بھائی مددگار اور جسد واحد سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوں کیونکہ اسی اتفاق میں نا قابل تسخیر طاقت ہے۔

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُواْ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ(الا نفال)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا

اور صبر سے کام لو کہ اللہ صبر کرنے والے کا مددگار ہے۔

وَلَا تَكُونُواْ كَالَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُوْلَـئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ(آل عمران)

ترجمہ: اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکامِ بیّن کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاء فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً وَكُنتُمْ عَلَىَ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُون(سورة آل عمران)

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور اللہ کی اُس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی اور تم اُس

کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گھڑے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُس سے بچالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

چہارم یہ کہ اپنے دین پر سختی سے قائم رہنا اس لئے کہ خیر و برکت استقامت میں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا

وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (۳۰) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (۳۰) نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (سورة فصلت)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ۔۳۰۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہوگی)۔۳۱۔ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ پر اس بات کی تاکید کی کہ کسی بھی صورت میں میرے بتائے ہوئے راستے سے نہیں ہٹنا اگر چہ حالات جیسے بھی ہوں۔

عن عرباض بن ساریہؓ قال صلیٰ بنا رسول الله ﷺ ذات يوم ثم أ قبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون و وجلت منهم القلوب فقال قائل يا رسول الله ﷺ كأن هذه موعظة مودعة فما ذا تعهد الينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبداً حبشياًفأنه من يعش منكم بعدی فسیریٰ اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتی و سنة خلفاء المهديين الراشدين تمسكوا بها و

عضوا علیها بالنوا جذ وایا کم ومحد ثات الا مور فأن کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة (رواہ ابو داود فی باب لزوم السنة)

ترجمہ: عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور بہت بلاغت یعنی بڑی تاکید سے وعظ فرمائی جس سے لوگوں کے دل نرم ہوکر بے اختیار رونا شروع کیا پس کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسے انداز میں وعظ فرمائی گویا کہ یہ آپ کا آخری وعظ ونصیحت ہو پس آپ ہم سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو تقویٰ اختیار کرنے پر وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ اپنے امیر کی اطاعت کروا گرچہ تمہارا امیر حبشی غلام کیوں نہ ہو اس لئے کہ میرے بعد تم مسلمانوں کے اندر بہت اختلاف دیکھو گے پس اس حال میں تم پر لازم ہے کہ میری سنتوں اور خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چلو اور میری سنت کو سختی سے تھامے رکھو اور دین میں بدعات و رسومات پیدا کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

پنجم یہ کہ دین اسلام کی نشر و اشاعت کیلئے تمام وسائل بروئے کار لانا کیونکہ دین اسلام کی ترقی واشاعت دعوت اور تبلیغ ہی کے ذریعے ممکن ہے اور اس کے علاوہ دین ترقی نہیں کرسکتا اور نہ ہی مسلمان اپنے فریضے سے عہدہ برا ہوسکتا ہے آپ ﷺ نے ابتداء نبوت سے تیرہ سال تک دعوت وتبلیغ پر انحصار کیا ہوا تھا اور یہ نبوت ورسالت کی تکمیل کا واحد زریعہ تھا اسی دعوت وتبلیغ نے آپ ﷺ کو اس قابل بنادیا کہ صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر

جماعت تیار ہو کر دشمن کو دندان شکن جواب دینے کی اہلیت پیدا کردی۔اور یہ امت مسلمہ کیلئے خیر کا ذریعہ ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوف ِوَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون(سورة آل عمران)

ترجمہ:اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برُے کاموں سے منع کرے۔یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

فریضہ دعوت وتبلیغ کی عدم ادائیگی کی صورت میں بندہ گناہ گار شمار ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِين(سورة المائده)

ترجمہ:اے پیغمبر! جو ارشادات اللہ کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم اللہ کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے(یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)اور اللہ تمہیں لوگوں

سے بچائے رکھے گا بیشک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں کرتا۔جبکہ پیغمبری دعوت کی نشر واشاعت کرنے والوں کیلئے آپ ﷺ نے اسلئے دعائے خیر فرمائی کہ یہ اشاعت دین کا بہترین ذریعہ ہے۔

عن عبداللہ بن مسعود یحدّث عن ابیہ عن النبی ﷺ قال نضراللہ امرأً سمع

مقالتی فوعٰها و حفظها و بلغها فرب حامل فقه الیٰ من هو أفقه منه (مشکوة المصابیح)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات یعنی حدیث نبوی کو سنا اور یاد کیا اور پھر دوسروں تک پہنچایا پس بہت سے پہنچانے والوں سے وہ بہت سمجھ دار ہوتے ہیں جن کو میرے بات پہنچائی گئی ہو۔

اور پھر وہ لوگ بڑے بہترین اورزیادہ مؤثر انداز سے پیغام نبوی ﷺ کی نشرواشاعت کرسکتے ہیں اور یہ دین کی ترقی کیلئے بنیادی ستون ہے۔اوراس کے بغیر دین اسلام ترقی کرہی نہیں سکتا۔

وما علینا الّا البلاغ

یورپ

تاک میں بیٹھے ہیں مدّت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زور پلنگ
خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ!

مغربی تہذیب

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیالِ بلند و ذوق لطیف

غلاموں کیلئے

حکمتِ مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
ایک نکتہ کہ غلاموں کیلئے ہے اکسیر
دین ہو ، فلسفہ ہو، فقر ہو ، سلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر
حرف اس قوم کا بے سوز ، عمل زار و زبوں
ہوگیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر!

(ماخوذ از: کلیات اقبالؒ)